انوارِ خواجہ
شاہ احمد سعید دہلوی
۱۴۳۱ ہجری
محمد بدر الاسلام صدیقی

انوارِ خواجہ
شاہ احمد سعید دہلوی

۱۴۳۱ ہجری

محمد بدرُالاسلام صدیقی

خانقاہ سلطانیہ
گلشنِ عظیم، جہلم

نام کتاب	انوارِ خواجہ شاہ احمد سعید دہلوی ۱۲۷۷ھ
مؤلف	محمد بدر الاسلام صدیقی
ناشر	خانقاہ سلطانیہ گلشنِ عظیم، جہلم
اشاعت	۳۱/ دسمبر ۲۰۱۰ء محرم الحرام ۱۴۳۲ھ
تعداد	۵۰۰
حروف ساز	محمد کامران ہاشمی

باسمہ سبحانہٗ جل وعلا

انتساب

حرمین شریفین مدفون علماء و مشائخِ نقشبندیہ
کے نام

جن میں......

- حضرت خواجہ محمد پارسا بخاری خلیفہ حضرت سید بہاؤ الدین نقشبند بخاری جنۃ البقیع
- شیخ سید محمود بن حسین گیلانی شافعی محشی تفسیر بیضاوی جنۃ البقیع
- خواجہ تاج الدین بن زکریا سنبھلی خلیفہ خواجہ باقی باللہ جنۃ المعلیٰ
- حضرت سید آدم بنوری خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی جنۃ البقیع
- شیخ احمد بن خلیل یک دست خلیفہ خواجہ محمد معصوم فاروقی جنۃ المعلیٰ
- حضرت سید قطب الدین بخاری خلیفہ خواجہ محمد زبیر فاروقی جنۃ البقیع
- حضرت شاہ احمد سعید فاروقی مجددی جنۃ البقیع
- حضرت شاہ عبد الغنی فاروقی محدثِ عرب وعجم جنۃ البقیع
- حضرت شاہ عبد الرشید فاروقی خلفِ رشید شاہ احمد سعید فاروقی جنۃ المعلیٰ

وغیرہم رحمھم اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔

اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَ لَسْتُ مِنْھُمْ لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

نیازمند

محمد بدرالاسلام

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کَلِمَۃُ الْمُؤَلِّف

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی ترویج وتبلیغ میں صوفیۂ کرام و مشائخِ عظام نے نمایاں کردار ادا کیا ہے' تصوف واحسان کے سلاسلِ اربعہ نقشبندیہ' قادریہ' چشتیہ' سہروردیہ اس خطہ کی تاریخ کا روشن باب ہیں۔ برصغیر کے لاتعداد انسانوں کے قلوب واذھان نے ان قنادیل سے جِلا پائی۔ اس طبقۂ اصفیاء نے اپنے اپنے ادوار میں مختلف انداز سے امّتِ مرحومہ کی اصلاح فرمائی اپنے پاکیزہ کردار اور اعلیٰ اخلاق سے غیر مسلموں کو حلقہ بگوشِ اسلام کیا' بعض نے مواعظ کے ذریعہ بعض نے اپنی مجالسِ ذکر کی اثر آفرینی سے کام لیا' اور ان میں حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ السامی اور آپ کے خانوادہ اور جانشینوں کے کردار کی نظیر و مثیل ملنا بڑی مشکل ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مختلف اشخاص کے نام مکاتیب تحریر فرمائے' نام نہاد صوفیہ کی اصلاح فرمائی حکومتِ وقت کے امراء و وزراء کے نام خطوط تحریر فرما کر ان کی اصلاح فرمائی' آپ نے رجالِ کار تیار فرمائے' آپ کی دعوت وتبلیغ کی وسعت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ہندوستان کا شاید ہی کوئی شہر ہو جس میں آپ کا خلیفہ نہ ہو صرف انبالہ میں پچاس خلفاء مصروفِ کار تھے یہ مجددی تحریک عالم گیر تحریک تھی عرب ممالک میں اپنے تربیت یافتہ افراد روانہ فرمائے مولانا فرخ حسین کی قیادت میں عرب' یمن' شام اور روم کی طرف ایک سو چالیس (۱۴۰) افراد کا قافلہ روانہ فرمایا۔ اس عظیم خانوادہ کے گلِ سرسبد شیخ المشائخ حضرت سیدی شاہ احمد سعید فاروقی مجددی دہلوی مہاجر مدنی قدس سرہٗ ہیں جو اپنے

وقت کے بلند پایہ عالمِ ربانی، عارفِ حقانی اور شریعت وطریقت کے مجمع البحرین تھے آپ سے عرب وعجم فیضیاب ہوا۔ آپ کے ایک خلیفہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمہ اللہ کے بیسیوں خلفاء ہوئے۔ پیشِ نظر آپ کی مختصر حیات اور اخلاق وخدمات کا مجموعہ ہے اس کا مأخذ وواساس ''ذِکْرُ السَّعِیْدَیْن فِیْ سِیْرَۃِ الْوَالِدَیْن'' مؤلفہ شاہ محمد معصوم فاروقی مجددی ہے بہت سارے مقامات پر آپ ہی کے الفاظ ہیں جنہیں سہل انداز اور نئے پیراگراف میں پیش کیا گیا ہے تاکہ قارئین کو دقت محسوس نہ ہو۔ اور ''مَنَاقِب و مَقَامَاتِ احْمَدِیہ سَعِیْدِیہ'' تالیف شاہ محمد مظہر فاروقی مجددی مدنی اور دیگر کتب سے اس میں اضافات کئے ہیں۔

اپنے محسنین کا مشکور ہوں استاذی العلّام مولانا مفتی محمد علیم الدین مجددی زِیْدَ فَضْلُہٗ نے قیامِ حرمین طیبین کے دوران مسودہ پر نظرِ ثانی فرمائی بلکہ اضافات فرمائے۔ خانوادۂ مجددی، خانقاہ شاہ ابوالخیر کوئٹہ کے جانشین حضرت شیخ عمر ابوحفص آغا فاروقی دَامَ ظِلُّہٗ نے مسودہ کا بالاستیعاب مطالعہ فرما کر قابلِ اصلاح مقامات کی نشاندہی فرمائی بعض مشائخ کرام کے احوال قلمبند فرما کر عنایت فرمائے جن سے استفادہ کیا اور کمالِ شفقت سے تقدیم تحریر فرمائی۔ خانقاہِ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی کے صاحب زادہ پروفیسر محمد سعد سراجی حَفِظَہُ اللہ نے مشائخِ نقشبندیہ مجددیہ کی نایاب کتب عنایت کیں، جن کے عکس لئے اور ان سے بھرپور استفادہ کیا۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا أَحْسَنَ الْجَزَاءِ

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس حقیر سعی کو اپنی بارگاہِ نیاز میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

بِجَاهِ النَّبِيِّ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ عَلَيْهِ أَطْيَبُ التَّحِيَّةِ وَأَزْكَى التَّسْلِيْم۔

محمد بدر الاسلام عفی عنہٗ
خانقاہِ سلطانیہ

۲۷/ شوال المکرم ۱۴۳۱ھ
۷/ اکتوبر ۲۰۱۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقدّمہ

نوشتہ

حضرت شیخ عمر ابو حفص آغا فاروقی مجددی مدظلہ العالی

خانقاہ شاہ ابوالخیر۔کوئٹہ

حمدِ خدائیست رئیسِ کلام — در کتبِ پاکِ عزیزِ العلام
حمد برابر بصفاتش کجا است — پس زتو دانستنِ ذاتش کجا است
عقل کجا ذاتِ جلیلش کجا — فکر کجا وصفِ جمیلش کجا
از منِ بیکارہ ہزاران درود — باد براں خاص حبیبِ ودود
اصلِ اصول ہمہ اعیان توئی — مُفتحِ دروازۂ احسانِ توئی
علتِ ایجادِ سلاسل توئی — خاتمۂ دورِ نبوت توئی
نورِ رُخِ پاکِ ہمہ انبیاء — زمرۂ اصحاب وہمہ اولیاء
خاک صفت پست بہ احسان شدم — منتظرِ شبنمِ فیضان شدم

عاجز عمر ابو حفص مجددی بن حضرت سالم بن عبداللہ ابوالخیر بن محمد عمر بن احمد سعید قدسنا اللہ باسرارھم السامی عرض کرتا ہے کہ جناب فاضل صاحبزادہ محمد بدرالاسلام صدیقی صاحب نے حضرت سلطان الاولیاء حضرت شاہ احمد سعید صاحب قدس سرہُ الاقدس اور آپ کے اجدادِ مبارک وخلفاءِ عالی قدر کے احوالِ طیبہ مرتب ومدون فرما کر عاجز کو بھجوائے مطالعہ کیلئے۔ عاجز نے بالاستیعاب مطالعہ کیا۔ حق تعالیٰ صاحبزادہ صاحب کو اجرِ عظیم دے۔ تثبیتِ

قلوب کے واسطے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے احوالِ طیبہ کا بیان اکسیرِ اعظم ہے جس سے اللہ تعالیٰ یاد آتا ہے۔ اِذارُءُ وْاذُکِرَ اللّٰہ

دیکھنا تو بڑی سعادت سننے سے بھی مراحلِ عشق ومحبت طے ہوتے ہیں وَلَا غَــــرُوَ فَـالأذُنُ تَعْشَقُ قَبلَ العَینِ اَحْیَاناً اور اگر لقا ہو جائے تو نُـوْرٌ عَلٰی نُـوْرٍ یَّھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَاءُ۔

ہر شب نگرانم بہ یمن تا توئی برآئی   زیرا کہ سُہَیلی وسُہَیل از یمن آید

وَاِنِّی لَاَ جِدُ رِیْحَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیُمَنِ

محبوب کے مُنْتَسِبَات سے بھی محبت ہوا کرتی ہے۔

بوئے پیراہن بمصر آرد صبا   دیدۂ یعقوب زو یابد جلا

بر رداء وپیرھن کز مصطفٰی است   جان نیفشاندن زامت کے رواست

اسی طرح اولیاء اللہ کے احوال کے پڑھنے وسننے سے جلاءِ قلب حاصل ہوتی ہے۔

محبت اولیاء کی رنگ لائی   ہوئی نسبت بہ درگاہِ رسالت

اولیاء خاصانِ شاہی نیستند؟   یعنی آیات الٰہی نیستند؟

مردہ دلوں کی حیات صحبتِ صالحہ سے متعلق ہے حضرت امامِ ربانی مجدِ دمنورِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

طریقۂ ما انعکاسی وانصباغی است تعلق بصحبت دارد۔

اس زمانۂ قحط الرجال میں احوالِ مبارکۂ ذواتِ مقدسہ باعث احیاءِ قلوبِ قاسیہ ہیں۔ سُنّتِ الٰہیہ وسُنّتِ نبویہ علی مصدرہا الف الف الصلوۃ والتحیہ یہی ہے کہ نیک ومقرب بندوں کے احوال بیان فرما کر پیروی کی تلقین فرمائی جاتی ہے اَحْسَنُ الْقَصص فرما کر اور قَـرِّبُـوْا اِلَی اللّٰہِ بِالرَّجلُ الصَّالِحِ فرما کر۔

اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے اطباء وجواسیسُ القلوب ہوتے ہیں ان کی نظر ان امور پر ہوتی ہے جو امور دیبۃ الارض جیسے نقصان دہ وزیان رساں ہوتے ہیں ان کی اصلاح فرماتے

ہیں۔ان کی نظر وقوع سے پہلے ہی محسوس کرتی ہے ان کا مقام مُحَدَّثُوْن کا ہوتا ہے یُکَلِّمُوْنَ بِالشَّیْءِ قَبْلَ ظُهُوْرِہٖ۔ ان عیسیٰ صفت حضرات کی صحبت یا احوالِ مبارکہ سے تعلق و آگاہی ہی سعادتِ ازلی ہے ان کے واسطے مقامِ قبول ہوتا ہے۔ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقُبُوْلُ فِیْ اَهْلِ الْاَرْضِ حدیث پاک میں وارد ہوا ہے ان کا مقبول اللہ تعالیٰ کا مقبول ان کا مردود اللہ تعالیٰ کا مردود۔ ان سے ربط و تعلق حق تعالیٰ سے عین الوصال۔ ان سے حرمان اللہ تعالیٰ سے حرمان ہوتا ہے۔

احسانِ او احسانِ ہُو حرمانِ او حرمان ہُو
رضوانِ او رضوانِ ہُو اے نائبِ پیغمبری

اللہ سے بندوں کو ملا دیتے ہیں ابتک زنجیرِ درِ عرش ہلا دیتے ہیں ابتک
اک ان میں دربان مسیحائے مدینہ صد مردۂ صد سالہ جلا دیتے ہیں ابتک

جناب صاحبزادہ صاحب نے سراجُ الاولیاء حضرت شاہ احمد سعید صاحب مجددی قدس سرہٗ کے اجداد گرامی حضرت امامِ ربانی مجدِ دمنورِ الف ثانی تک تمام حضرات کے احوال مختصراً و مستنداً لکھے ہیں ساتویں دادا امام ربانی اور تیسویں دادا حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ہیں اور ان حضراتِ کرام کے احوال بھی تحریر فرمائے جن سے اس سلسلہ مبارکہ میں استفادہ فرمایا ہے۔

نَسَبٌ تَحْسَبُ الْعُلیٰ بِحلاهُ قلدتها نجومها الجوزاء

اس طرح اس دور کا پورا ماحول قاری کی نظر میں آجاتا ہے۔ سیاسی حالت کیا تھی؟ مذہبی حالات کیا تھے؟ شریعت و طریقت کو کن کٹھن مسائل کا سامنا تھا؟ ان حضرات نے کس جانفشانی سے مقابلہ فرمایا؟ اور نسبتِ شریفہ کو ایک عالم تک کیلئے پہنچایا؟ قاری کو ماننا پڑتا ہے۔

وافجعُ مَن فَقَدْنَا مَن وَجدنَا قُبَیلَ الفَقدِ مفقودَ المثالِ

یہ دور برِ صغیر و حوالیٔ برِ صغیر میں انحطاط و ادبارِ حکومتِ مغلیہ بلکہ خاتمہ کا دور تھا، لیکن حق تعالیٰ نے اس دور میں علم و عرفان کے کیسے کیسے نابغۂ روزگار مبارک ہستیوں کے وجود سے عالم منور فرمایا۔

سرہند شریف اور امام ربانی مجدد منور الف ثانی قدس سرہٗ سے آپ کی اولادِ مبارکہ کو اتنی والہانہ محبت تھی کہ کوئی سرہند شریف کو چھوڑنے کو تیار نہ تھا تا آنکہ سکھوں کی بار بار یلغار اور حضراتِ مجددیہ کی شہادات' باعث ہجرتِ بنی اور حضرت مجددیہ مدن و امصار میں پھیل گئے اور عطورِ مجددیہ کی مہک ہر طرف پھیل گئی۔

زہر یک نقطہ ش چون نافۂ تر — نسیمِ وصلِ جانان می زند سر
ولے آن کز برودت درز کام است — چہ داند نافۂ ش گر در مشام است

حضرت سراج الاولیاء شاہ احمد سعید صاحب قدس سرہٗ کے اجدادِ مبارک سرہند سے بجنور لکھنؤ پھر رامپور وارد ہوئے ہر جگہ عرفانیاتِ مجددیہ باقیہ بکھیرتے رہے۔

سلسلۂ نسبتِ پیرانِ او — عروۂ وثقیٰ بہ اسیرانِ او
صدقہ اجدادِ مبارک شوم — زیرِ قدم خاک یکایک شوم

حضرت سراج الاولیاء کے والد ماجد حضرت شاہ ابوسعید صاحب قدس سرہٗ بعد طۓ سلوک و مشیخت حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب خلیفۂ اعظم حضرت مرزا مظہرِ جانِ جاناں کے تھے جن کو حضرت شاہ ولی اللہ ''قیمِ طریقۂ احمدیہ'' فرماتے اور حضرت شاہ صاحب کی خانقاہ کو اس دور میں شاہ ولی اللہ صاحب کے مدرسہ کے مساوی سمجھا جاتا تھا۔ حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہٗ کے بارے میں سرسید احمد خان صاحب نے آثار الصنادید میں خود دیکھے احوال یوں لکھے ہیں:

''میرا کیا مقدور کہ آپ کے کمالاتِ ظاہری و مقاماتِ باطنی کا حال لکھ سکوں...... سبحان اللہ علم و عمل، فضل و کمال اور تجرید و تجردِ علم و کرم اور سخاوتِ اتم اور ایثار و انکسار آپ ذات پر ختم تھے...... آپ کی ذاتِ فیض آیات سے تمام جہاں میں فیض پھیلا...... میں نے اپنی آنکھ سے روم و شام بغداد و مصر، چین و حبش کے لوگوں کو دیکھا کہ حاضر ہو کر بیعت کی...... ہندوستان، پنجاب' افغانستان کا تو ذکر نہیں۔ ٹڈی دل کی طرح امنڈتے تھے...... بیٹھے والے ہیں ان سے پوچھا چاہئے اس میں کیا کیفیت تھی؟ جہاں نامِ رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم) آتا بے تاب ہو جاتے...... سبحان اللہ کیا شیخ تھے باقی باللہ اور عاشقِ رسول اللہ......''

حضرت شاہ صاحب نے خانقاہ حضرت شاہ ابو سعید قدس سرہٗ کو تفویض فرمائی۔ فرماتے کہ ''حضرت ابو سعید پیری بگزاشتہ مریدی اختیار کرد'' اور شاہ صاحب قدس سرہٗ نے علالت کے دوران آپ کو بتعجیل بلایا تحریر فرمایا:

''میں دیکھتا ہوں کہ اس عالی شان خاندان کے آخری مقامات کا منصب آپ سے متعلق ہے اور وابستہ ہوا اور قیومیت آپ کو عطا ہوئی''۔

اور ایک جگہ تحریر فرمایا:

''آمد مین کیون دیر کر رہے ہیں — خوبان دریں معاملہ تاخیر می کنند''

دس سال حضرت شاہ ابو سعید صاحب قدس سرہٗ سے خانقاہ آباد اور رونق افروز رہی' حضرت شاہ ابو سعید صاحب کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت سراج الاولیاء شاہ احمد سعید صاحب رونق افروز ہوئے۔ حضرت شاہ ابو سعید صاحب نے حضرت احمد سعید صاحب کو حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہٗ کی فرزندی میں دیا تھا۔ حضرت شاہ صاحب گھنٹوں گھنٹوں حضرت شاہ احمد سعید صاحب کو پاس بٹھائے رکھتے توجہ دیتے حضرت شاہ احمد سعید اور آپ کے برادرِ خورد حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پر نظر و توجہ خاص فرماتے۔ اس پاک و طاہر و منور ماحول میں پرورش ہوئی۔

حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ کی چشم دید کیفیت سرسید احمد خان صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں:

''حق پوچھو تو انہیں کی ذاتِ فیض آیات سے خانقاہ کو رونق ہے علمِ حدیث و فقہ و تفسیر بدرجہ کمال حاصل ہے...... فتوی شرع شریف آپ کے مہر سے مسجّل کئے جاتے ہیں...... نسبتِ باطنی بہت مستحکم ہے سینکڑوں آدمی آپ کے فیض توجہ سے مقاماتِ مشکلہ سے نکلتے ہیں اور مدارجِ عالیہ کو پہنچتے ہیں ''اللھم متع المسلمین بطول حیاتہ'' الخ

اور اسی طرح آپ کے برادرِ صغیر حضرت شاہ عبدالغنی محدثِ کبیر کے بارے میں سرسید

لکھتے ہیں:

''حضرت شاہ صاحب خورد سالی میں آپ کو توجہ دیا کرتے تھے...... اس قدر اتباع سنت اختیار کیا کہ اگر آپ کو آسمان وزمین کے رہنے والے مُحیُ السُنّۃ قَامِعُ الْبِدْعَۃ کہہ پکاریں تو بجا ہے...... فنا فی السنۃ محو فی الشریعۃ اور شهسوارِ میدان طریقت...... اللهم بارك فی عمرہ''

یہ بیان ہجرتِ حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً سے قبل کا ہے۔

سبحان اللہ کیا شان ہے ان حضرات کی کیوں نہ ہو حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

یہ گھر چراغِ فیضِ عمر سے روشن ہے نہیں ہے خیر کے سینے میں نور آپ سے آپ

حضرت والدِ ماجد عاجز کے فرماتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے لے کر اب تک جن حضرات کے احوال معلوم ہو سکے ہیں سب حافظ کلام اللہ المجید ہیں۔

اِمَامٌ جَلِیْلُ الشَّانِ هَادِیُ الْخَلَائِق لِبَحْرِ الْمَعَانِیُ وَالْمَعَارِفِ سَاحِلٗ

وَاَجْدَادُہُ الْاَمْجَادُ مِنْهُمْ مُجَدِّدٗ کَذَا مِنْهُمُ الْفَارُوْقُ فِی الْحُکْمِ عَادِلٗ

اِلٰی حَضْرَۃِ الصِّدِّیْقِ وَالشَّیْخِ النَّقْشْبَنْدِ اَسْنَادُہُ فِی الْاِهْتِدَاءِ مُتَوَاصِلٗ

اس خاندانِ عظیم نے ہر دور میں جو خدماتِ شریعتِ مطہرہ وطریقتِ علیّہ کی کی ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ حضرت امام ربانی معمولی سی بے قاعدگی کو برداشت نہیں کر سکتے تھے' فرما دیتے ''رگِ فاروقیم درحرکت آمد'' اور معمولی لغزش پر جان و مال و خانمان قربان کرنے پر آمادہ نظر آتے ہیں اور یہی کردار آپ کے صاحبزادگانِ گرامی قدر اور خلفاءِ صاحب نظر کا رہا ہے۔ حضرت شاہ احمد سعید صاحب و حضرت شاہ عبدالغنی صاحب قدس سرہما جب تک ہندوستان میں رہے کفارِ فرنگ کے مقابلہ میں اور چاہے فرقِ ضالہ کے اوہام و مشکوک کے مقابلہ میں آپ سدِ سکندری کی طرح کھڑے رہے۔ تقریراً وتحریراً کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ فرمایا۔ کفارِ فرنگ کی مخالفت میں جو تکالیف آپ کو اور تمام متعلقین کو برداشت کرنا پڑیں وہ

کتاب پڑھنے پر ظاہر ہوں گی آخر وطن چھوڑنا پڑا۔ اور ہجرت دیارِ مقدس کی طرف فرمائی دورانِ قیام دہلی فرقہ ضالہ وہابیہ کے آثار پھیلنا شروع ہوئے۔ آپ حضرات اور آپ کے خلفاء نے رد میں رسائل اور فتاوی تحریر فرمائے ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ

''فرقۂ وہابیہ کا کم سے کم نقصان یہ ہے کہ ایمان کا سب سے بڑا جز جو محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے صرف اسماً ورسماً رہ جاتی ہے''۔

آپ نے اپنے خلفاء کو بھی ان امور پر باعث فرمایا کہ محبین اور مخلصین کو ان فرقِ باطلہ کی کتب کے مطالعہ سے منع کریں۔ حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ کے خلیفۂ اعظم حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہٗ نے اپنے مکتوب میں اپنے مریدین کو تحریر فرمایا:

''درین وقت از آیندگان شنیدہ گردید کہ مولوی غیاث الدین صاحب مسائلِ فرقۂ وہابیہ را معتقد اند و بمردمان نیز آن مسائل بیان می کنند۔ بنابران قلمی می شود کہ باید شاید کہ از مسائلِ فرقۂ وہابیہ تبرا کنند واز اعتقادِ طائفۂ اسماعیلیہ بیزار باشند۔ برائے عمل وصحت اعتقاد کتبِ سلف صالحین اہلِ سنت وجماعت شکر اللہ سعیہم کافی اند آں را پیش گیرند واز مسائلِ فرقہ وہابیہ واعتقاد اوشان بیزار باشند اگر میخواہی کہ اثر توجہ پیرانِ کبار قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم در خود مشاہدہ کنم پس باید و لازم کہ ظاہر و باطن در ہمہ مسائل عملیہ واعتقادیہ مطابقت اوشان سازند'' مکتوب نمبر ۳۰

حضرت شاہ عبدالغنی محدث رحمۃ اللہ علیہ نے صدیق حسن خان قنوجی کے بھائی احمد حسن قرشی قنوجی کی سند میں تحریر فرمایا:

وَالْوَاجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يَسْلُكَ بِسِيْرَةِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ مِنَ الصُّوْفِيَّةِ وَالْفُقَهَاءِ الْقَادَةِ وَالْمُحَدِّثِيْنَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ عَلَى الْجَادَةِ لَا كَابْنِ حَزْمٍ وَابْنِ تَيْمِيَةٍ ...... الخ

حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ نے تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ المسائل الاربعین تحریر فرمائی اور اس دور میں فرقۂ ضالہ کے تمام مسائل کا ایسا رد کیا کہ آج تک ان سے جواب لکھا

نہ گیا۔ اردو میں سعید البیان فی مولد سید الانس والجان تحریر فرمائی جس سے محبانِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرابی فرمائی۔ ہر ہر لفظ اور ہر ہر نقطہ سے محبت کی نہریں نکلتی ہیں خود شبِ میلاد شریف پڑھتے اور معمول خانقاہِ شریف تھا حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ بہ نفسِ نفیس پا استادہ پڑھتے تھے اور فرماتے:

ورفعنا لک ذکرک کا بیان ہوتا ہے ایسی حالت میں ہمیں ہوش کہاں رہتا ہے
جس گھر میں ذکرِ مولدِ خیر البشر ہوا عالی زیادہ قصرِ فلک سے وہ گھر ہوا

حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے الفوائد الضابطہ فی اثبات الرابطہ تحریر فرمائی اور تصورِ شیخ، جو طریقت کی اصل ہے، کا اثبات احادیثِ مبارکہ وآثارِ مبارکہ سے فرمایا کہ تصور ہی رابطہ ہوا کرتا ہے جیسے کہ حضرت امامِ ربانی مجددِ منورِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا......

این دولت (رابطہ) سعادت مندان رامیسر است تا در جمیعِ احوال صاحبِ رابطہ را متوسطِ خود دانند و در جمیعِ اوقات متوجہٗ او باشند نہ درِ رنگِ جماعہٗ بیدولت کہ خود را مستغنی دانند وقبلہٗ توجہ را از شیخِ خود منحرف سازند ومعاملہ خود برہم زنند۔

حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان واقعہ بیان فرما کر فرماتے کَأَنِّیْ أَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ حضراتِ عالی قدر کا ان فرقِ باطلہ کا شدومد سے رد کرنا شانِ فاروقی کا کرشمہ تھا۔

زَجردہِ زمرہٗ جدل است او وارثِ آن درہٗ عدل است او
اَلشَّیْطَانُ یَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

اللہ تعالیٰ صاحبزادہ محمد بدر الاسلام صاحب کو مزید توفیق دے کہ سلسلہٗ مبارکہ کے ذواتِ مقدسہ کے احوالِ مبارکہ محبین وشائقین تک پہنچائیں۔

حضرت عبد اللہ ابوالخیر قدس سرہٗ کے صاحبزدگان حضرت شاہ ابوالفیض بلال قدس سرہٗ حضرت شاہ ابوالحسن زید قدس سرہٗ حضرت شاہ ابوالسعد سالم قدس سرہٗ اپنے زمانے کے بے مثل افرادِ کمال تھے، ان سے ترویجِ طریقہ مبارکہ ہوئی، جو علماء میں سے تھے علمی مقام اتنا بلند

کہ اس دور میں شاید کسی کا ہو۔ پہلے دہلی میں علمائے متبحرین سے فارغ ہوئے پھر مصر میں مدتِ مدید گزاری از ہر شریف سے اسنادات عالیہ لئے اور دیارِ مقدسہ میں دورانِ حاضری شیخ سنوسیؒ و شیخ عبدالستار صدیقیؒ دمشق میں شیخ بدر الدین دمشقیؒ اور شیخ بخیت مصریؒ سے اسنادات حاصل فرمائیں جو اسنادات اپنے آباء و اجدادِ کرام سے حاصل ہوئیں وہ تو الگ ایک بحرِ کرم ہے۔

عاجز کی صاحبزادہ محمد بدر الاسلام صاحب سے بالمشافہ ملاقات نہیں ہوئی لیکن ایک ہی سلسلہ مبارکہ سے وابستگی نے ''دُورانِ باخبر نزدیک'' کی کیفیت پیدا کردی۔ عاجز صمیمِ قلب سے صاحبزادہ صاحب اور آپ کے متعلقین کیلئے دست بدعا ہے۔

می بینمت عیاں و دعا می فرستمت۔

وَفَّقَنِیَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اِیَّاھُمْ لِمَا یُحِبُّہٗ وَیَرْضیٰ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَبَداً۔

ابو حفص عمر المجددی

۶/ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ ۱۹/ جون ۲۰۱۰ء

درگاہ شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ۔ کوئٹہ پیر ابوالخیرؒ روڈ

(۱) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
(۲) محمد سعید
(۳) محمد معصوم
(۴) شاہ عبدالاحد وحدت
(۵) محمد نقشبند حجۃ اللہ
(۶) سیف الدین
(۷) محمد حسن
(۸) محمد صدیق
(۹) محمد عابد سنامی
(۱۰) حاجی محمد افضل
(۱۱) محمد زبیر
(۱۰) حاجی محمد افضل
(۱۲) محمد اعظم
(۱۳) نور محمد بدایونی
(۱۴) حافظ سعد اللہ
(۱۵) قطب الدین
(۱۶) محمد عیسی
(۱۷) شاہ جمال اللہ
(۱۸) محمد عزیز القدر
(۱۹) مرزا مظہر جان جاناں
(۱۹) مرزا مظہر جان جاناں
(۱۹) مرزا مظہر جان جاناں
(۱۹) مرزا مظہر جان جاناں
(۲۰) شاہ غلام علی
(۲۲) محمد صفی القدر
(۲۰) شاہ غلام علی
(۲۱) شاہ درگاہی
(۲۰) شاہ غلام علی
(۲۳) شاہ ابوسعید
(۲۴) شاہ احمد سعید
نوٹ: ان مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے حالات نمبروں کی ترتیب سے آئندہ صفحات میں درج ہیں۔

حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہٗ

ولادت ۹۷۱ھ وصال ۲۷ صفر ۱۰۳۴ھ

آپ کی ولادت سے قبل اولیائے کبار مثلاً حضرت شیخ احمد جام رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خلیل اللہ بدخشی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی ظہور قدسی کی بشارات اپنے اپنے زمانہ میں دیتے رہے۔ بلکہ خود حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی آمد کی خبر دے رکھی تھی۔ چنانچہ حضرت امامِ اجل جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع الجوامع میں یہ حدیث درج فرمائی۔

یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ رَجُلٌ یُقَالُ لَہٗ صِلَۃٌ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِہٖ کَذَا وَکَذَا۔

ترجمہ: ''میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے صلہ کہا جائے گا۔ اس کی شفاعت کے باعث اتنے اتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے''۔

اس حدیث پاک کو امام ابنِ سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے اُنہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت امامِ ربانی مجددِ الفِ ثانی ''صلہ'' کے نام سے اپنے مریدین اور معتقدین میں مشہور تھے۔ آپ خلیفہ ثانی حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اولادِ اطہار سے تھے۔ آپ کے تمام آباواجداد اپنے اپنے وقت کے علماء وصلحاء اور مشائخ عظام سے تھے۔ آثارِ ولایت بچپن میں آپ کی پیشانی سے ظاہر تھے۔ اسی دور میں حضرت کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زبان مبارک آپ کے دہن مبارک میں ڈالی آپ نے لعابِ دہن سے نسبتِ قادریہ کا کمال حاصل فرمایا۔

تھوڑے سے عرصہ میں حفظِ قرآنِ مجید کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے۔ اس سے فراغت کے بعد دینی علوم اپنے والدِ ماجد رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے زمانہ کے علمائے کرام سے

حاصل کئے۔ دینی علوم میں وہ کمال حاصل کیا کہ اپنے وقت میں اپنی نظیر آپ تھے۔ توحیدِ وجودی کے علوم و معارف اپنے والدِ گرامی سے حاصل فرمائے۔ ان ہی سے خاندانِ عالیہ چشتیہ اور قادریہ کی تلقین اور پھر اجازت و خلافت حاصل کی۔ سترہ سال کی عمر میں تمام علومِ ظاہری و باطنی کی تحصیل سے فارغ ہوئے، پھر تدریس اور دونوں سلاسل کے اذکار و اشغال میں مصروف ہو گئے۔ اس دوران حضراتِ نقشبندیہ کی کچھ کتابیں پڑھیں، ان سے ملاقات اور اخذِ فیض کا داعیہ دل میں پیدا ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے کمالِ کرم سے آپ کو حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ جن کا سلسلہ طریقت صرف چھ واسطوں سے حضرت شاہِ نقشبند خواجہ بہاء الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا ہے۔ دو ماہ اور چند دن تک ان کی صحبت میں رہے۔ اس سلسلہ شریفہ کے انوار و برکات اور علوم و معارف ابرِ نیساں کی مانند ان پر فائض تھے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ان کی سلوکِ طریقت میں سیر کی سرعت کا باعث یہ ہے کہ آپ محبوبانِ خدا اور مردانِ حق تعالیٰ کی صف میں شامل ہیں۔ اتنی قلیل مدت صحبت میں رہنے کے بعد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو کمال و تکمیل، ترقیات و مدارجِ قرب کے حصول کی بشارت عطا فرمائی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جب میں نے اپنے مرشدِ کریم رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ہندوستان میں آنے کا ارادہ کیا تو ان کے ارشاد کے مطابق استخارہ کیا میں نے دیکھا کہ ایک شیریں سخن خوبصورت طوطی میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھا ہے۔ میں نے اس کی چونچ اپنے منہ میں لی اور اپنا لعاب دہن اسے چکھایا۔ اس طوطی نے ہمارے منہ میں شکر ڈالی۔ اس پر حضرت شیخ رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے خیال کے مطابق اس کی تعبیر یہ ہے کہ ہندوستان میں ایک عزیز آپ کے دامن سے وابستہ ہوگا وہ معارف و حقائق بیان کرے گا اور دونوں جہانوں کو اپنے نور سے روشن کرے گا۔ تمہیں بھی اس سے فائدہ پہنچے گا۔ عرصہ دراز سے بزرگانِ دین اس کے وجودِ مسعود کے ظہور کے منتظر ہیں۔ جلدی سے جاؤ اور اس عزیز کو حاصل کرو۔ پھر حضرت امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا یہ بشارت تمہارے متعلق

معلوم ہوتی ہے۔ جب میں سرہند پہنچا تو میں نے واقعہ میں دیکھا کہ مجھے کوئی کہہ رہا ہے کہ تم قطب کے پڑوس میں ہو۔ اس قطب کا حلیہ بھی مجھے دکھایا گیا۔ وہ حلیہ آپ کا ہی ہے۔ نیز حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب میں اس شہر میں آیا تو دیکھا کہ ایک مشعل آسمان تک بلند ہے۔ مشرق سے لے کر مغرب تک سارا جہاں اس کی بدولت روشن ہے اور محسوس ہوتا تھا کہ اس کے انوار لحظہ بہ لحظہ بڑھ رہے ہیں۔ لوگ اس ایک مشعل سے بہت سے چراغ روشن کر رہے ہیں۔ اس واقعہ کو بھی تمہارے ظہور کی بشارت سمجھتا ہوں۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بیج ہم سمرقند اور بخارا کی زمین سے لائے اور ہندوستان کی زمین بابرکت میں بویا۔ طالبانِ خدا کی تربیت میں ہماری سرگرمی آپ کے معاملہ کے انتہا تک پہنچانے تک تھی جب تمہاری تربیت کے کام سے ہم فارغ ہو گئے تو اپنے آپ کو ہم نے مشیخت سے الگ کر لیا۔ اس کے بعد آپ نے تمام مریدین بلکہ اپنی اولاد کی تربیت حضرت امامِ ربانی قدس سرہٗ کے سپرد فرما دی۔ اور ان الفاظ میں آپ کی مدح وثنا فرمائی کہ ”شیخ احمد ایک آفتاب ہیں۔ ہم جیسے ہزاروں چاند اور ستارے اس کی روشنی میں گم ہیں۔ ان کی مانند امت میں دو یا تین اور ہیں۔ دورِ حاضر میں آسمان کے نیچے ان سا کوئی اور نہیں ہے۔ میں اپنے آپ کو ان کا طفیلی خیال کرتا ہوں۔ ان کے تمام معارف صحیح اور مقبول ہیں“۔ آپ خود مریدوں کی مانند ان کے انوار سے اقتباس فرمایا کرتے تھے اور رخصت کے وقت اُلٹے پاؤں واپس ہوا کرتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی بے شمار فتوحات اور برکات کے ساتھ اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سے واپس سرہند تشریف لائے۔ اور طالبانِ خدا کی تربیت اور امتِ مرحومہ کی ہدایت میں مصروف ہو گئے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ارشاد کا منصب آپ کے سپرد ہوا۔ آپ کی شہرت دنیا بھر میں پھیل گئی۔ قطبُ الاقطاب کے عرف سے آپ معروف ہو گئے۔ حقیقت اور معرفت کے طلبگار مور وملخ کی مانند آپ کے گرد جمع ہونے لگے۔ آپ قدس سرہٗ کی صحبت میں طالبانِ حق کا وہ مجمع اکٹھا ہو گیا کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس پر رشک کرنے لگے۔ علما و فضلا اطراف و جوانب

سے اپنے اپنے کشفوں میں بشارات پاکر آپ کے آستانہ پر آنے لگے۔ آپ کی توجہ کے باعث حضور آگاہی اور مشاہدہ کی دولت سے سرفراز ہونے لگے۔ آپ کی کثیر الفیوض ذاتِ بابرکات خلیفہ الٰہی اور نائبِ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ٹھہری۔ رحمتِ الٰہیہ کی چابیاں آپ کے حوالہ ہوگئیں۔ آپ مجدد الفِ ثانی ٹھہرے کہ قیامت تک جس کو فیوض و برکات پہنچیں وہ آپ کے واسطہ اور وسیلہ سے ملیں گے۔ آپ نے جدید علوم و معارف اور عجیب و غریب اسرار و نکات بیان فرمائے جو آپ کے مجدد الفِ ثانی ہونے کی روشن دلیل ہیں۔

ہر صدی کے سرے پر ایک مجدِد ہوتا ہے۔ صدی کا مجدد اور ہوتا ہے اور ہزار سال کا مجدد اور۔ دونوں کے مراتب میں اتنا فرق ہوتا ہے جتنا ہزار اور سو کے درمیان فرق ہے بلکہ ان کے مابین فرق اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ مجدد کا یہ مقام ہوتا ہے کہ اس کے زمانِ تجدید میں جس کسی کو امت میں سے فیوض و برکات عطا ہوتے ہیں اس کے وسیلہ سے ہوتے ہیں' خواہ وہ فیض پانے والے اقطاب ہوں یا اوتاد' ابدال ہوں یا نجباء۔

آپ کے طریقہ میں داخل ہونے والوں کو بخشش و مغفرت کی بشارت ملی حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ پر ایک دفعہ بطورِ عجز و نیاز دیدِ قصور غالب آیا تو ندا آئی

"غَفَرْتُ لَكَ وَلِمَنْ تَوَسَّلَ بِكَ بِوَاسِطَةٍ أَوْبِغَيرِ وَاسِطَةٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ"۔

ترجمہ: میں نے آپ کو اور جس نے آپ کو کسی واسطہ یا واسطہ کے بغیر وسیلہ بنایا بخش دیا۔

آپ کا وصال ۲۷/ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ سرہند شریف ہوا نمازِ جنازہ آپ کے فرزند ثانی خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی اور خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ فرزندِ اکبر کے ساتھ آپ کی تدفین ہوئی۔[1]

---

[1] تفصیل کیلئے دیکھئے

(۱) زبدۃ المقامات از خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) حضرات القدس از خواجہ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔ وغیرہ کتب مطبوعہ

حضرت خواجہ محمد سعید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ کی ولادت شعبان ۱۰۰۵ھ میں سرہند شریف ہوئی۔ بچپن ہی سے آثارِ ہدایت و ولایت آپ کی جبین سے ہویدا تھے۔ پانچ برس کی عمر میں بیمار ہو گئے، والد بزرگوار نے دریافت کیا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ بے اختیار ان کی زبان سے نکلا کہ میں حضرت خواجہ (باقی باللہ) کو چاہتا ہوں۔ انہوں نے حضرت خواجہ سے عرض کی تو انہوں نے فرمایا: تمہارے محمد سعید نے رندی و حریفی کی اور غائبانہ ہم سے نسبت لے گیا۔

سنِ تمیز کو پہنچے تو علومِ ظاہری کی تحصیل میں مشغول ہوئے۔ بارہ برس کی عمر میں اپنے والدِ گرامی اپنے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد صادق فاروقی اور شیخ محمد طاہر مجددی لاہوری رحمہم اللہ سے علوم ظاہری سے فارغ ہوئے۔ کئی کتب تصنیف کیں۔ مشکاۃ المصابیح پر تعلیقات لکھیں جو فقہ حنفی کی تائید میں ہیں۔ خیالی پر حاشیہ لکھا ایک رسالہ رفعِ سبابہ کی ممانعت میں تحریر فرمایا۔ مناظرہ میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ مخالف فریق ساکت ہو جاتا۔ فقاہت میں ایسا یدِ طولیٰ رکھتے تھے کہ اگر خود حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی مسئلہ عامضہ میں تحقیق کی ضرورت ہوتی تو ان سے دریافت کیا کرتے تھے اور اس خوبی سے بیان کرتے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ مطمئن ہو جاتے اور آپ نہایت خوش ہوتے۔

زیارتِ حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور وہاں سے بہت بشارات پائیں جن کی تفصیلات آپ کے فرزند شیخ عبدالاحد وحدت علیہ الرحمۃ نے ''اَللَّطَائِفُ الْمَدَنِيَّة''[1] میں لکھی ہیں۔

---

[1] اللطائف المدنیۃ کے خطی نسخہ کا عکس پروفیسر محمد اقبال مجددی کی تقدیم اور اردو خلاصہ کے ساتھ لاہور سے طبع ہو چکا ہے۔

آپ کا وصال ۲۸/ جمادی الاخری ۱۰۷۰ ہجری کو دہلی میں ہوا۔ وہاں سے آپ کا تابوت مبارک سرہند لایا گیا' خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کو پہلے ہی الہام ہو گیا تھا کہ میرے بھائی کا تابوت لایا جا رہا ہے۔ اس کیلئے قبر تیار کرو' حضرت خواجہ محمد معصوم قبر کی تیاری ہی کر رہے تھے کہ قاصد نے اس واقعہ کی اطلاع دی بعد ازاں تابوت آیا اور والد گرامی کے مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ ''رفت قطبِ زماں سعید ازل'' ۱۰۷۱ھ اور ''قِیلَ ادْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ اٰمِنِیْنَ'' ۱۰۷۱ھ سے آپ کی تاریخِ وصال برآمد ہوتی ہے۔[۱]

۱؎ جواہر علویہ شاہ رؤف احمد ص ۱۰۳ ۔۔ ۱۰۶

حضرت خواجہ محمد معصوم فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی محمد معصوم کنیت ابوالخیرات لقب مجد الدین اور خطاب العروۃ الوثقی ہے۔ آپ کی ولادت بستی ملک حیدر میں ۱۱/شوال ۱۰۰۷ھ مطابق ۷/مئی ۱۵۹۹ء میں ہوئی۔ حضرت مجددالفِ ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: ''محمد معصوم کی ولادت میرے لئے بہت مبارک ثابت ہوئی کیونکہ ان کی ولادت کے چند ماہ بعد مجھ کو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کی ملازمت نصیب ہوئی۔[1] ابھی آپ کی عمر چھوٹی تھی کہ حضرت مجدد ان سے فرمایا کرتے تھے'' بابا اپنے کو علمِ ظاہر سے جلدی فارغ کرو، مجھ کو تم سے کام لینا ہے''۔ سولہ برس کی عمر میں تحصیلِ علم سے فارغ ہو گئے اور پھر اپنے والد سے کسبِ معارف کرنے لگے' حضرت مجددالفِ ثانی رحمہ اللہ فرماتے: میرے فرزند محمد معصوم کی حالت شرح وقایہ کے مصنف کی حالت کی مانند ہے۔ ان کے دادا جو سبق دن کو لکھتے تھے وہ اس کو فوراً یاد کرلیا کرتے تھے۔ اسی سرعت سے محمد معصوم مجھ سے علمِ باطن کا اقتباس کررہے ہیں''۔ شیخ بدرالدین سرہندی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''باوجود افادۂ طلبہ اور التزام اوراد و مراقبات کے تھوڑے دنوں میں قرآنِ کریم حفظ کیا''۔ شاہ محمد مظہر فاروقی تحریر فرماتے ہیں: ''تین ماہ کی مدت میں قرآنِ کریم حفظ کیا''۔

حضرت مجددالفِ ثانی قدس سرہٗ نے اپنی حیات میں ہی آپ کو اپنا جانشین بنا دیا۔ اپنی وفات سے تقریباً ڈیڑھ سال قبل اپنے فرزندانِ گرامی حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت محمد معصوم کے نام تحریر فرماتے ہیں: جو خلعت مجھ کو ملی تھی وہ کل نمازِ فجر کے بعد مجھ سے اُتار لی گئی ہے اور محمد معصوم کو پہنادی گئی اس خلعتِ زائلہ کا تعلق معاملہ قیولیت سے ہے''۔[2]

---

[1] حضرات القدس شیخ بدرالدین [2] مکتوباتِ امامِ ربانی دفتر ۳ مکتوب ۱۰۴

جب آپ کی بشارت کا اظہار ہوا تو خلقِ خدا کا رُخ آپ کی طرف ہوا آپ کے ہاتھ پر نو لاکھ افراد نے بیعت کی اور آپ کے خلفاء تقریباً سات ہزار تھے۔ آپ کی صحبت میں اللہ تعالیٰ نے عجیب تاثیر رکھی تھی ایک ہفتہ میں سالکانِ راہ طریقت پر فنائے قلب کے اسرار ظاہر ہونے لگتے تھے برسوں کی بات مہینوں اور ہفتوں میں حاصل ہونے لگتی۔ اپنے وقت کے قطبِ ارشاد تھے۔

شیخ مراد بن عبداللہ قزانی ذیل الرشحات میں تحریر فرماتے ہیں:

''آپ اپنے والد ماجد کی طرح اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے آپ نے دنیا کو روشن کر دیا اور اپنے توجہات اور بلند حالات کی برکت سے جہالت و بدعت کی تاریکیوں کو کافور کر دیا۔ ہزاروں انسان اسرارِ الٰہی کے محرم ہوئے اور آپ کی شرفِ صحبت کے سبب بلند حالات تک پہنچے''۔

اپنی قیومیت کے چونتیسویں برس حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے' دورانِ سفرِ عرب و عجم میں شاندار استقبال کیا گیا اور عدیم المثال پذیرائی ہوئی۔ وہاں سے الطافِ عظیمہ اور انعاماتِ جلیلہ پائے۔ آپ فرماتے ہیں: جس وقت میں مدینہ منورہ سے روانہ ہونے لگا۔ مسجد نبوی شریف رخصت کیلئے حاضر ہوا۔ فراق کے غم والم کے سبب بے اختیار بار بار رونے لگتا اسی حالت میں حضرت رسالت خاتمیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمالِ عظمت سے روضہ مطہرہ سے ظاہر ہوئے اور نہایت کرم سے خلعت اور تاجِ سلاطین بکمالِ علو و رفعت احقر کو پہنایا اور محسوس ہوا کہ اس تاج پر ایک شہپر کا طرّہ لگا ہوا ہے اور اس پر ایک لعل جڑا ہوا ہے' ایسا معلوم ہوا کہ یہ خلعت خاص جسمِ اطہر سے اترا ہے اور دیگر خلعتوں کی طرح نہیں اس کے بعد رسالت مآب علیہ التحیۃ والتسلیم کی اجازت سے وطن واپس آئے۔

آپ نے عوام کے علاوہ سلاطینِ وقت کی بھی اصلاح کی شاہ جہاں بادشاہ اور اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت حاصل کیا۔ اسی طرح شاہ جہاں کی شہزادیاں روشن آراء اور گوہر آراء بھی آپ کے ہاتھ بیعت ہوئیں۔ آپ کے حکم سے شاہ جہاں نے سکوں پر کلمہ طیبہ لکھوایا۔ سلطانِ روم اور سلطانِ توران نے آپ کی خدمت میں تحائف بھیجے'

شاہِ چین اور شاہِ کاشغر آپ سے بیعت ہوئے۔ پھر شاہ چین کی درخواست پر آپ کے خلیفہ خواجہ ارغون چین گئے۔ اسلام پھیلایا' بکثرت مسلمان مرید ہوئے اور ایک ہزار خلفاء ہوئے۔ آپ کی ہی اجازت اور خوابی اشارہ پر شاہ جہاں نے لال قلعہ دہلی اور جامع مسجد دہلی تعمیر کرائی۔

آپ کو وجع المفاصل کا مرض تھا آخر میں اس مرض نے بہت غلبہ کیا۔ وصال سے دو' تین روز پیشتر آپ نے قرب و جوار کے مشائخ کے نام ایک رقعہ تحریر کیا جس میں تحریر تھا وقتِ رحلت آ پہنچا ہے دعا فرمائیں کہ خاتمہ بالخیر ہو۔ ۹/ ربیع الاول بروز شنبہ ۱۰۷۹ھ اور دوپہر کے وقت سورۂ یاسین پڑھتے ہوئے اور آخر میں السلام علیک یا نبی اللہ کا ورد کرتے ہوئے' روح مبارک قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ شاہ جہاں کی صاحب زادی روشن آراء نے آپ کی قبر شریف پر عالی شان قبہ تعمیر کرایا۔ [۱]

---

[۱] تفصیلات کیلئے دیکھئے: مقاماتِ معصومی میر صفر احمد معصومی ۔ ط ۔ لاہور
مناقب مقاماتِ احمدیہ سعیدیہ (فارسی) شاہ محمد مظہر فاروقی

خواجہ عبدالاحد وحدت رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت سرہند ۱۰۵۰ ہجری کو ہوئی۔ خازن الرحمۃ خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ کے پانچویں فرزند ہیں' آپ کا تخلص ''وحدت'' اور لقب ''گل'' ہے۔

علومِ ظاہری و باطنی میں بے مثل تھے' اپنے والد ماجد سے مرید ہوئے۔ سلوکِ باطنی کی تکمیل اپنے چچا بزرگوار خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ سے کی اور حجۃ اللہ محمد نقشبند بن خواجہ محمد معصوم کی صحبت سے بھی فیض یاب ہوئے اور اپنے والد گرامی کے ہمراہ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

آپ صاحبِ تصنیفِ کثیرہ تھے۔ شواہد التجدید' کحل الجواہر' الجنات الثمانیۃ' مثنوی' اللطائف المدنیۃ وغیرہ رسائل تصنیف فرمائے۔ آپ بچپن سے ہی ذہین وفطین تھے۔ آپ کی بے شمار کشف وکرامات ہیں۔ جب کفار نے سرہند شہر پر غلبہ کیا تو آپ نے تین ماہ قبل اس کی خبر لوگوں کو دی تھی اوران اشقیاء کے آنے سے پہلے ہی دہلی آ گئے تھے۔ آپ کے بے شمار خلفاء تھے جو عرب وعجم میں پھیلے تھے۔ ان میں سے مشہور شیخ مراد' حاجی محمد امین اور حضرت سعد اللہ مشہور بہ شاہ گلشن رحمہم اللہ ہیں۔

مرضِ وصال میں چھ ماہ تک اسہال رہے' آپ نمازِ تہجد میں ۳۵ مرتبہ سورۂ یٰسین پڑھتے۔ بیس ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ ایک ہزار مرتبہ نفی واثبات حبسِ دم اور تلاوتِ قرآن کریم آپ کے اوراد میں داخل تھا۔ آپ کو قبولیتِ عام حاصل تھی' آپ کا آستانہ وخانقاہ اہل اللہ کا ٹھکانہ تھا دوسو کے قریب علماء وصلحاء آپ کے حلقہ میں بیٹھتے اور بکثرت لوگ آپ کی توجہات سے فیض یاب ہوئے۔

دہلی میں ۲۷ ذی الحجہ الحرام ۱۱۲۷ھ وصال فرمایا۔ آپ کا تابوت شریف سرہند میں لا کر دفن کیا گیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ [1]

---

[1] تفصیل کیلئے دیکھئے مناقب ومقاماتِ احمدیہ سعیدیہ شاہ محمد مظہر فاروقی ص ۲۷ تا ۳۰
خزینۃ الاصفیاء مفتی غلام سرور لاہوری ص: ۲۳۰ تا ۲۳۱
جواہرِ علویہ شاہ رؤف احمد مجددی ص: ۱۰۷ تا ۱۰۸

حجۃ اللہ محمد نقشبند فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے فرزندِ ثانی اور خلیفۂ اجل ہیں۔ آپ کی ولادت ذیقعدہ ۱۰۳۴ھ میں حضرت مجددالفِ ثانی رحمہ اللہ کے وصال کے بعد سرہند میں ہوئی، حضرت مجدد نے اپنی حیات میں جبکہ آپ شکم مادر میں تھے، خواجہ محمد معصوم سے فرمایا کہ ''تمہارا یہ لڑکا عجائبِ روزگار اور صاحبِ معارف و اسرار ہوگا''۔ تھوڑے عرصہ میں حفظِ قرآنِ کریم مکمل کیا اور تحصیلِ علمِ ظاہری میں مشغول ہوئے۔ اکثر کتب اپنے عمِ مکرم خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ سے پڑھیں، ایسی تحقیق و تدقیق سے پڑھا کرتے تھے کہ خواجہ محمد سعید فرماتے، یہ مجھے پڑھانے آتے ہیں پڑھنے نہیں آتے۔ غرضیکہ آپ نے فقہ و حدیث اور جملہ علومِ متداولہ نہایت کوشش سے پڑھے، علمِ قال کے ساتھ علمِ حال بھی اپنے والد ماجد سے حاصل کرنا شروع کیا علوِ استعداد کی وجہ سے تھوڑی مدت میں مقاماتِ عالیہ تک پہنچے۔

ایک مرتبہ اپنے والد گرامی کے سامنے بعض حقائق و معارف بیان کئے انہوں نے فرمایا: ''یہ اسرار مقطعاتِ قرآنی ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ پر ظاہر کیے تھے تم کو بھی آگاہی بخشی''۔

فرمایا: ایک روز زنانہ حویلی میں ایک کوٹھری میں بیٹھا تھا کہ ناگہاں ایک فرشتہ بشکل انسانی کوٹھری میں داخل ہوا اور کہا اللہ تعالیٰ تجھ کو سلام کہتا ہے، میں نے یہ سن کر تواضع سے سَر جھکا دیا، جس وقت سَر اُٹھایا تو فرشتہ جاچکا تھا۔

آپ کا وصال ۹/محرم الحرام ۱۱۱۵ھ بروز جمعۃ المبارک اکیاسی برس کی عمر میں ہوا۔ سرہند شریف اپنے والد ماجد کی قبر کے شمال میں علیحدہ مدفون ہوئے۔[1]

---

[1] تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے روضۃ القیومیہ ج: ص:

خواجہ سیف الدین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

عروۃ الوثقی محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۰۵۵ھ میں سرہند ہوئی علومِ ظاہری و باطنی اور کمالاتِ صوری و معنوی سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ علوم متداولہ سے فارغ ہو کر اپنے والد ماجد سے استفادۂ کمالات کیا۔ قوی جذبہ اور عالی تصرف رکھتے تھے۔ لوگ آپ کی توجہ سے بے اختیار ہو جاتے تھے۔ غیبی اشارہ اور والد گرامی کی اجازت سے دہلی رونق افروز ہوئے وہاں خلقِ کثیر آپ سے مستفیض ہوئی اورنگ زیب عالمگیر، شاہزادگان اور امراء کو آپ سے خاص عقیدت تھی۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام جس انداز سے آپ نے کیا شاید ہی کسی شیخِ طریقت نے کیا ہو۔ آپ کے دور میں کوئی بدعت سر نہ اُٹھا سکی، مُحْتَسِبُ الْاُمَّۃ کے لقب سے سرفراز ہوئے، ایک روز بادشاہِ وقت نے آپ کو دعوت دی آپ نے سنت کے مطابق قبول فرمائی لیکن قلعہ میں دیوار کے پتھروں میں تصویریں تراشی گئی تھیں، آپ اندر جانے سے رک گئے یہاں تک کہ پھر بادشاہ کے حکم سے ساری تصویریں توڑی گئیں پھر آپ اندر تشریف لے گئے۔

اکثر آپ نصف شب حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ کے مزار پر جاتے اور اس کے گرد چکر لگاتے اور یہ شعر پڑھتے۔

من کیستم کہ باتو دمِ بندگی زنم   چندیں سگانِ کوئے تو یک کمتریں منم[1]

فرماتے: ''میں مجدد الف ثانی کی درگاہ کا کتا ہوں''۔

آپ کی خانقاہ میں چار سو افراد جمع رہتے تھے اور جو شخص جو فرمائش کرتا اس کے واسطے وہی

---

[1] ترجمہ: میری کیا اوقات ہے کہ میں آپ کے غلام ہونے کا دعویٰ کروں۔ آپ کے در کے کئی سگ ہیں ان میں سب سے گھٹیا میں ہوں۔

کھانا تیار ہوتا اور باوجود اس قدر تنعم کے مقاماتِ عالیہ تک پہنچے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے تقلیل غذا کرنا چاہا۔ آپ نے فرمایا غذا کم کرنے کی ضرورت نہیں، ہمارے مشائخ نے کام کی بنیاد وقوفِ قلبی اور صحبتِ شیخ پر رکھا ہے مجاہداتِ شاقہ کا ثمرہ خرقِ عادت وتصرفات ہے اور ہمارے یہاں اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ یہاں دوامِ ذکر، توجہ الی اللہ اور اتباعِ سُنّت کی ضرورت ہے۔

۴۷/ سال کی عمر میں ۲۶/ جمادی الاولیٰ ۱۰۹۶ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا جنازہ دفن کیلئے لے کر جارہے تھے تو لوگوں کی ہاتھوں سے اوپر جارہا تھا۔ [1]

---

[1] مناقب ومقاماتِ احمدیہ سعیدیہ شاہ محمد مظہر فاروقی ۔ ص : ۴۰ تا ۴۲

حافظ محمد محسن مجددی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی اولاد میں سے تھے' اور خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے۔ ابتداء میں علومِ ظاہری میں وہ بلند مقام حاصل کیا کہ پورے دہلی شہر میں کوئی عالم بھی آپ سے بات نہ کر سکتا تھا بعد میں حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر علومِ باطنی سے فائدہ اُٹھایا اور مجددیہ سلوک کی تکمیل کی خرقۂ خلافت پہنا اور ورع و تقویٰ' ریاضت اور زہد میں یکتائے روزگار ہوئے۔

آپ کے ایک مخلص نے اس طرح بیان کیا کہ میں نے اپنے مرشد کی قبر پر مراقبہ کیا تو حالت بے خودی میں مشاہدہ کیا کہ آپ کا بدن مبارک اور کفن سب صحیح حالت میں ہیں' مگر آپ کے پاؤں کے تلوے پر مٹی کے نشان ہیں' میں نے سبب پوچھا تو فرمایا آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم نے ایک بار بلا اجازت کسی کا پتھر اُٹھا کر وضو کی جگہ رکھ لیا تھا ارادہ یہ تھا کہ جب اس کا مالک آ جائے گا تو ہم وہ پتھر اس کے حوالہ کر دیں گے۔ ایک بار اس پتھر پر پاؤں رکھا تھا اس عمل کی نحوست سے میرے پاؤں کے تلوے پر مٹی ہے۔ ۱۱۴۷ھ میں وصال ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ[1]

---

[1] خزینۃ الاصفیاء مفتی غلام سروری لاہوری ص : ۲۳۴

خواجہ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں' آپ کی ولادت سرہند ۱۰۵۷ھ میں ہوئی۔ سنِ تعلیم کو پہنچے تو تھوڑے وقت میں قرآنِ کریم حفظ کر کے کتب متداولہ میں مشغول ہوئے۔ گیارہ برس کی عمر میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی' اور ولایتِ احمدی کی بشارت سے شرف یاب ہوئے۔ چنانچہ یہ خواب آپ نے اپنے والد ماجد سے بیان کی تو اُنہوں نے فرمایا' اِن شاءَ اللہ تم کو یہ ولایت نصیب ہوگی' حتیٰ کہ اٹھارھویں سال آپ کو بشارتِ ولایت احمدی عطا فرمائی اور بیس سال کی عمر میں جملہ کمالات وخصوصیات سے سرفراز ہوئے۔ اسی اثناء میں آپ کے والد بزرگوار کا وصال ہوگیا اور دوسرے بھائیوں کی طرح سلسلہ کی اشاعت میں مشغول ہوئے۔ آپ زیارتِ حرمین شریفین سے فائز المرام ہوئے۔ وہاں آپ کی قبولیت عام ہوئی عرصہ تک وہیں قیام کیا۔ جب ہندوستان واپس تشریف لائے تو بادشاہِ وقت ''فرخ سیر'' آپ کا مرید ہوا۔ امراء واعیانِ سلطنت حلقہ میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ اکثر مریض رہا کرتے تھے اور اس وجہ سے مرغوب غذاء سے پرہیز کرتے فرمایا دہی مجھے نہایت مرغوب الطبع ہے مگر تیرہ برس سے نہیں کھایا۔

آپ بکمالِ علم' عمل' فضل' ورع' تقویٰ' حسن خلق اور تواضع سے آراستہ تھے۔ ۵/ جمادی الثانیہ ۱۱۳۰ھ دہلی میں انتقال ہوا اور سرہند شریف والد ماجد کے مقبرہ کے متصل علیحدہ مقبرہ میں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ[1]

---

[1] مشائخ نقشبندیہ مجددیہ   مولوی محمد حسن مجددی   ص: ۳۷۲

حضرت شیخ محمد عابد سُنَّامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالاحد کے نامور خلفاء سے ہیں، سرہند کے قریب سنام کے رہنے والے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ کثیر الذکر اور کثیر العبادت تھے۔ نمازِ تہجد میں ساٹھ مرتبہ سورۂ یٰسین پڑھتے اور ہر دوگانہ کے بعد طویل مراقبہ فرماتے۔ نصف شب سے صبح تک قیام و ذکر میں مشغول رہتے۔ مرضِ وصال میں چھ ماہ تک اسہال آئے پھر بھی نمازِ تہجد میں پینتیس مرتبہ سورۂ یٰسین پڑھا کرتے۔ بیس ہزار مرتبہ تہلیل لسانی اور ہزار مرتبہ حبس دم سے نفی و اثبات کرتے۔ اس کے علاوہ تلاوتِ قرآن کریم اور درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ ورع و تقویٰ اس قدر تھا کہ ایک مرتبہ حاکمِ سرہند مویشی لوٹ کر لایا تھا آپ نے بیس سال تک گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ دو سو کے قریب علماء و صلحاء آپ کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ جماعتِ کثیر آپ کی توجہات سے انتہاءِ مقاماتِ مجددیہ کو پہنچی۔ درسِ حدیث کے بعد قبلہ رو متوجہ ہو کر بیٹھ جاتے جو آتا تھا اس کے باطن پر القاءِ ذکر و جمعیت فرماتے۔ جمعۃ المبارک کے دن بکثرت لوگ آپ کے پاس جمع ہوتے، آپ توجہ فرما کر سب کے دل ذاکر کر دیتے کوئی عرض بھی کرتا کہ ان لوگوں کو امتیاز بھی نہیں ہوتا کہ یہ حرکت قلبی ذکر کی ہے یا حرکت طبعی فرماتے۔ معلوم کرنے کی کچھ ضرورت نہیں معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ اِن شاءَ اللہ انوارِ ذکر کی برکت سے ایمان سلامت لے جائیں گے اور قبر میں اس کا اثر معلوم ہو جائے گا۔

دنیا اور اہلِ دنیا سے آپ کو بہت نفرت تھی، فرماتے دنیا داروں کے قدم نہایت منحوس اور بے برکتی کا باعث ہوتے ہیں۔ کسی شخص نے آپ کے سامنے کسی آدمی کا ذکر کیا کہ بڑا دولت مند ہے، آپ نے فرمایا یہ لوگ نہایت محتاج ہیں دولت اور نعمت سرمدی نسبت مع اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو نصیب کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اَلْغِنَاءُ غِنَی النَّفْسِ غناء

دل کا غنی ہونا ہے"۔

سلسلۂ مجددیہ کے فیوض آپ کی وجہ سے عام ہوئے حرمین شریفین سے بہت سے طالبانِ حق نے آپ کی صحبت سے فیض حاصل کیا۔ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے پا پیادہ گئے اور سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الطاف سے سرفراز ہوئے۔

ل مقاماتِ مظہری شاہ غلام علی دہلوی اردو

حضرت حاجی محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ

اپنے وقت کے معتبر علماء وفضلاء میں سے تھے' علومِ باطن کے اسرار کا وافر حصہ آپ کے نصیب میں تھا' دس برس حجۃ اللہ محمد نقشبند بن خواجہ محمد معصوم رحمہما اللہ سے باطنی فیوض حاصل کئے' پھر بارہ برس حضرت شیخ عبدالاحد وحدت بن خازن الرحمۃ خواجہ محمد سعید رحمہما اللہ کی صحبت میں رہے آپ سے باطنی علوم کے علاوہ علومِ عقلیہ ونقلیہ اور علمِ حدیث کی اسناد حاصل کیں' مقاماتِ عالیہ حاصل کیے۔ حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند نے حضرت شیخ عبدالاحد کو حاجی محمد افضل علیہ الرحمۃ کے بارے میں بتایا کہ جو فیوض و برکات ہم نے اپنے پیرانِ کرام سے حاصل کئے تھے وہ تمام حاجی صاحب کے باطن میں القا کر دیئے ہیں۔

آپ کا استغراق قوی تھا۔ فنا ونیستی آپ پر اس قدر غالب تھی کہ آپ خود کو اربابِ طریقت میں شمار نہیں کرتے تھے۔ حضرت حاجی صاحب علیہ الرحمۃ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے الطاف الٰہی' عنایاتِ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فتوحات کے ساتھ وطن مراجعت فرمائی اور دہلی میں مدرسہ نواب غازی الدین خان میں بحیثیت مدرس قیام کیا۔ مخلوقِ خدا نے آپ سے ظاہری و باطنی فیوضات حاصل کئے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے آپ سے سندِ حدیث جو حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ تک متصل ہے' حاصل کی۔[1]

آپ کو نقدی کی صورت میں جو ہدیہ ملتا اس سے ہر فن کی کتب خرید کر وقف کر دیتے ایک بار پندرہ ہزار روپیہ کا ہدیہ آیا' اس ساری رقم سے آپ نے علومِ نافعہ کی کتب خریدیں اور وقف کر دیں۔ ہزاروں کتب خرید کر خدا کی راہ میں وقف کیں' جن سے علوم کی اشاعت ہوئی۔ آپ فرماتے: ان مخلصین پر تعجب ہے جو اپنی عمر میں ایک بار بھی حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] القول الجمیل اردو ص: ۱۲۶

کے مزارِ انور کی زیارت کا شرف حاصل نہیں کرتے، حالانکہ جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دنیاوی واخروی مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔

تعجب ہے کہ ضروری تجوید کے موافق قرآن کریم کے حروف چند دنوں میں صحیح ہو سکتے ہیں، نہیں کرتے، اور نماز کی صحت صحیح قراءت پر مبنی ہے۔

تعجب کی بات ہے کہ لطائف کا ذکر کسی نقشبندی بزرگ کی توجہ سے حاصل نہیں کرتے۔ حالانکہ اس طریقہ میں یہ دولت جو کہ محبتِ الٰہی کا بیج اور بقائے ایمان کا موجب ہے، زیادہ محنت کے بغیر بہت کم مدت میں حاصل ہو جاتا ہے۔[1]

---

[1] مقاماتِ مظہری شاہ غلام علی دہلوی اردو ص : ۲۳۰ ـ ۲۳۱

حضرت محمد زبیر فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

۵/ ذی قعدہ ۱۰۹۳ھ میں ولادت ہوئی۔ آپ کا لقب شمس الدین، کنیت ابوالبرکات اور نام محمد زبیر ہے۔ بچپن سے ہی آپ کی پیشانی سے آثارِ ہدایت، انوارِ ولایت روشن تھے۔ اسی عمر میں قوی استغراق رکھتے تھے، قرآنِ کریم کے حافظ، عالم اور صاحبِ مقاماتِ عالیہ تھے۔ سلوک اپنے جدِ مکرم حجۃ اللہ محمد نقشبند علیہ الرحمہ سے طے کیا۔

آپ انتہائی عابد و زاہد تھے شب و روز عباداتِ الٰہی اور خلقِ خدا کی ہدایت میں مشغول رہتے۔ تقویٰ، پرہیزگاری، اتباعِ سُنّت، کثرتِ عبادت میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ آپ کے ذریعہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ بہت پھیلا، بڑے بڑے علماء و امراء آپ کے معتقد تھے آپ امیر و غریب کو ایک ہی نظر سے دیکھتے۔ کم بولنا، کم کھانا اور کم سونا آپ کا اصولِ زندگی تھا، فرماتے: فضول دنیاوی گفتگو کرنے میں بہت سی بلائیں اور مصیبتیں پوشیدہ ہیں کم کھانے سے جسم میں سُستی وارد نہیں ہوتی اور کم سونے سے زیادہ وقت عباداتِ الٰہی میں گزار سکتے ہیں، یہ وقت بڑا قیمتی ہے اس کی قدر کرنی چاہئے۔ جب آپ اپنے مکان سے مسجد کی طرف تشریف لاتے تو امراء اپنے دوشالے اور پگڑیاں مکان سے مسجد تک بچھا دیتے تاکہ آپ کے قدم مبارک زمین پر نہ پڑیں، اگر آپ کسی مریض کی عیادت یا کسی دعوت میں جانے کیلئے سوار ہوتے تو بادشاہوں کی طرح آپ کی سواری جاتی تھی۔[1]

ایک شخص نے حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ کی خدمت میں عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ خاندانِ نقشبندیہ مجددیہ ساری نسبت ایک توجہ سے عنایت فرما دیں آپ نے فرمایا یہ ہمارا معمول نہیں نسبت کا بوجھ دفعتہً برداشت نہ کرسکو گے اس نے بہت زاری کے ساتھ اصرار کیا آپ نے توجہ دے کر ساری نسبت القا فرما دی لیکن وہ شخص تاب نہ لا سکا اور اسی وقت فوت ہوگیا۔

۵۹ برس کی عمر میں ۴/ ذی قعدہ ۱۱۵۲ھ / ۱۷۴۰ء بروز بدھ دہلی میں وصال فرمایا آپ کا مزارِ پرانوار سرہند شریف مرجعِ خلائق ہے۔ ۳۸ برس مسندِ ارشاد رونق افروز رہے۔

---

[1] تاریخ دعوت و عزیمت ابوالحسن، مولانا ج:۴ ص: ۳۶۳۔۳۶۴

حضرت شاہ محمد اعظم فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ سیف الدین علیہ الرحمہ کے فرزندِ کلاں ہیں آپ کی ولادت ۱۰۶۸ھ سے پہلے ہوئی۔ ارادت کا آغاز اپنے دادا خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ کی خدمت میں کیا اور تکمیلِ سلوک اپنے والد ماجد سے کی۔ اپنے والدِ گرامی کے وصال کے بعد مولوی معنوی شیخ محمد فرخ رحمہ اللہ بن شیخ محمد سعید رحمہ اللہ سے استفادہ کیا۔ آپ نے ''فیض الباری فی شرح البخاری'' کے نام سے بخاری شریف کی شرح تحریر فرمائی۔ حضرت شیخ سیف الدین علیہ الرحمہ اس کی بہت تعریف فرماتے۔ میر صفر احمد معصومی رحمہ اللہ نے اس کے دو اجزاء اپنے والد شیخ محمد فضل اللہ رحمہ اللہ سے سبقاً پڑھے۔ حضرت شیخ سیف الدین قدس سرہٗ نے آپ کو محبوبیت کی بشارت دے رکھی تھی۔ آپ اپنے والدِ گرامی کے کمالات کے کامل محقق تھے۔ ۴۷ برس عمر پائی۔ ۱۱۱۴ھ میں سرہند شریف وصال ہوا اپنے والد ماجد کے ساتھ گنبد میں محو استراحت ہوئے۔ حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند علیہ الرحمہ آپ کے وصال پر بہت غم زدہ ہوئے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کی کائنات آج دوسری ہی معلوم ہوتی ہے۔

---

[۱] مقاماتِ معصومی میر صفر احمد معصومی ج: ۲ ص: ۴۵۵ ط لاہور

حضرت سیّد نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ظاہری اور باطنی علوم و معارف کے جامع تھے۔ حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سالہا سال تک رہ کر سلوک باطنی طے فرمایا۔ کمالِ تقویٰ و ورع اور اتباعِ سُنّت کے حامل تھے۔ اخلاق و عاداتِ نبویہ پر بہت احتیاط اور باریک بینی سے عامل تھے۔ ایک دفعہ خلافِ سنت بیت الخلاء میں دایاں پاؤں پہلے داخل فرمالیا۔ تیس روز تک احوالِ باطنی پر قبض طاری رہا۔ بہت عاجزی اور زاری کے بعد یہ کیفیت تبدیل ہوگئی۔ دورانِ سلوک آپ پر پندرہ برس تک استغراق کی کیفیت طاری رہی۔ صرف نماز کے اوقات میں کچھ افاقہ ہوتا پھر مغلوب الحال ہوجایا کرتے تھے' اپنے ہاتھوں سے محنت و مزدوری کرتے چند دنوں کا کھانا تیار کرتے' بھوک کی شدت کے وقت اس سے کچھ تناول فرمالیتے اور مراقبہ میں مصروف ہوجاتے۔ کثرتِ مراقبہ کے باعث ان کی پشت خم ہوگئی تھی۔

فرمایا: تیس سال سے غذاؤں کے مزہ کی کیفیت کا تعلق طبیعت میں باقی نہیں رہا۔ وقت پر جو میسر آجائے کھالیتا ہوں۔ امراء کے ہاں کا کھانا بالکل تناول نہ فرماتے' ارشاد فرماتے کہ ایسا کھانا شبہ کی ظلمت سے خالی نہیں ہوتا۔ ایک مرتبہ کسی دنیا دار کے گھر سے کھانا آیا' آپ نے فرمایا کہ اس میں ظلمت معلوم ہوتی ہے اپنے خلیفہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تم بھی غور کرو۔ انہوں نے متوجہ ہوکر فرمایا کہ کھانا وجہ حلال سے معلوم ہوتا ہے لیکن بوجہ ریا ایک قسم کی عفونت اس میں پیدا ہوگئی ہے۔ اگر کسی دنیا دار کے گھر سے کتاب منگواتے تین روز تک اس کا مطالعہ نہ کرتے اور فرماتے کہ ان کی صحبت سے ظلمت مثل غلاف کے اس پر لپٹ گئی ہے۔ جب ببرکتِ صحبت مبارک ظلمت زائل ہوجاتی تو مطالعہ کرتے۔ نورِ فراست اور کشف اس قدر صحیح تھا

کہ جیسا ان کو چشم دل سے معلوم ہوتا دوسروں کو چشم ظاہر سے نہ معلوم ہوتا۔ نہایت قوی التصرف تھے مریدین کو ان کی کوتاہیوں پر متنبہ فرما دیتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے: فساق کی ملاقات سے نسبت مکدر ہو جاتی ہے۔

دو عورتیں بطورِ امتحان حضرت سے اخذِ طریقہ کیلئے حاضر ہوئیں اور دراصل رافضی تھیں آپ نے فرمایا پہلے عقائد بد سے توبہ کرو پھر اخذِ طریقہ کرنا چنانچہ ایک آپ کے کمال کی قائل ہو کر داخلِ طریق ہو گئی اور دوسری کو توفیق نہ ہوئی۔

آپ کا وصال ۱۱/ ذی قعدہ ۱۱۲۵ھ میں ہوا اور مدفن دہلی خواجہ نظام الدین اولیاء کے مزار کے قریب آبادی سے باہر ہے۔[1]

---

[1] مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مولوی محمد حسن مجددی ص: ۳۸۲۔۳۸۵

حافظ سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمد صدیق بن خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ کے کامل خلفاء میں سے تھے، تیس برس تک اپنے شیخ کی صحبت اختیار کی، بلند مقامات اور طریقہ مجددیہ کی غایات تک رسائی ہوئی۔ خانقاہ کے فقراء نے آپ کو سیدُ الصوفیہ کا لقب دیا۔ بڑے ناز سے فرماتے تھے کہ ہم نے اپنے پیر کی خانقاہ کا پانی اپنے سر پہ اُٹھایا ہے جس کی وجہ سے میرے سر کے بال گھس گئے ہیں بلکہ اللہ کی راہ میں میری آنکھوں کا نور بھی نثار ہو گیا۔ میرے پیر نے مجھے شدید گرمی میں احمد آباد بھیجا۔ سورج کی گرمی سے میری آنکھیں بھی بے کار ہو گئیں، خانقاہ کی برکت سے میرے پاس اتنے خادم آئے کہ ان سے ہر ایک کو میری خدمت کا موقع نہ مل سکا، اور میرے دل کی آنکھیں نورِ معرفت سے روشن ہو گئیں اور میرے سر کی آنکھیں غیر کے التفات سے بے پروا ہو گئیں۔ مجھے دائمی مراقبہ حاصل ہے غیر کا تصور جو ظاہری آنکھوں کے ذریعے دل میں آتا ہے اور میرے آئینہ باطن میں راہ نہیں پا سکتا، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اس نے مجھے ایسی نعمتیں عطا کیں۔

آپ پر تواضع و انکساری کی صفات غالب تھیں، آپ کے اصحاب میں سے کوئی کسی شخص کو آزردہ کرتا تو آپ خود اس شخص کے پاس جاتے اور معذرت کرتے کہ قصور اس فقیر سے سرزد ہوا ہے مجھے معاف کر دو بلکہ اپنا سر مبارک اس کے پاؤں پر رکھ دیتے۔ باطنی نسبت نہایت قوی تھی، آپ کی خانقاہ میں ایک بڑی بلی رہتی تھی جو آپ کے تصرف سے چڑیوں پر مہربان ہو گئی تھی وہ اپنا منہ کھولتی تو اس کے منہ میں گندم کے دانے ڈال دیئے جاتے، چڑیاں ہر طرف سے آتیں اور اس کے منہ سے دانہ چن لیتیں اور اس کے ساتھ کھیلتی تھیں۔

آپ کے فیض سے خلقِ کثیر قربِ الٰہی کو پہنچی، آپ کا وصال ۱۱/شوال ۱۱۵۲ھ میں ہوا۔ جہاں آباد بیرون دروازہ اجمیری میں آپ کا مزار پر انوار ہے۔[1]

---

[1] خزینۃ الاصفیاء غلام سرور لاہوری ۱/۶۶۹۔ مقاماتِ مظہری شاہ غلام علی دہلوی ص: ۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳

شاہ قطب الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ

نام سید قطب الدین، عرف محمد اشرف اور لقب حیدر حسین ہے۔ آپ کی ولادت ماوراء النہر میں ہوئی۔ حضرت خواجہ محمد زبیر علیہ الرحمۃ کے خلیفۂ اعظم تھے۔ آپ حدیث، فقہ اور تفسیر کے عالم تھے۔ درس بھی دیا کرتے۔ بہت ساری زبانوں پر عبور تھا اور ان میں بے تکلف گفتگو کرتے تھے۔ سرہند شریف آ کر فیضِ باطنی حاصل کیا اپنے شیخ کے وصال کے بعد ان کی مسندِ خلافت پر بیٹھے۔ آپ کو امراء و اغنیاء کے اختلاط سے سخت نفرت تھی۔ شب و روز تلاوتِ قرآن کریم، ذکرِ الٰہی اور درود شریف میں مشغول رہتے۔ ۱۱۷۳ھ میں حضرت حافظ سید جمال اللہ علیہ الرحمہ کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کر کے حرمین شریفین کی زیارت کیلئے روانہ ہوئے۔ جب حج سے فارغ ہوئے تو مدینہ منورہ کیلئے روانہ ہوئے تو دو دو قدم پر سو سو بار درود شریف پڑھتے اور ہر فرسنگ پر دو رکعت نماز ادا کرتے، راہ میں طرح طرح کے عجائبات دیکھے جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو دوگانۂ شکر ادا کرتے پابرہنہ شہر میں داخل ہوئے، پھر تا وقتِ رحلت یہیں قیام کیا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے قریب جہاں آپ کے قبہ کا پانی گرتا تھا وہاں ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض لوگوں سے فرمایا کہ سید قطب الدین میرا فرزند اور میرا مہمان ہے۔ اس سے علمِ باطن حاصل کرو، بہت سارے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہوئے اور کمالات کو پہنچے۔

۱۱/رجب ۱۱۸۰ھ کو وصال ہوا۔ آپ کے کفن کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ روضۂ منورہ کی جالی سے ایک دستار برآمد ہوئی اور ارشاد ہوا کہ میرے فرزند قطب الدین کو اسی میں کفن

دو‘ چنانچہ وہ دستار مبارک آپ کے کفن کیلئے کافی ہوئی۔ آپ کی قبر جنت البقیع میں حضرت خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ اور سید آدم بنوری رحمہ اللہ کی قبروں کے ساتھ بنی۔ یہ تینوں مزارات حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے روضۂ مبارک کے شمال مغربی گوشہ میں واقعہ ہیں‘ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے روضۂ مبارک کی چھت کا پانی آپ کی مرقد پر گرتا تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ[1]

جواہر علویہ شاہ رؤف احمد رافت ص: ۲۷۶۔۲۷۷

[1] تذکرہ مشائخ نقشبندیہ پروفیسر محمد مخفی الخیری ص: ۴۱۹۔۴۲۰

حضرت محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سیف الدین کے فرزندِ چہارم ہیں، باطنی کمالات اپنے برادرِ اکبر حضرت محمد اعظم علیہ الرحمہ سے حاصل کیے۔ علم وفضل میں مستثنائے وقت تھے اور شریعت وطریقت پر مستقیم تھے۔ عالم وشاعر، صوفی اور اہلِ نسبت تھے۔ ۱۱۵۰ھ میں سرہند وصال ہوا۔ رحمہ اللہ آپ کے تین صاحبزادے رفیع القدر، عزیز القدر، عظیم القدر اور ایک صاحبزادی تھی۔ [1]

---

[1] مقاماتِ خیر شاہ ابوالحسن زید فاروقی ص : ۶۸

سید محمد جمال اللہ رام پوری رحمۃ اللہ علیہ

سادات خاندان سے آپ کا تعلق ہے، سلسلۂ نسب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے والد ماجد سید سلطان شاہ المعروف ''محمد روشن شاہ'' کا وطن بخارا تھا۔ ولادتِ باسعادت ۱۱/ ربیع الاول ۱۱۳۷ھ/ ۲۸/ نومبر ۱۷۲۴ء کو گجرات (پاکستان) میں ہوئی۔ ابھی بچے ہی تھے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خواب میں لعابِ دہن آپ کے منہ میں ڈالا اور حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ بچپن ہی سے آپ کی روحانی تربیت کرتے رہے، اسی وجہ سے آپ پر بچپن سے ہی بے خودی کی حالت طاری رہتی تھی اور چہرہ سے آثارِ ولایت نمایاں تھے۔

ابتدائی عمر میں قرآنِ کریم حفظ کیا، پھر دہلی جا کر فقہ و حدیث پڑھی، اپنے استادِ محترم کے پاس ہی مجاہدۂ نفس شروع کر دیا۔ ہر روز دو قرآن کریم ختم کرتے، رات کے وقت چکی پیسا کرتے تھے۔ جب تین دن گزر جاتے تو ایک مشت جوار تناول فرماتے آپ کے استاذ آپ کو اکثر بیعت کی ترغیب دلاتے مگر یہ بات آپ کو ناگوار گزرتی۔ آپ کہتے ریاضت و مشقت سے زیادہ اور فقیری کیا ہو سکتی ہے مجھے کسی کا مرید ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ چنانچہ کچھ عرصہ اسی طرح گزر گیا۔ حسبِ معمول تلاوتِ قرآن کریم میں مصروف تھے کہ غیب سے آواز آئی ''اے جمال اللہ! اگرچہ قرآنِ کریم کی تلاوت بہت بڑی عبادت ہے لیکن عبادت میں لذت و سرور کسی شیخِ کامل سے بیعت ہونے کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے''۔ یہ سنتے ہی آپ کی حالت دگرگوں ہوگئی اور آپ اپنے استادِ محترم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کے مزارِ اقدس پر حاضر ہوئے جہاں سید قطب الدین حیدر علیہ الرحمہ گوشہ نشین تھے۔ آپ سے شرفِ بیعت حاصل کیا اور پھر اپنے شیخ کی خدمت میں بارہ برس کے عرصہ میں تکمیل سلوک کیا۔ ۱۱۶۳ھ میں شیخ نے آپ کو بلا کر فرمایا ''اے جمال اللہ! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں''۔ پھر

اپنے تمام خلفاء کو بلا کر آپ کا تعارف کروایا اور اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

اپنے شیخ کے ہمراہ حرمین شریفین کی زیارت سے شرف یاب ہوئے پھر حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے واپس ہند آ کر سرہند میں تیس سال مقیم رہے لوگوں کو مجددی فیوضات سے مالا مال فرمایا۔ اس کے بعد مصطفیٰ آباد (رامپور) تشریف لے گئے اور نواب فیض اللہ کی فوج میں سپاہی بھرتی ہو کر اپنے آپ کو چھپائے رکھا' آخر آپ کی شہرت اطراف و اکناف میں پھیل گئی۔ خلقِ کثیر آپ سے فیضیاب ہوئی۔ اپنے وقت کے بڑے رؤسا و امراء آپ کے معتقد تھے۔

آپ اتباعِ سنت کا نہایت التزام فرماتے۔ جو دو سخا مثالی تھا کوئی سائل آپ کے دروازے سے خالی نہ جاتا آپ کی دعا قبول ہوتی۔ اس کے اثر سے لوگوں کی بڑی بڑی مشکلات اللہ تعالیٰ آسان فرما دیتا۔

۳/صفر ۱۲۰۹ھ۔ ۱۷۹۴ء رام پور میں داعی اجل کو لبیک کہا' آپ کا مزارِ اقدس دروازۂ عیدگاہ میں مرجعِ خلائق ہے۔ اس کے ارد گرد کی آبادی آپ کے نام سے جمال نگر مشہور ہے۔

حضرت محمد عزیز القدر رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے استفادۂ باطنی اپنے والد ماجد سے کیا۔ ۵/ ربیع الاول ۱۱۸۳ھ میں رحلت فرمائی۔ اپنے وقت کے شیخِ طریقت تھے۔ آپ قصبۂ نجیب آباد ضلع بجنور میں پیوندِ خاک ہوئے۔ آپ کے تین صاحبزادے حفیظ القدر، احمد معصوم، صفی القدر اور تین صاحبزادیاں تھیں۔[1]

---

[1] مقاماتِ خیر — شاہ ابوالحسن زید فاروقی — ص : ۶۸

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نسب ۲۸ واسطوں سے حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی وساطت سے حضرت شیرِ خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔ ۱۱۱۱ھ یا ۱۱۱۳ھ میں ولادتِ سعادت ہوئی۔ آثارِ رشد و ہدایت اور انوارِ فہم و فراست بچپن سے آپ کی جبین سے ہویدا تھے۔ نو سال کی عمر میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ اس عمر میں جب کبھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوتا تو ان کی صورت ظاہر ہو جاتی اور آپ اپنی آنکھوں سے ان کی زیارت کیا کرتے۔ اسی طرح حضرت امامِ ربانی مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ کی زیارت بھی کی۔

آپ کے والد نے آپ کی تعلیم و تربیت کا بڑا اہتمام فرمایا۔ آدابِ شاہی، فنون سپاہ گری اور دیگر صناعتوں کے سکھانے اور ان میں مہارت حاصل کرنے کا سامان مہیا فرمایا۔ وہ آپ کو کہا کرتے تھے اگر تم امیر بنو گے تو اربابِ ہنر کی قدر پہچان سکو گے اور اگر تم فقر اور ترک اختیار کرو گے تو کسی اہلِ ہنر کی تمہیں محتاجی نہ ہوگی۔ آپ نے ہر فن میں مہارت حاصل کر لی۔ ہر فن کے اساتذہ آپ کی مہارت کا اعتراف کیا کرتے تھے۔ شلوار کی کٹائی آپ پچاس طریقوں سے کر لیتے تھے۔ اور اگر بیس آدمی تلواریں ہاتھ میں لے کر آپ پر حملہ آور ہو جاتے اور آپ کے ہاتھ میں صرف ایک لکڑی ہوتی تو کوئی آدمی آپ کو زخم نہ پہنچا سکتا تھا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں تمام علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہو گئے تھے۔

جذبہ باطنی نے آپ کو حضرت سیّد نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان کی ایک توجہ کی برکت سے پانچوں لطائف جاری ہو گئے۔ آئینہ میں آپ کو اپنی شکل کی بجائے اپنے مرشد کی صورت نظر آیا کرتی

تھی۔ ان کی صحبت کی برکت تھی کہ سر و پا برہنہ ہو کر ویرانوں میں گھوما کرتے۔ بھوک کی شدت کے وقت درختوں کے پتوں پر گزارا کیا کرتے۔ چار سال تک ان سے استفادہ کے بعد اپنے مرشدِ برحق سے تعلیمِ طریقہ کی اجازت اور خرقہ تبرک حاصل کیا۔ ان کے وصال کے بعد چھ سال تک ان کے مزار مبارک سے اقتباسِ فیض فرماتے رہے۔ عناصرِ ثلاثہ تک اسی طرح فیض حاصل کرتے رہے۔ پھر ان کی جانب سے اشارہ ہوا کہ کسی زندہ شیخ کی جانب رجوع کیا جائے تو حضرت شاہ گلشن رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی جانب رجوع کیا۔ انہوں نے عذر پیش کر دیا۔ تو حضرت خواجہ محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت شاہ حجۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے دس سال تک اور زاں بعد حضرت خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ سے بارہ سال وابستہ رہ کر سلوک کے مقاماتِ عالیہ تک پہنچے۔ ان ہر دو حضرات نے آپ کے حق میں فرمایا کہ حضراتِ مشائخ کرام سے جو فیوض و برکات ہمارے سینوں میں تھے ہم نے آپ کے باطن میں القا کر دیئے ہیں۔ حضرت خواجہ حافظ سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت خواجہ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ سے تیس سال تک استفادہ فرمایا۔ اس وقت ان کی عمر مبارک اسّی برس تھی۔ پھر حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر کمالاتِ ثلاثہ، حقائقِ اربعہ وغیرہ کے مقامات طے فرمائے۔ پھر ان کی خدمت میں ایک سال تک سلوک طریقت ابتداء سے انتہاء تک حاصل کیا۔ حضور سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی طور پر خرقہ اجازت حاصل کیا۔

ایک روز آپ اپنے شیخ حضرت خواجہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے تو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دو آفتاب ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہیں، انوار کی چمک دمک کے باعث ان میں باہمی امتیاز باقی نہیں رہا۔ اگر طالبانِ خدا کی تربیت کی طرف آپ توجہ کریں تو ایک جہاں آپ کے باعث منور ہو جائے گا۔ ایک روز شیخ نے آپ کے زانو کو بوسہ دیا۔ اور فرمایا ان کی مانند ہمارے مریدین میں اور کوئی نہیں ہے۔ تمہیں جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت ہے اس کی بدولت طریقہ شریفہ کو بے حد رواج ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں شمس الدین حبیب اللہ لقب عطا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے بعض احباب تربیت

کیلئے ان کے حوالہ فرمادیئے۔

آپ کے مشائخِ کرام میں سے حضرت حاجی محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے اور فرماتے میں تمہاری نسبت کے کمالات کے باعث اُٹھ کھڑا ہوتا ہوں۔ حضرت حافظ سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ تم میرے قبلہ گاہ کی جگہ ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ دنیا ہتھیلی کی مانند میرے چہرے کے سامنے ہے۔ اس وقت حضرت مرزا صاحب کی مانند کوئی اور کسی ملک اور کسی شہر میں موجود نہیں۔

خلاصہ کلام کہ چاروں مشائخ کرام رحمہم اللہ کے وصال کے بعد ان کی خلافت کی مسند کی زیب و زینت آپ کے وجود مبارک سے ہوئی۔ طالبانِ خدا ہر جانب سے آپ کی خدمت میں رجوع کرنے لگے۔ تیس سال سے زائد عرصہ تک آپ نے سُنّتِ نبویہ پر کامل استقامت سے ایک جہاں کو اپنے نور باطن سے منور فرمایا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ عزیمت پر عمل کرنا اور تقوی کو اختیار کرنا اس وقت سخت مشکل ہے' کیونکہ معاملات تباہ ہو چکے ہیں۔ اگر فقہ اور ظاہر فتوی پر عمل کر لیا جائے اور بدعت سے اجتناب کیا جائے تو بسا غنیمت ہے۔ نیز فرماتے طریقت میں اشتغال محبتِ الٰہیہ کے غلبہ کے لئے ہے۔ کبھی اس محبت کا غلبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ ورنہ شرائط کے ساتھ دوامی ذکر میں مشغول رہنا دوستانِ خدا کے طریقہ میں فرض ہے۔ دل کی تمام مرادوں کو ترک کر کے ذکر کی کثرت کرنی چاہیئے۔ کثیر ذکر کے بغیر دل کی کشادگی میسر نہیں ہوتی۔ جب کوئی کیفیت یا بے خودی حاصل ہو اس کی حفاظت کرنی چاہئے۔ اور اگر وہ مخفی ہو جائے تو پوری عاجزی اور تواضع کے ساتھ ذکر میں مشغول ہونا چاہئے۔ اور اسی طرح ذکر میں مصروف رہنا ضروری ہے تاکہ یہ کیفیت دوامی ہو جائے۔ ان تمام تکلفات کا حاصل اخلاقِ نبویہ کے مطابق تہذیبِ اخلاق ہے۔ بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ (ترجمہ: اچھے اخلاق کی تکمیل کیلئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے) ارشادِ نبوی ہے۔ نیز فرمایا فقیر کا مزاج نہایت نازک ہے غصہ طبیعت میں

بے حد ہے۔ یہ امر ہدایت اور ارشاد کے شایانِ شان نہیں ہے۔ میں سالہا سال تک مصروف رہا تب اللہ تعالیٰ نے میرے غضب کو کم کیا۔

ہزاروں لوگ آپ کے ہاتھوں پر بیعت ہوئے۔ تقریباً دوسو افراد کو اجازت عطا فرمائی اور پچاس نفوسِ قدسیہ سلسلہ عالیہ کے آخری مقامات تک پہنچے اور اربابِ طریقت کے مقتدا و پیشوا ہوئے۔ آپ فصیح و بلیغ شاعر تھے۔ ایک دیوان آپ کا یادگار ہے۔ شبِ عاشورہ محرم ۱۱۹۵ھ کو شربتِ شہادت نوش فرمایا۔

عَاشَ حَمِیْداً مَاتَ شَہِیْداً سے سنِ وصال برآمد ہوتا ہے۔

بلوحِ تربتِ من یافتند از غیب تحریرے کہ ایں مقتول را جز بے گناہی نیست تقصیرے

ترجمہ: ''میری لوح مزار پر لوگوں نے غیب سے یہ تحریر پائی کہ اس مقتول کا گناہ بے گناہی کے سوا کچھ نہیں''۔

آپ کا ہی شعر ہے۔[1]

[1] مناقب و مقاماتِ احمدیہ سعیدیہ شاہ محمد مظہر فاروقی ص : ۴۰ تا ۵۰

مرشدِ گرامی

حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۵۸ھ بٹالہ ضلع پنجاب میں ولادت ہوئی۔ ''مظہرِ جود'' تاریخی نام نکلتا ہے۔ نسب شریف حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وَجْہَہُ الشَّرِیف تک پہنچتا ہے۔ آپ کے والد شاہ عبداللطیف قادری نے آپ کی ولادت سے قبل خواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا' اُنہوں نے فرمایا اپنے بیٹے کا نام میرے نام پر رکھنا' بچپن سے آثارِ ولایت' انوارِ ہدایت آپ کی جبینِ مبارک سے درخشاں تھے۔ علومِ دینیہ حدیث' تفسیر' فقہ وغیرہ کی تحصیل کے بعد بیس برس کی عمر میں حضرت شہیدِ مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمۃ سے اخذِ طریقہ شریفہ کیا۔ ریاضات و مجاہداتِ شاقہ کئے۔ پرانا بوریا بستر اینٹ سرہانہ اور آبِ شور پر قناعت کرتے۔ کثرت کے ساتھ اذکار کرتے۔ دس ہزار نفی و اثبات' دس پارے قرآنِ کریم' تہلیل لسانی' اسمِ ذات' درود شریف' استغفار بے شمار آپ کے اوراد میں شامل تھا۔ پندرہ برس حلقہ ذکر اور مراقبات میں مواظبت کر کے اجازتِ وخلافتِ مطلقہ سے مشرف ہوئے۔ فرماتے باطنی نسبت اتنی قوی ہوگئی تھی' ساری جامع مسجد پرنور ہو جاتی اور اسی طرح جس کوچہ سے گزرتا روشن ہو جاتا۔ اگر کسی بزرگ کی قبر پر جاتا اس کی نسبت کم ہو جاتی۔ ایک بار حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا فرمایا تیرے نام عَبْدُاللّٰہ اور عَبْدُالْمُھَیْمِنْ ہے۔ فرماتے ہیں جو ہمارے ساتھ محبت رکھتا ہے وہ دوزخ نہیں جائے گا۔ ایک دفعہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ تشریف فرما ہوئے اور فرمایا تو میرا خلیفہ ہے۔ آپ اللہ کی نشانیوں میں ایک نشانی اور اس کی رحمت میں سے ایک رحمت تھے۔ عالمِ مردہ نے اس مسیحائے وقت کی توجہات سے دوبارہ زندگی پائی اور آپ کا فیضِ ارشاد و ہدایت دنیا میں پھیلا۔ ہزاروں علماء و صلحاء دور دراز علاقوں سے حاضرِ خدمت ہوئے۔ بعض سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے آستانہ علیا

تک پہنچے مثلاً حضرت مولانا خالد رومی، شیخ احمد کردی اور سید اسماعیل مدنی رحمہم اللہ اور بعض بزرگوں کے اشارہ سے حاضر ہوکر بیعت ہوئے۔ آپ کو خاص و عام میں قبولیتِ تام حاصل تھی۔ کم و بیش دو سو افراد خانقاہ میں رہتے۔ اور ان کی کفالت بوجہ احسن آپ فرماتے۔ آپ کے خلفاء کے معتقدین بھی لاتعداد تھے، آپ کے خلیفہ مولانا خالد شامی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین کی تعداد ۱۲۳۱ھ/ ۱۸۱۵ء تک ایک لاکھ تھی۔ اور دنیائے اسلام کے متبحر علماء جو آپ سے فیض یاب ہوئے ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ جاہ و جلال کے باوجود تواضع و انکساری اس حد تک تھی کہ فرماتے جو کتا ہمارے گھر آتا ہے، میں کہتا ہوں: ''الٰہی من کیستم کہ دوستانِ تر او سیلہ گردانم بہرِ ایں مخلوقِ خود بر من رحم فرما''۔

''اے اللہ! میں کون ہوں کہ تیرے دوستوں کا وسیلہ پکڑوں اپنی اس مخلوق کیلئے مجھ پر رحم فرما''۔

اپنا چہرہ آئینہ میں نہ دیکھتے، اس خوف سے کہ گناہ کی تاریکی سے چہرہ سیاہ ہو گیا ہو۔ پاؤں دراز نہ کرتے۔ کھر درا لباس پہنتے۔ نفیس لباس استعمال نہ کرتے۔ بہت کم سوتے۔ تہجد کے وقت لوگوں کو بیدار کرتے۔ دنیا کا ذکر آپ کی مجلس میں نہ ہوتا۔ آپ کی مجلس گویا حضرت سفیان ثوری کی مجلس ہوتی۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بادشاہوں کو عادت تھی۔

ترک و تجرید اور توکل میں ایسا مرتبہ حاصل تھا کہ بادشاہِ وقت اور امراء تمنّا کرتے کہ خانقاہ کے خرچ کیلئے کوئی چیز متعین فرما دیں لیکن آپ ہرگز قبول نہ کرتے اور اکثر یہ قطعہ آپ کی زبان پر ہوتا۔ قطعہ

خاک نشینی است سلیمانیم　　　ننگ بود افسرِ سلطانیم

ترجمہ: حضرت سلیمان علیہ السلام جیسی میری حکومت خاک پر بیٹھنے سے ہے۔ بادشاہی تاج میرے لئے شرمندگی کا باعث ہے۔

ہست چہل سال کہ می پوشمش　　　کہنہ نشد جامۂ عریانیم

ترجمہ: چالیس ہوئے میں جامہ عریانی پہن رہا ہوں، اس کے باوجود میرا یہ لباس پرانا نہیں ہوا۔

آپ فرماتے درویش کا معاش اس طرح ہونا چاہئے جیسا کہ حضرت ابنِ یمین کبروی نے

نظم کیا ہے۔ اشعار......

نانِ جویں وخرقۂ پشمین و آبِ شور سیپارۂ کلام و حدیثِ پیمبری

ترجمہ: جو کی روٹی، اون کی گودڑی، نمکین پانی، قرآن مجید کے تیس پارے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ۔

ہم نسخۂ دو چار زعلمی کہ نافع است دردیں نہ لغو بوعلی و ژاژِ عنصری

ترجمہ: ان کے ساتھ دو چار کتابیں اس علم کی جو دین میں نفع دینے والا ہو، نہ بوعلی سینا کی فلسفیانہ لغویات اور نہ عنصری کی بے ہودہ شاعری کی کتابیں۔

تاریک کلبہ کہ پے روشنی آں بے ہودہ منتے نبرد شمع خاوری

ترجمہ: ایک تاریک کوٹھری جس میں روشنی کیلئے سورج کا بے ہودہ احسان نہ اٹھانا پڑے۔

بایکدو آشنا کہ نیرزد بہ نیم جو درپیش چشم ہمت شان ملک سنجری

ترجمہ: ایک یا دو مزاج شناس جن کی ہمت کے آگے سنجر کی سلطنت کی قیمت دو جو کے برابر بھی نہ ہو۔

ایں آں سعادتے ست کہ حسرت برد آں جو یائے تختِ قیصر و ملک سکندری

ترجمہ: یہ وہ سعادت ہے جس پر قیصر روم کے تخت اور سکندر کے ملک کی تمنا کرنے والے اس سعادت سے محروم رہنے پر پشیمان ہوتے ہیں۔

فرماتے ہیں: طریقۂ مجددیہ میں فیض کے چار دریا جاری ہیں: نقشبندی، قادری، چشتی اور سہروردی لیکن پہلا غالب ہے۔

لفظ فقیر میں فا سے مراد فاقہ، قاف سے قناعت، یاء سے یادِ الٰہی اور راء سے ریاضت ہے جو انہیں بجالائے اسے فاء سے فضلِ خدا۔ قاف سے قربِ مولا، یاء سے یاری اور راء سے رحمت پانا ہے۔ ورنہ فا سے فضیحت (رسوائی) قاف سے قہر، یاء سے یاس اور راء سے رسوائی ہے۔

جو طالبِ ذوق وشوق اور کشف وکرامات ہیں طالبِ خدا نہیں ہوتے۔

تین کتابیں بے مثل ہیں، قرآنِ کریم، صحیح بخاری اور مثنوی مولوی روم۔

آپ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق اس قدر رکھتے کہ جب آپ کا نام

شریف لیتے بے تاب ہو جاتے۔ مشائخِ کرام کی صورت اور ارواح اپنی چشمِ سر سے دیکھتے اور مکالمہ فرماتے۔

آپ کو ہمیشہ شہادت کی آرزو رہتی تھی، عمر کے آخری حصہ میں بواسیر اور خارش کا مرض لاحق ہوگیا۔ اسّی برس کی عمر میں ۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۴ء اشراق کے بعد حالتِ احتباء اور استغراق میں انتقال ہوا۔ تاریخ وصال نَوَّرَ اللّٰہُ مَضْجَعَہٗ (۱۲۴۰) اور جان بحق نقشبندِ ثانی (۱۲۴۰) سے نکلتا ہے۔ اپنی زندگی میں ہی حضرت شاہ ابو سعید فاروقی مجددی قدس سرہٗ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔[1]

---

[1] مناقب ومقامات احمدیہ سعیدیہ شاہ محمد مظہر فاروقی ص : ۵۰ تا ۵۵

حضرت شاہ درگاہی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

محبوبِ الٰہی فیض بخش معروف بہ شاہ درگاہی کی پنجاب کے قصبہ تخت ہزار میں ۱۱۲۶ھ ولادت ہوئی۔ صاحبِ کرامات وخوارق اور زاھد ومتقی تھے' آپ کا سلسلہ دو واسطوں سے خواجہ محمد زبیر علیہ الرحمہ تک پہنچتا ہے آپ کے استغراق کا یہ عالم تھا کہ نماز کے وقت مریدین باآواز بلند آپ کو آگاہ کرتے تھے اور آپ کی نسبت میں گرمی اتنی تھی کہ اگر آپ ایک وقت میں ہزار اشخاص کی طرف متوجہ ہوتے تو تمام مدہوش ہو جاتے۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ بچپن میں محبت الٰہی کی کشش انہیں صحرا کی طرف لے گئی۔ بیہوشی کی وجہ سے کھانے پینے اور پہننے کی ہوش نہ تھی زیادہ بھوک لگتی تو درختوں کے پتے کھالیتے جب سنِ تمیز کو پہنچے' تو بیہوشی سے قدرے افاقہ ہوا۔ آپ نے قرآنِ کریم پڑھ لیا اور نماز درست کرلی' پھر مغلوب الحال ہو گئے۔ آخر صحرا سے نکل کر شیخ حمید الدین علیہ الرحمہ کے مزار پر آئے اور شیخ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے آخر میں حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ کی روحانیت سے فیض حاصل کیا اور کاملانِ وقت میں شمار ہوا۔

حضرت شیخ درگاہی کبھی کسی سے کوئی چیز نہ لیتے اور مال داروں سے ملاقات کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے اور اگر کسی نے آپ کی بیہوشی کے وقت درہم یا دینار آپ کی چادر میں باندھ دیا تو نجاستِ دنیا کی بدبو آپ کے دماغ تک جا پہنچتی آپ ہوشیار ہو جاتے اور فوراً وہاں سے چل دیتے۔ دریا پر پہنچتے اور اس درہم یا دینار کو دریا میں پھینک دیتے' مگر اس بات کی احتیاط کرتے کہ آپ کا ہاتھ اسے نہ لگے۔

۱۲۲۶ھ میں وفات پائی' آپ کا مزار مبارک رام پور میں ہے' آپ کی تاریخ وفات "مَاتَ قُطْبُ الْوَرٰی عَنْ اَمْرِ اللّٰہِ" سے نکالی گئی ہے۔[۱]

---

[۱] خزینۃ الاصفیاء — مفتی غلام سرور لاہوری — ص : ۲۷۳۔۲۷۵
جواہر غلویہ — شاہ رؤف احمد رافت — ص : ۲۷۱ تا ۲۷۴

حضرت صفی القدر رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالمِ باعمل، صوفی بے بدل، کثیر العبادات والوظائف والأ وراد تھے ایک لمحہ بھی غفلت میں نہیں گزرتا تھا، ہر وقت ذکر وفکر میں مصروف رہتے۔ تہجد کیلئے نصف شب بیدار ہوتے، پہلے خود پڑھتے اور پھر گھر والوں کو تہجد کیلئے اُٹھاتے اور خود ذکرِ الٰہی میں مصروف ہو جاتے، آپ امر بالمعروف و نہی عن المنکر بہ وجہ اتم کرتے تھے۔ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر قائم تھے۔ ترکِ دنیا اور انقطاع آپ پر غالب تھا، نواب نصر اللہ نے بخشی گیری کا عہدہ پیش کیا۔ آپ نے قبول نہ کیا۔ آپ کو علمِ حدیث کا ذوق تھا، اہلِ فسق وفجور سے متنفر تھے۔ ۲۵/ شعبان ۱۲۳٦ھ کو لکھنؤ میں وصال ہوا "فاز رضوان المورد" سے تاریخِ وصال نکلتی ہے۔ لکھنؤ میں اکبری دروازہ کے قریب مسجد کے ایک گوشہ میں آرام فرما ہیں اور یہ مسجد ٹیلہ پر ہے۔ آپ کے ایک صاحبزادے زکی القدر ابو سعید اور ۲ صاحبزادیاں تھیں۔ [1]

---

[1] مقاماتِ خیر شاہ ابوالحسن زید فاروقی ص : ٦٩
مکتوبات شاہ احمد سعید (قلمی) رقم ۳۵ ص : ٦٥، ٦٦

والدِ گرامی

حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت مصطفیٰ آباد (رامپور) میں ۱۱۹۶ھ میں ہوئی۔ تاریخِ ولادت اس مصرعہ سے نکلتا ہے۔ حافظ عالم ولی بادا = ۱۱۹۶ھ بچپن سے آثارِ رشد وہدایت آپ کی جبین سے ظاہر تھے۔ لڑکپن میں بھی کسی نے آپ کو بچوں کی طرح کھیلتے ہوئے نہیں دیکھا۔ گیارہ سال کی عمر میں قرآنِ مجید کا حفظ مکمل کرلیا۔ اسی عمر میں نسبتِ نقشبندیہ اپنے والد ماجد سے حاصل کرلی۔ انیس سال کی عمر میں علوم معقول ومنقول کی تحصیل سے فارغ ہوگئے اور دستارِ فضیلت حاصل کی۔ اسی دوران لکھنؤ شہر سے آپ کا گزر رہوا۔ وہاں ایک مجذوب شاہ کفایت اللہ نام کے تھے۔ انہوں نے آپ کو دیکھ کر کہا صاحبزادہ صاحب حصولِ علم سے جلدی فراغت حاصل کیجئے۔ آپ سے دیگر کام بھی اللہ تعالیٰ نے لینے ہیں۔ مخلوقِ خدا کی ہدایت اور ارشاد کا سلسلہ آپ سے مربوط ہوگا۔ وہاں سے وطن آئے۔ حضرت والد ماجد نے فرمایا تمہارا مرغِ ہمت بلند پرواز ہے۔ اپنے خاندان کے کسی خلیفہ سے باطنی نسبت کی تکمیل کرو۔ چنانچہ آپ حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جو رامپور میں حضرت شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند پر جلوہ افروز تھے۔ وہ حضرت شاہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مُجاز تھے اور شاہ قطب الدین حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ سلسلہ قادریہ میں اُن کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔

حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ کو اس حد تک استغراق تھا کہ نماز کے اوقات کے بارے میں خدام آپ کو آگاہ کیا کرتے تھے۔ نسبتِ قلب کی گرمی اس حد تک تھی کہ اگر سو آدمیوں کی طرف توجہ فرماتے تو سب بے ہوش ہوجاتے۔ ایک دفعہ نماز کے دوران شوقِ الٰہی سے بدن میں

کچھ حرکت پیدا ہوئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے امام پھر جماعت میں شریک سب لوگ اور اس کے بعد اہل محلہ وجد میں آ گئے اور رقص کرنے لگے۔ بارہ سال تک حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ دوامِ صوم، شب بیداری اور لذیذ کھانوں کا ترک اپنائے رکھا۔ انہوں نے آپ کو اپنی خلافتِ خاصہ سے سرفراز فرمایا۔ اپنا قائم مقام بنایا ان کے روبرو آپ کو قبولیت تمام حاصل ہوئی۔ مختلف اضلاع کے ہزار سے زیادہ لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت تھے۔ آپ کی نظر میں اس قدر تاثیر تھی کہ آپ جس پر نظر ڈالتے بے اختیار زمین پر لوٹنے لگتا اور بے تاب ہو جاتا۔ اتنا بلند مرتبہ حاصل ہونے کے باوجود آپ کے دل کی پیاس نہ بجھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریفہ کا مطالعہ کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا سلوک ابھی تک مجھے حاصل نہیں ہوا۔

اس خیال کے پختہ ہونے پر آپ نے مشیخت کی مسند کو الوداع کہا اور ۱۲۲۵ھ کو نسبت مجددیہ کے حصول کی خاطر حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُنہوں نے کمال تعظیم و تکریم سے آپ کو اپنی مسند پر بٹھایا۔ اور کہا آپ کی جگہ یہ ہے فقیر تو آپ کے خاندان سے نسبت رکھنے والا ایک کمترین ہے۔ حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ بندہ استفادہ اور کفش برداری کیلئے حاضر ہوا ہے۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو قبول فرمایا۔ نوازشات کی حد کر دی۔ اور چند ماہ کے بعد آپ کو خاندانِ نقشبندیہ قادریہ اور چشتیہ تین سلاسل کی خلافت عطا فرمائی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ارادت ان کی مانند ہونی چاہیئے کہ کئی سو مریدوں کو چھوڑ کر خود مریدی اختیار کر لی ہے۔ اپنے بہت سے مرید تربیت کیلئے ان کے حوالہ فرمائے۔ مولانا خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ، سید اسماعیل مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان سے توجہات حاصل کیں۔

حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی سفر سے واپس دہلی آتے حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ ان کا استقبال فرمایا کرتے۔ ایک دفعہ آپ علیل تھے کہ حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ آئے آپ اپنی چارپائی پر تشریف فرما ہوئے خدام سے فرمایا مجھے اُٹھا کر لے چلو تا کہ ان کا

استقبال ترک نہ ہونے پائے چنانچہ مسجد حکیم قدرت اللہ جو خانقاہ شریفہ سے تھوڑے سے فاصلہ پر ہے تک تشریف لائے استقبال فرمایا۔

آپ پندرہ سال تک حضرت غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ خاندانِ عالی شان کی بشارات مثلاً ضمنیت اور قیومیت سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ خود تحریر فرماتے ہیں۔

بداں کہ سالہا آرزوئے آں داشتم کہ حضرت پیر دستگیر بندہ را بہ ضمنیتِ خود سرفراز فرمایند چہ ضمنیت آں حضرت بعینہ ضمنیت حبیبِ خدا است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ چہ حضرت پیر دستگیر را حضرت شہید مرزا صاحب وقبلہ رضی اللہ عنہ، بضمنیتِ خود بشارت خود مبشر ساختہ۔ وحضرت شیخ از پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بضمنیتِ کبری امتیاز یافتہ اند۔ واین معنی را بارہا بخدمت فیضد رجت حضرت پیر دستگیر عرض کردہ بودم تا آں کہ در سال ہزار ودوصد وسی (۱۲۳۰ھ) ہجری در ماہ صفر بندہ قرآنِ مجید در حضور ایشاں در نوافل اوابین ختم می کردم باختتام رسید بعد از ختم از بندہ ارشاد کردند از ما چیزے خواہشے کہ داری بخواہ بندہ عرض کرد کہ امیدوار ضمنیتِ حضرت ہستم بندہ را از غایت بندہ نوازی نزدیک خود طلبیدہ بسینہ مبارک خود چسپایندہ تا دیر توجہ فرمودند۔ احوال بر من ورود نمود کہ اظہار آں اسرار ممکن نیست وو در انوار مبارک آں حضرت استغراقے بہم رسیدہ دیدم کہ باطن آئینہ داری مقابل باطنِ مبارک ایشاں شدہ۔ ہرچہ در باطن آں حضرت موجود است بعینہ در باطن بندہ نمودار گردیدہ است۔ بر نہجے کہ فرق درمیان ہر دو باطن باقی نہ ماندہ۔ الا ماشاء اللہ تعالیٰ [1]

ترجمہ: ''کئی سال سے میرے دل میں آرزو تھی کہ حضرت پیر دستگیر مجھے اپنی ضمنیت سے سرفراز فرمائیں۔ کیونکہ آپ کی ضمنیت بعینہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضمنیت ہے۔ حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مرزا جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ضمنیت کی بشارت دے رکھی تھی۔ اور حضرت مرزا رحمۃ اللہ علیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضمنیتِ کبری سے مخصوص تھے۔ یہ بات میں نے بارہا حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ عالیہ میں عرض کی تھی۔ ۱۲۳۰ھ کو یہ بندہ نے ماہ صفر میں قرآنِ مجید اوابین کے نوافل میں آپ کی خدمتِ اقدس کے اندر پورا پڑھا اور ختم کیا تھا۔ ختم قرآنِ مجید کے بعد

---

[1] شاہ ابوسعید فاروقی ہدایت الطالبین ص: ۱۳۲ ط کراچی

آپ نے بندہ سے ارشاد فرمایا کہ تمہاری جو خواہش ہو مجھ سے مانگ لو۔ میں نے عرض کی آپ کی ضمنیت کا امیدوار ہوں۔ اس پر آپ نے اس غلام کو غایت بندہ پروری کے باعث اپنے قریب بلایا اور اپنے سینہ مبارک سے چمٹا لیا۔ دیر تک توجہ دیتے رہے۔ مجھ پر ایسے حالات کا درود ہوا کہ ان کا ظاہر کرنا ممکن نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے انوار میں مجھے استغراق نصیب ہوا۔ میرا باطن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے باطن مبارک کے سامنے آئینہ دار ہو گیا۔ جو کچھ آپ کے باطن میں تھا وہ بندہ کے باطن میں اس طرح نمودار ہوا کہ دونوں کے باطن میں کچھ فرق باقی نہ رہا''۔ **الا ماشاء اللّٰہ**

دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

الحمد للہ کہ بعد از مدتے دو سال یک ہزار دو صد وسی وسوم (۱۲۳۳ھ) نصف ماہ جمادی الاولی حضرت ایشاں بندہ را قیومیت عطا فرمودند وارشاد کردند کہ مرا الہام شد لہٰذا بتو ارشاد کردم۔ و در مرضِ اخیر بندہ را از بلدہ لکھنو طلبیدند و در فرمان والا شان ارقام فرمودند می بینم کہ منصبِ مقاماتِ ایں خاندان عالی شان شما متعلق و وابستہ شدہ و پیش ازیں در بیماری سابق دیدہ بودم کہ شما را بر جائے ما نشستہ اید و قیومیت بشما عطا کردند سوائے شما قابل ایں توجہات غریبہ وعجیبہ کسے نیست۔

ترجمہ: ''الحمد للہ۔ دو سال کے بعد ۱۲۳۳ھ نصف ماہ جمادی الاولی کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بندہ کو منصب قیومیت عطا فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا مجھے الہام ہوا ہے کہ آپ کو بتا دوں۔ آخری بیماری میں بندہ کو آپ نے لکھنؤ شہر سے طلب فرمایا۔ اور اپنے فرمان عالی شان میں تحریر فرمایا کہ مجھے نظر آتا ہے کہ اس خاندان عالی شان کے منصب کے مقامات تمہارے ساتھ وابستہ اور متعلق ہیں۔ اس سے پہلے پہلی بیماری میں، میں نے دیکھا کہ تم میری جگہ پر بیٹھے ہو۔ قبولیت کا منصب تمہیں ملا ہوا ہے۔ تمہارے بغیر ان عجیب وغریب توجہات کے لائق کوئی اور نہیں ہے''۔

ایک مکتوب میں تحریر فرمایا:

از غیب القا می شود کہ ابوسعید را باید طلبید و روح مبارک حضرت مجدد رضی اللہ عنہٗ بریں باعث ست و دیدہ ام کہ شما را برران راست خود نشاندہ ام و منصبے کہ آثارِ آن عنقریب عائد

بشما میشود مفوض نمودہ۔ خانقاہ شمارا مبارکباد۔

ترجمہ: ’’غیب میں القاء ہو رہا ہے کہ ابو سعید کو طلب کیا جائے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک اس امر کا باعث ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ تم کو میں نے اپنی دائیں ران پر بٹھایا ہے اور ایک منصب جس کے آثار عنقریب آپ کی طرف راجع ہونے والے ہیں تمہارے سپرد کیا ہے۔ خانقاہ شریفہ تمہیں مبارک ہو‘‘۔

لہٰذا آپ کے حکم کے مطابق آپ مسند افروزِ رشد و ہدایت ہوئے‘ طالبانِ حق مور و ملخ کی مانند آپ کے اردگرد جمع ہونے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے آباؤ اجداد اور مشائخِ طریقہ کی مانند شریعت اور طریقت کو رواج دینے میں مصروف ہو گئے۔ تلخی‘ سختی‘ فقر و فاقہ برداشت کرنے کو اپنا شعار بنالیا۔

۱۲۴۹ھ کو آپ حج و زیارت کیلئے حرمین شریفین روانہ ہوئے۔ اپنے لختِ جگر حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ کو مسندِ ارشاد پر بٹھایا اور بمبئی پہنچے۔ جب حرمین شریفین وارد ہوئے تو وہاں کے علماء و مشائخ‘ امراء و قضاۃ نہایت تعظیم و اکرام سے پیش آئے۔ حضرت شیخ عبداللہ سراج رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ عمر مفتی شافعیہ‘ حضرت شیخ سعید عبداللہ‘ حضرت میر غنی مفتی حنفیہ‘ حضرت یٰسں اور دیگر اعیانِ حرمین آپ کی زیارت کے لئے حاضرِ خدمت ہوئے۔ تین ماہ تک مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا اس کے بعد مدینہ منورہ کا عزم فرمایا۔ وہاں کے اکثر سادات اور شرفاء سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ وہاں سے فراغت کے بعد واپس ہندوستان مراجعت فرمائی۔ ٹونک شہر میں پہنچے تو مرضِ وفات میں مبتلا ہوئے۔ عید کے دن یکم شوال ۱۲۵۰ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا تابوت شریف دہلی منتقل کیا گیا۔ چالیس روز کے بعد جب آپ کے بدن مبارک کو صندوق سے باہر نکالا تو معلوم ہوتا تھا کہ ابھی غسل دیا گیا ہے۔ جسم مبارک میں کوئی تغیر نہ تھا۔ کفن کے نیچے روئی سے خوشبو آ رہی تھی۔ لوگ تبرک کے طور پر لے گئے۔ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے برابر سپردِ خاک کیا گیا۔

حضرت مولانا خلیل احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کی بارگاہ کے مقرب اور آپ کے مخصوص احباب سے تھے‘ نے درج ذیل قطعہ تاریخی نظم فرمایا۔

امام و مرشد ما شاہ بو سعید سعید　　　بروزِ عید چوں شد واصل جنابِ خدا

ترجمہ: ''ہمارے پیشوا و مرشد حضرت شاہ ابو سعید جو فی الحقیقت سعادت مند ہیں عید کے دِن اللہ کی بارگاہ سے واصل ہوئے''۔

دل شکستہ و مغموم گفت تاریخش   ستونِ محکمِ دین نبی فتاد ز پا[1]

ترجمہ: شکستہ دل اور غمزدہ نے آپ کی تاریخ وصال یوں کہی۔ ستون محکم دین نبی فتاد ز پا (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کا محکم ستون بنیاد سے اکھڑ گیا)۔

---

[1] مناقب ومقامات احمدیہ سعیدیہ شاہ محمد مظہر فاروقی ص: ۵۹ تا ۶۴

سراجُ الاولیاء شیخ العرب والعجم

حضرت شاہ احمد سعید

فاروقی مجددی دہلوی مہاجرِ مدنی

قُدِّسَ سِرّہٗ الُعَزِیز

نام ونسب

اسمِ گرامی احمد سعید کنیت ابوالمکارم ہے۔ ۱/ ربیع الثانی ۱۲۱۷ھ بمطابق ۳۱/ جولائی ۱۸۰۲ء مصطفیٰ آباد (رام پور) میں ولادت ہوئی ''مظہر یزداں'' تاریخی نام ہے۔ والدہ ماجدہ آپ کو لے کر آپ کے نانا شاہ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئیں تو اُنہوں نے فراستِ باطنی سے آپ مشرب معلوم کر کے آپ کا نام غلام غوث رکھا۔ آپ مجددی فاروقی ہیں۔ تیس واسطوں سے امیر المومنین سیّدنا عُمر فاروق رضی اللہ عنہ تک سلسلۂ نسب پہنچتا ہے سلسلۂ نسب اس طرح ہے:

احمد سعید بن ابوسعید بن صفی القدر بن عزیز القدر بن محمد عیسی بن شیخ سیف الدین بن خواجہ محمد معصوم بن امام احمد مجددالفِ ثانی بن مخدوم عبدالاحد بن زین العابدین بن عبدالحی بن محمد بن حبیب اللہ بن امام رفیع الدین بن نصیر الدین بن سلیمان بن یوسف بن اسحاق بن عبداللہ بن شعیب بن احمد بن یوسف شہاب الدین علی فرخ شاہ بن نورالدین بن نصیر الدین بن محمود بن سلیمان بن مسعود بن عبداللہ الواعظ الاکبر بن عبداللہ الواعظ الاصغر بن ابوالفتح بن اسحاق بن ابراہیم بن ناصر بن عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن حضرت عبداللہ بن حضرت عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین[1]

---

[1] مقاماتِ خیر زید ابوالحسن فاروقی ص : ۳۳

اِبتدائی احوال

بچپن سے آثارِ رشد وہدایت اور انوارِ ولایت آپ کی پیشانی سے ظاہر تھے۔ دس برس عمر مکمل نہ ہوئی تھی کہ حفظِ قرآن کریم سے فراغت حاصل کی۔ دورانِ حفظ والد ماجد کے ہمراہ کبھی کبھی حضرت شاہ درگاہی[۱] کے پاس جایا کرتے وہ آپ کو محبت کے ساتھ اپنے پاس بٹھاتے اور قرآنِ کریم سُنتے۔ اسی عمر میں اپنے شیخ و مرشد حضرت شاہ غلام علی مجددی دہلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ حاضر ہو کر شرفِ بیعت پایا۔ آپ پر حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ کی بڑی شفقت وعنایت تھی چونکہ آپ نے حالتِ تجرد میں عمر بسر کی اولاد نہ تھی بارہا مرتبہ فرمایا کرتے ''ہم نے بہت سے احباب سے فرزند طلب کیا کسی نے یہ بات قبول نہ کی مگر ابوسعید نے اپنا فرزند ہمیں دیا ہم نے اسے اپنا فرزند بنا لیا''۔

بڑے اہتمام سے آپ کی ظاہری و باطنی تربیت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''علومِ عقلیہ ونقلیہ حاصل کرنے کے ساتھ سلوکِ باطنی بھی جمع کرو۔'' چنانچہ آپ نے رام پور میں حضرت مولانا سراج احمد[۲] محدث سے زانوئے تلمذ طے کئے اور سندِ حدیث مسلسل بالاوّلیّۃ جو حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ سے ملتی ہے حاصل کی اس کے علاوہ فقیہ مفتی شرف الدین[۳] دہلی میں مولانا فضل امام[۴] والد علامہ فضلِ حق[۵] مولانا رشید الدین خان[۶] حضرت شاہ عبدالعزیز[۷] مولوی شاہ رفیع الدین[۸] اور مولوی شاہ عبدالقادر[۹] سے استفادہ کیا اسی طرح مولانا محمد اشرف اور مولانا نور سے بھی پڑھا۔ اکثر کتبِ تصوف اور بعض کتبِ احادیث اپنے مرشد گرامی سے پڑھیں۔ حضرت شاہ صاحب سے رسالہ قشیریہ' عوارِف المعارِف' احیاء علوم الدین'

---

۱ حالات دیکھئے کتاب ہذا ص ۵۷

۲ نزھۃ الخواطر جلد۔ ۷: ص ۲۱۷۔ ۳ نزھۃ الخواطر جلد ۷۔ ص: ۲۳۰۔۲۳۱

۴ نزھۃ ج: ۷۔ ص: ۴۱۲...... ۵ نزھۃ ج: ۷۔ ص: ۴۱۲۔۴۱۳...... ۶ نزھۃ ج: ۷۔ ص: ۱۹۸

۷ نزھۃ ج: ۷۔ ص: ۲۹۷...... ۸ نزھۃ ج: ۷۔ ص: ۴۔۲...... ۹ نزھۃ ج: ۷۔ ص: ۳۲۶

نفحات الانس، رشحات، مکتوبات، مثنوی معنوی وغیرہ اور حدیث میں مشکاۃ اور ترمذی پڑھیں۔ علومِ نقلیہ وعقلیہ کمالِ تحقیق وتدقیق اور انتہائی ذوق وشوق سے مکمل کیے ساری ساری رات مطالعہ میں گزار دیتے۔ خود فرماتے طالب علمی کے دوران اکثر رات مطالعہ میں گزر جاتی، حضرت جدِ امجد تہجد کیلئے اُٹھتے تو مجھے مطالعہ میں مصروف دیکھتے تو یہ حدیث پڑھتے: "اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِعَيْنَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا" اِلٰی آخر الحدیث

ترجمہ: تمہاری جان کا تم پر حق ہے۔ تمہاری آنکھ کا تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے۔

بیس برس کے قریب عمر میں دستارِ فضیلت پہنی، صحاحِ ستہ، مشکاۃ، المصابیح حصنِ حصین، دلائل الخیرات اور اعمالِ قول الجمیل کی اسناد حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے حاصل کیں اُنہوں نے اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ سے حاصل کیں[1]۔ حلقہ کے وقت توجہ کیلئے اپنے پیر ومرشد کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے چونکہ لوگوں کے ازدحام کی وجہ سے مکان بھر جاتا جب حضرت شیخ کی نظر آپ پر پڑتی تو اشارہ سے بُلا کر اپنی مسند کے ایک طرف بٹھا کر کافی دیر بڑی زور اور قوت سے آپ کو توجہ دیتے، اکثر آپ کے پیر ومرشد آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے: ہماری توجہ تمہاری جانب سے موقوف نہیں ہوتی حاضر وغائب یکساں رہتی ہے۔ اپنے شیخ کی عدم موجودگی میں والد گرامی سے توجہ لیتے۔

---

[1] آپ کے فرزند شاہ محمد مظہر فاروقی مجددی علیہ الرحمۃ نے مناقب ومقامات احمدیہ سعیدیہ میں ساری اجازات نقل کی ہیں۔ دیکھئے۔ مناقب ومقاماتِ احمدیہ سعیدیہ ص: ۷۲ تا ۷۴

تکمیلِ سلوک

پندرہ برس کے عرصہ میں اپنے پیرومرشد حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ کی خدمت میں رہ کر خاص توجہات سے سلوکِ نقشبندیہ مجددیہ آخر تک طے فرمایا اور اس خاندانِ عالی شان کی بلند نسبت حاصل کی، ہر مقام کی کیفیت آپ پر منکشف ہوئی۔ اپنے رسالہ ''انہارِ اربعہ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''حضرت پیرومرشد نے اپنی توجہات سے مقاماتِ مجددی سے مجھے سرفراز فرمایا، حسبِ استعداد ناقص کو ہر مقام کی کیفیات، برکات، حالات اور اسرار و انوار علیحدہ علیحدہ دریافت ہوئے بعض اسرار کو پوشیدہ رکھنے اور ان کو نہ بیان کرنے کا حکم دیا، سبحان اللہ! حضرت شاہ رحمہ اللہ کی قوتِ توجہ کیا بیان کی جائے ہر مقام میں جوں ہی پہلی توجہ دیتے یوں مکشوف ہوتا کہ اس مقام کو اپنے محل سے لاکر مجھ پر ڈال دیا یا مجھ لاشئی کو پستی سے اُٹھا کر اس مقام عالی میں داخل کر دیا اس نااہل پر حضرت کی جو شفقت و عنایت تھی اگر ساری عمر آپ کے آستانہ فیض نشانہ کی خاکروبی اپنی آنکھوں سے کروں تو بھی آپ کے حقِ تربیت کا عشرِ عشیر بھی ادا نہ ہوگا ؎

گر برتنِ من زباں شود ہر موے
یک شکرِ تو از ہزار نتوانم کرد

ترجمہ: ''اگر میرے جسم پر ہر بال زبان بن جائے تو بھی آپ کے شکر کا ہزارواں حصہ بھی نہ ادا کرسکوں گا''۔

ایک روز آپ نے انتہائی بندہ نوازی سے اس غلام کو طلب فرما کر اپنے قریب بٹھایا پھر حضرات پیرانِ کرام رحمہ اللہ علیہم کی ارواح مبارک کو فاتحہ پڑھ کے متوجہ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ حضرت سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت مجدد الفِ ثانی، حضرت خازن الرحمۃ شیخ محمد سعید حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمہم اللہ تشریف لائے، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ حضرت شیخ کی جگہ تشریف فرما ہیں اور حضرت مجدد الفِ ثانی رحمہ اللہ کے سر کے اوپر تھوڑے سے فاصلہ پر ہوا

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی توجہ اس فدوی کی جانب مبذول فرماتے ہیں۔ فیض حضرت مجدد الفِ ثانی رحمہ اللہ کے واسطہ سے اس خاکسار تک پہنچتا ہے اور اس ذرہ بے مقدار کو درخشاں کرتا ہے ایسی عجیب وغریب کیفیت حاصل ہوئی نہ قلم کو لکھنے کی قوت نہ مجھے لکھنے کی طاقت دیر تک بے ہوشی کے عالم میں نسبتِ خاصہ کے دریا میں ڈوبا رہا، اسی دوران عیدِ قربان کے دن مجمعِ عام میں اس سگِ آستانہ کو دستار، کلاہ اور پیرہن خاص اپنے دستِ مبارک سے پہنایا اور اجازت وخلافتِ مطلقہ سے اعزاز بخشا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حضرت پیر دستگیر کی توجہ، برکت اور عنایت سے اس خاندان کی نسبت حاصل ہوئی حق تعالیٰ قادر ہے۔ دلی تمنا حاصل ہوئی۔

آپ فرمایا کرتے کہ حضرت شاہ صاحب نے مجھے سیر مرادی اور مشرب محمدی کی بشارت دی، الغرض حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک ان کے خلفاء میں آپ کا بڑا مقام تھا۔ آپ کے ہزاروں مریدین اور سینکڑوں خلفاء میں چار خلفاء کو نمایاں مقام حاصل تھا۔ ۱۔ حضرت شاہ ابوسعید مجددی۔ ۲۔ حضرت شاہ احمد سعید۔ ۳۔ شاہ رؤف احمد مجددی۔ ۴۔ حضرت مولوی بشارت اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہم۔

چنانچہ یہ امتیاز حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ کے مکاتیب شریفہ سے ظاہر ہے آپ نے خود اپنے خلفاء کے احوالِ مقامات میں پہلا نام آپ کے والد گرامی حضرت شاہ ابوسعید اور دوسرا آپ کا چنانچہ تحریر فرماتے ہیں: ”حضرت احمد سعید فرزند حضرت ابوسعید علم وعمل، حفظِ قرآنِ کریم اور احوالِ نسبتِ شریفہ میں اپنے والد ماجد کے قریب ہیں[۱]“ نیز تحریر فرماتے ہیں: حضرت احمد سعید فرزند حضرت ابوسعید حافظ وعالم وفاضل اپنے والد ماجد سے کم نہیں ہیں، طریقہ کی اجازت فقیر سے حاصل کی ہے۔[۲]

مولوی محمد جان[۳] رحمہ اللہ علیہ فرمایا کرتے: حضرت شاہ صاحب آپ کی بلند استعداد، سیر وسلوک کی سرعت کی بہت تعریف وتوصیف فرماتے تھے۔ ایک دفعہ میں حضرت مرشد کی خدمت میں حاضر تھا آپ اپنے والد گرامی کے ہمراہ وہاں موجود تھے حضرت شاہ صاحب

۱۔ مکاتیب شریفہ ۲۔ مکاتیب شریفہ ص

۳۔ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ مکہ مکرمہ میں صاحب ارشاد تھے اور وہیں وصال ہوا۔

حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا: ان دونوں میں عالی مرتبہ اور فاضل کون ہے؟ کسی نے جواب نہ دیا پھر خود ہی فرمایا ''میری نظر میں پسر پدر سے بہتر ہے''۔

آپ کے والد گرامی فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب فرمایا کرتے: مجھ ناکس سے چار شخص ظاہر ہوئے ابو سعید، احمد سعید، رؤف احمد بشارت اللہ۔ اپنے مکتوبات میں زیبِ قلم فرمایا: حضرت ابو سعید حضرت احمد سعید، حضرت رؤف احمد، مولوی بشارت اللہ میرے برگزیدہ اصحاب سے ہیں[1] اور نیز تحریر فرماتے ہیں:

حضرت ابو سعید أَسْعَدَهُمُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ أحمد سعيد جَعَلَهُ اللّٰهُ مَحْمُوْداً رؤف أحمد رأف اللّٰهُ بِهٖ بشارت الله جَعَلَهُ اللّٰهُ مُبَشِّراً بِقَبُوْلِهٖ۔

اللہ تعالیٰ تم چار شخصوں کو سلامت رکھے، ارتباطِ محبت بہتر قرابت ہے اور ہر ایک کی عمر میں برکت عطا کرے تاکہ طریقہ (نقشبندیہ مجددیہ) شہرت اور رواج پائے۔[2]

حضرت شاہ احمد سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت مرشد گرامی نے مجھے اپنی خاص امامت سے شرف یاب فرمایا تھا اور آپ کے حکم سے آپ کی حیات میں آپ کے مریدین کو توجہ دیتا، سلوکِ طریقت کے رسائل پڑھاتا اور مقاماتِ مجددیہ کی تحقیقات انہیں سمجھاتا۔

چنانچہ حضرت سید اسماعیل مدنی[3] حضرت مرزا غفور خرجی[4] جیسے اکابر خلفاء آپ سے توجہ لیتے اور رسائل تصوف پڑھتے آپ کے والد گرامی کی کوئی تعریف کرتا تو فرماتے ''میں اس لائق نہیں ہوں میرے بڑے فرزند جامعِ کمالاتِ ظاہری و باطنی ہیں وہ قابلِ تعریف ہیں''۔

فرماتے ہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عنایتِ خاص مجھ پر ہے چنانچہ اُنہوں نے اپنی خلافتِ خاصہ سے مجھے مشرف فرمایا ہے، اور آپ کے مقاماتِ خاصہ میں اسی لئے کمال قوت حاصل ہے۔

---

[1] مکاتیب شریفہ [2] مکاتیب شریفہ ص :

[3] ساداتِ مدینہ منورہ سے تھے پہلے مولنا شیخ خالد مجددی شامی سے استفادہ کیا پھر حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ سے اکتسابِ فیض کیا اور خلافت سے سرفراز ہوئے عالم، محدِث، قوی التوجہ اور صاحب کشفِ صحیح تھے۔ ان کے بارے میں حضرت شاہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''ایں سیّد مدنی بادراک من مقدور نیست والعلم عند اللہ سبحانہ'' مکاتیب شریفہ ص ۱۵۔

[4] تمیں برس حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٖ کی خدمت میں رہے نسبتِ مجددی میں غرق تھے بہت قوی التوجہ تھے، لطائف پر ذکر جاری کرنے اور سلب امراض کیلئے حضرت شاہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو مقرر کیا ہوا تھا۔ بہت سارے مریدین نے آپ سے فائدہ اُٹھایا اور بعض خلافت سے بھی شرف یاب ہوئے۔ مقاماتِ احمدیہ سعیدیہ ص: ۵۷

اوراد و وظائف' عبادات اور معمولات

آپ نیند سے بیدار ہو کر ادعیۂ ماثورہ پڑھتے' بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو بایاں پاؤں اندر رکھتے اور نکلتے ہوئے دایاں پاؤں باہر رکھتے' کمالِ آداب کے ساتھ وضو کر کے طویلِ قیام سے نمازِ تہجد ادا فرماتے۔ سُنّتِ فجر ادا کر کے وقتِ اسفار ہی مسجد تشریف لے جاتے' نمازِ فجر میں طولِ قنوت سے سوۂ ق' سورۂ قمر' سورۂ رحمان' سورۂ الملک وغیرہ کی قراءت کرتے۔ جمعۃ المبارک کے دِن الٓـم تـنـزیل پہلی رکعت میں اور سورۂ دھر دوسری رکعت میں کمالِ خشوع وخضوع تجوید و ترتیل کے ساتھ پڑھا کرتے بعد از نماز اس وقت کے اذکار کے فراغت کے بعد مقتدیوں کی طرف دائیں جانب متوجہ ہو کر ہاتھ اُٹھا کر دعا فرماتے' پھر اصحاب و مریدین سلام و دست بوسی کی سعادت حاصل کرتے۔ مزارات شریفہ (حضراتِ ثلاثہ' حضرت مظہر جانِ جاناں' حضرت شاہ غلام علی' آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہم) پر حاضر ہوتے وہاں تھوڑی دیر رُکتے' سلام اور فاتحہ پڑھ کر تسبیح خانہ تشریف لے جاتے۔ خود صبح کی دعائیں' اذکار' حزبُ البحر' دعائے سیفی اور شجرۂ مشائخ پڑھنے میں مشغول ہو جاتے اور طالبین حاضر ہو کر ختماتِ شریفہ پیرانِ کبار پڑھنے لگتے جب فارغ ہوتے تو ان کو توجہ دیتے اکثر یہ حلقہ ایک گھنٹہ سے زائد ہوتا۔ سورج بہت بلند ہو جاتا تو نمازِ اشراق چار رکعت دو سلاموں سے پڑھتے پہلی دو رکعت خفیف تیسری میں سورۂ یاسین یرجعون تک اور چوتھی میں سورۃ آخر تک پڑھتے' پھر دعائے استخارہ پڑھتے أن هـذا الأمر کی جگہ أن ما أعـمـل هـذا اليـوم پڑھتے' ضرورت مند اپنی ضروریات کیلئے بکثرت آتے' امراض کیلئے تعویذات لکھنے' مریضوں کو دم کرنے اور پانی دم کرنے میں مصروف ہو جاتے۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کی ذاتِ بابرکات کو کیمیائے ظاہری و باطنی بنایا تھا ہزاروں جسمانی و باطنی مریض آپ کے انفاسِ قدسیہ سے شفایاب ہوتے۔

تدریس:

پھر علومِ دینیہ کی تدریس میں مشغول ہو جاتے آپ کا معمول اس طرح تھا کہ اگر طالب علم سطحی ہوتا تو دقت اور حلِ اغلاق کی طرف توجہ نہ کرتے اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے اور ظاہراً اس کی جانب توجہ کرتے لیکن باطنی لحاظ سے اپنے احوال میں مستغرق رہتے۔ اور اگر طالب علم ذہین اور ذکی ہوتا تو کتاب حل کئے بغیر آگے نہ جاتے مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ ہوتے مکمل تحقیق فرماتے جب تک عقدہ حل نہ ہوتا بحث کو ترک نہ فرماتے۔ اگرچہ بہت سارا وقت صرف ہو جائے۔ کتب کی شروح اور حواشی کی طرف رجوع فرماتے کتاب کی بحث سے زیادہ تقریرات نہ فرماتے مختصر گفتگو پسند فرماتے۔ کتب معقول قطبی پر قطبی دیر تک پڑھاتے اس سے زیادہ اگر طالب ہوتا تو اسے علماءِ معقول کی طرف بھیج دیتے' فرماتے اس فن کی ساری کتب میں نے پڑھی ہیں اور تدریس پر بھی قدرت رکھتا ہوں لیکن ان میں مشغولیت فضول ہے۔ اہم امور دوسرے ہیں۔

تفسیر' حدیث' فقہ اور اصول کو پوری متانت و وضاحت سے پڑھاتے' صرف' نحو معانی اور بیان کو بقدرِ ضرورت اور تصوف کے معارف خصوصاً حقائق و دقائقِ حضرت امامِ ربانی قدس سرہٗ میں بحرِ مواج تھے۔ ہر عقدہ لاینحل آپ کے سامنے واضح تھا۔

فتاویٰ :

فتویٰ نویسی اپنے والدِ گرامی کی موجودگی میں آپ کا پرانا معمول تھا اور فرماتے اگرچہ فتویٰ لکھنا ہمارا معمول نہیں اور نہ ہمارے مناسب حال ہے لیکن اس آخری پرفتن دور میں جبکہ جہلاء اپنے آپ کو علماء قرار دے رہے ہیں بدوں علم خلقِ خدا کو گمراہ کرنا شب و روز کا معمول بنایا ہوا ہے۔ مجبوراً احقاقِ حق ہم پر واجب ہے حدیث نبوی علٰی مَصْدَرِهَا اَلْفُ اَلْفُ صَلَاةٍ وَّسَلَامٍ میں وارد ہے کہ "اِذَا ظَهَرَتِ الْفِتَنُ فَلْيُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهٗ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ وَلَا يَقْبَلُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا"

ترجمہ: "جب فتنوں کا ظہور ہو تو عالم کو اپنے علم کا اظہار کرنا چاہئے۔ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ' فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو نہ اس سے صدقہ قبول ہوگا اور نہ ہی معاوضہ"۔

لہٰذا آپ نے فرقہ وھابیہ کے ابطال کے رد میں جو اس وقت ہندوستان میں ظاہر ہوا تھا۔ بڑی جدوجہد کی اور فتاوی بلکہ تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ مسائل اربعین۔ الفوائد الضابطہ فی اثبات الرابطہ۔ الذکر الشریف فی دلائل المولد المنیف جیسے رسائل اور اس کے علاوہ متفرق فتاوی تحریر کئے۔ جب تک آپ دہلی تشریف فرما رہے اس فرقۂ ضالہ کو آپ کی ہیبت و رعب کے باعث سر اُٹھانے کی طاقت نہ تھی۔

دن کا ایک پہر گزرنے کے بعد گھر تشریف لے جاتے' اہل و عیال کے ہمراہ کھانا تناول فرماتے انتہائی قلیل الاکل تھے دونوں وقت ایک پاؤ سے زائد نہ کھاتے۔ کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ دھوتے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے شروع کرتے۔ چھوٹے لقمے لیا کرتے اور پانی تین سانس میں آہستگی کے ساتھ پیتے' فراغت کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ اَشْبَعَنَا وَاَرْوَانَا وَاَنْعَمَ عَلَيْنَا مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنَّا وَلَا قُوَّةٍ مِمَّنْ لَا مُؤْوِیَ لَهٗ وَلَا كَافِیَ لَهٗ۔ پڑھتے' بعد ازاں تسبیح خانہ جا کر درس شروع کر دیتے۔ دوپہر کے قریب تھوڑی دیر کیلئے لیٹ جاتے اس وقت کتاب آپ کے ہاتھ میں ہوتی اگر نیند آتی تو فبہا ورنہ اٹھ کر بیت الخلاء سے فارغ ہو کر وضو مسواک اور کتبِ فقہ میں منقول ادعیہ کے ساتھ وضو اہتمام سے کرتے۔ سُنَّتِ ظہر پڑھ کر اپنی مسجد میں تشریف لے جا کر نمازِ ظہر طولِ قنوت کے ساتھ پڑھتے۔ دعا کے بعد (جو قبلہ رو ہو کر کرتے) اپنی مجلس میں آ کر اذکار' ادعیہ' حزب البحر پڑھ کر قرآنِ کریم کی تلاوت میں مشغول ہو جاتے اسی دوران مریدین ختمِ مشائخ کرام میں مصروف ہوتے فراغت کے بعد احبابِ طریقت کو توجہ دیتے پھر دوبارہ تدریس شروع کر دیتے خصوصاً اس وقت مثنوی مولانا روم علیہ الرحمہ کا درس ہوتا اور درمیان میں مناسب حال اولیاء کے مجاہدات' ریاضات کا ذکر کرتے اور ان کی اقتداء پر ترغیب دلاتے۔

جب اذانِ عصر ہوتی تو چار رکعت سُنَّتِ عصر ادا کر کے مسجد تشریف لے جاتے فرض کی ادائیگی کے بعد دائیں طرف مقتدیوں کی جانب منہ کر کے دعا فرماتے پھر خلوت خانہ میں آ کر اذکار و ادعیہ سے فارغ ہو کر مکتوباتِ امامِ ربّانی رحمہ اللہ پڑھاتے جو اسرار رموز آپ

بیان کرتے کسی کے فہم میں نہ آتے۔ غروبِ آفتاب سے تھوڑا پہلے تسبیح، تہلیل اور استغفار میں مشغول ہو جاتے۔

اذانِ مغرب کے فوراً بعد مسجد جا کر نماز ادا کرتے دعا قبلہ رو ہو کر فرماتے پھر مزاراتِ شریفہ حضراتِ ثلاثہ نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَھُمْ کی طرف متوجہ ہوتے وہاں مختصر قیام میں سلام اور فاتحہ پڑھ کر اپنے مکان میں تشریف لاتے، سُنَّتِ مغرب پڑھتے ادعیہ، اورادِ شام، حزبُ البحر اور شجرۂ پیرانِ کبار پڑھ کر دو رکعت نمازِ استخارہ اور صلاۃِ اوّابین طولِ قیام سے ادا فرماتے۔ مریدین ختم پڑھتے یہ سلسلہ پھر اذانِ عشاء تک بعض اوقات ثلثِ شب تک جاری رہتا۔ پھر سُنَّتِ عشاء ادا کرتے اور مسجد جا کر فرض ادا کرتے دُعا قبلہ رو ہو کر مانگتے پھر جلدی سے تسبیح خانہ آ کر سُنَّت، وتر اور اس کے بعد دو رکعت ادا کرتے۔ حزب البحر پڑھ کر سُرمہ بھی اسی وقت تین تین سلائیاں دونوں آنکھوں میں لگاتے پھر گھر جا کر اہلِ خانہ اور فرزندوں کو جمع کر کے کھانا کھاتے۔ کھانا کھانے کے بعد نساءِ صالحات کا حلقہ ہوتا ان کو توجہ دینے کے بعد خواب گاہ میں تشریف لے جاتے اور ایک ہزار درود شریف کا سونے سے پہلے وِرد کرتے۔

جمعۃ المبارک کے دِن معمول کے درود شریف کے علاوہ درود کبریتِ احمر[1] ظہر یا عصر کے بعد پڑھتے۔ ہمیشہ نماز کی خود امامت کراتے۔ خطبۂ جمعہ و عیدین بھی خود دیتے اپنی مسجد میں بڑی ہیبت و جلال کے ساتھ عصا ہاتھ میں لیے ہوئے منبر پر جلوہ افروز ہوتے۔ نمازِ جمعہ میں سورۂ جمعہ و منافقون اور کبھی سورۂ اعلیٰ و سورۂ غاشیہ، نمازِ عیدین میں سورۂ ق، سورۂ قمر یا سورۂ رحمٰن کی تلاوت کرتے۔

رمضان المبارک میں تین ختم قرآنِ کریم کرتے جس کے باعث ہر روز نصف شب گزر جاتی۔ اس ماہ مبارک میں مشغولیتِ افطاری کے باعث مغرب کے بعد حلقہ توجہ نہ ہوتا۔ صلاۃِ تنجینا جو اس وقت کا معمول ہوتا اس وقت کی بجائے نمازِ ظہر کے بعد ادا کرتے اور کبھی نمازِ تراویح کے بعد ادا ہوتا۔ کبھی دو آخری عشروں میں حلقہ بھی فرماتے لیکن پہلے عشرہ میں چونکہ خود قرآن کریم

---

[1] حضرت سیدی شیخ عبد القادر گیلانی بغدادی قدس سرہ کی تالیف ہے جو مختلف سلاسل طریقت کے اوراد و وظائف میں شامل ہے۔ آپ کی درود شریف پر دوسری تالیفات بھی ہیں جن میں بشائر الخیرات اور فعل الخیرات شامل ہیں۔

سُناتے اس لئے ضعف ہو جاتا اور فراغت کے بعد آرام فرماتے۔ دوسرے عشرہ میں فرزندِ کلاں شاہ عبدالرشید علیہ الرحمہ اور تیسرے عشرہ میں اپنے منجھلے فرزند شاہ محمد مظہر علیہ الرحمہ سے سُنتے۔ آخری عشرہ میں اگر کوئی عذر نہ ہوتا تو اعتکاف بھی فرماتے۔ عید کے دِن کوئی خوش الحان مطرب حاضر ہوتا تو بلا منکراتِ شرعیہ چند غزلِ عاشقانہ سُنتے اور اسے کوئی چیز عنایت کر کے رُخصت فرماتے۔ اپنے حسبِ ذیل مشائخ کا عرس کرتے۔

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ غلام علی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہِ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد معصوم فاروقی قدس سرہٗ العزیز

عرس مبارک کا طریقہ یہ ہوتا کہ صرف ختمِ قرآنِ کریم کر کے شیرینی تقسیم فرماتے۔

مولد شریف ماہ ربیع الاوّل کی گیارہ تاریخ خود پڑھتے۔ حضرت باقی باللہ حضرت نظام الدین اولیاء، خواجہ قطب الدین، حضرت خواجہ معین الدین اور خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہم کے عرس مبارک میں شرکت کرتے ورنہ اپنے گھر میں دعا کا اہتمام کرتے۔ صبح و شام اور باقی اوقات کی ادعیہ ماثورہ حصنِ حصین کے موافق پڑھنے کا معمول تھا۔ حضرت شاہ محمد مظہر فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ ادعیہ اور معمولہ دعائے حزب البحر اور درود کبریتِ احمر نقل فرمائی ہیں[1] اور حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمہ کے حزبُ البحر پڑھنے کا مفصل طریقہ تحریر فرمایا ہے۔[2]

---

[1] دیکھئے مناقب و مقامات احمدیہ سعیدیہ (فارسی) ص ۱۲۹ تا ۱۵۴

[2] دیکھئے مناقب و مقامات احمدیہ سعیدیہ (فارسی) ص ۱۰۰ تا ۱۰۷

سجادہ نشینی

حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ العزیز کا وصال ۲۲/صفر ۱۲۴۰ھ میں ہوا۔ وصال سے قبل حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند' خانقاہ اور مکانات حضرت شاہ ابوسعید فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرما دیئے آپ ۹ سال ۳ ماہ خانقاہِ عالیہ حضرت شاہ غلام علی (دہلی) کی مسندِ خلافت پر متمکن رہے۔ جمادی الاخری ۱۲۴۹ ہجری کو آپ کے والد ماجد پر زیارت حرمین شریفین کا شوق غالب ہوا اپنی اور اپنے پیرومرشد حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ کی مسند پر آپ کو بٹھایا' خانقاہ شریف کا نظم ونسق اور کتب خانہ کی تولیت آپ کے سپرد کی۔ تینتیس برس کی عمر میں مسندِ نقشبندیہ مجددیہ پر براجمان ہوئے کمال استقامتِ ظاہری و باطنی سے اپنے آبائے کرام اور مشائخِ عظام کی جگہ بیٹھے تو لوگ اطرافِ عالم (ہندوستان' خراسان' بلخ' بخارا وغیرہ) سے علومِ ظاہری و باطنی کیلئے رجوع کرنے لگے۔ اپنے والد گرامی کی زندگی میں درس و تدریس کا شغل جاری رکھا لیکن جب سجادہ نشین ہوئے تو سینکڑوں لوگ استفادہ کیلئے حاضر ہونے لگے' آپ کا فضل وکمال دنیا میں مشہور ہوا۔ بڑے بڑے علماء وفضلاءِ وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر علومِ ظاہری اور سلوکِ باطنی کا استفادہ کرتے طالبین ومریدین کی طرف آپ کی توجہ ترتیب کے ساتھ مصروف رہتی ہر شخص کو اس کی استعداد کے مطابق تعلیم فرماتے بعض تفصیلی سلوک سے بہرہ ور ہوئے اکثر سلوکِ اجمالی سے شرف یاب ہوئے' کوئی غائبانہ توجہ سے مقاماتِ سلوک کی ترقیات حاصل کرتا' کسی کو بطورِ طفرہ[1] توجہ فرماتے' بعض کو ریاضت ومجاہدات کا حکم دیتے بعض کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے غرض آپ کا وجود شریف طبیبِ حاذق کی طرح تھا ہر ایک کے مضرات ومنافع دیکھ کر اس کی تربیت فرماتے۔ بہت سے علماء علمِ ظاہری کے استفادہ کیلئے حاضر ہوتے اور بے شمار تو علم ظاہر و باطن سے مشرف ہوئے۔ آپ خود ایک عریضہ میں اپنے والد ماجد کے نام تحریر

---

[1] اصطلاحِ صوفیہ میں اس سے مراد سلوکِ مقامات بطورِ عبور شیخ کے تصرف سے بے حصولِ تمکین طے کرنا ہے۔ بدر

کرتے ہیں: احوالِ طالبین روز بروز در ترقی وتزائد است طالبے ملا پیر محمد نام روزے چند بافقیر نشست و برخاست نمود عجائب وغرائبِ احوال بیان می کرد بالجملہ کارِ سنین درار بعین تمام کردہ از اجازت وخلافت مشرف گشتہ بوطن مرخص شد۔[1]

دن میں تین مرتبہ حلقہ منعقد ہوتا۔ فجر، ظہر اور مغرب کے بعد پہلے مریدین درج ذیل ختمات مشائخِ کرام پڑھتے صبح ختم خواجگانِ نقشبندیہ جو سات نقشبندی مشائخ کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے جن کے اسماء حسبِ ذیل ہیں:

...... حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی

...... حضرت خواجہ عارف ریوگری

...... حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی

...... حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنی

...... حضرت خواجہ محمد بابا سماسی

...... حضرت خواجہ امیر کلال

...... حضرت خواجہ خواجگان محمد بن محمد بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہم

اس کا طریقہ یہ ہے:

سورۂ فاتحہ ۷ مرتبہ، اول و آخر درود شریف ۱۰۰، ۱۰۰ مرتبہ سورہ الم نشرح ۷۹ مرتبہ سورہ اخلاص ہزار مرتبہ۔

اس کے بعد ختم امامِ ربانی مجددالفِ ثانی حضرت احمد فاروقی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ

جو اس طرح ہے: اول وآخر درود شریف ۱۰۰، ۱۰۰ مرتبہ

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۵۰۰ مرتبہ

۵۰۰ کے بعد العَلِیُّ العَظِیْمُ معمول تھا۔

پھر اپنے پیر ومرشد حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ کا ختم ان الفاظ میں پڑھتے: یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۵۰۰ مرتبہ۔

---

[1] شاہ محمد مظہر فاروقی مناقب ومقاماتِ احمد سعیدیہ ص: ۷۸

نمازِ ظہر کے بعد یہ ختمات شریفہ پڑھتے:

غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل۔ ۵۰۰ مرتبہ۔

اول و آخر ۱۰۰، ۱۰۰ مرتبہ درود شریف۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رضی اللہ عنہ۔

يَا خَفِيَّ اللُّطْفِ أَدْرِكْنِي بِلُطْفِكَ الْخَفِيِّ۔ ۵۰۰ مرتبہ۔

اول و آخر ۱۰۰، ۱۰۰ مرتبہ درود شریف۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ۔ ۵۰۰ مرتبہ۔

اول و آخر ۱۰۰، ۱۰۰ مرتبہ درود شریف۔

نمازِ مغرب کے بعد

صلاۃ تنجینا ۳۱۳ مرتبہ پڑھ کر حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ والہ واصحابہ اجمعین کی روح پرفتوح کو ہدیہ کیا جاتا۔

پھر ختم خواجگانِ نقشبندیہ پڑھتے اور یہ الفاظ زائد کرتے۔

اَللّٰهُمَّ يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ يَا كَافِيَ الْمُهِمَّاتِ يَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ يَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ يَا أَحَلَّ الْمُشْكِلَاتِ يَا شَافِيَ الْمَرْضٰى[1] يَا مُسَبِّبَ الْأَسْبَابِ يَا مُجِيْبَ الدَّعْوَاتِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

ہر ختم کے شروع میں اہلِ حلقہ کے ہمراہ ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتے جس بزرگ کا ختم ہوتا اس کی روح کو ہدیہ کرتے اور اس کے وسیلہ سے فیضانِ فیوض اور ظاہری و باطنی حاجات کے حصول کی حق جل وعلا سے التجا کرتے۔

---

[1] اہلِ عرب اس طرح پڑھتے ہیں یعنی ''اے مریضوں کو شفا دینے والے'' اور اس میں دوسری روایت ''يَا شَافِيَ الأمراض'' ہے دونوں روایتیں درست ہیں۔ مقاماتِ خیر شاہ ابوالحسن زید ص: ۴۰۲

طریقِ بیعت

استخارہ یا قلبی شہادت کے بعد طریقہ شریفہ کیلئے قبول فرماتے پہلے پیرانِ کبار رحمۃ اللہ علیہم کی فاتحہ بلکہ سارے سلاسل کا نام بنام پکارکران سے امداد کے طالب ہوتے طالب کے دونوں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں مصافحہ کے انداز میں پکڑ کر اس طرح پڑھاتے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔تین بار استغفار ان الفاظ کے ساتھ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ بعدازاں تین مرتبہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَرَسُوْلًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

اور کبھی کسی پر عنایتِ خاص ہوتی تو یہ دعا بھی تین مرتبہ پڑھاتے ۔

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجیٰ عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ ۔

بعدازاں اسے طریقِ ذکر تعلیم فرماتے نیز تصورِ صورتِ مبارک کا حکم دیتے، توجہ دیتے اور طالب کی استقامت محبتِ مشائخ اور ان کی اتباع کیلئے دعا فرماتے ۔ اگر شرینی موجود ہوتی تو اپنے دست شریف سے پہلے طالب اور پھر سارے حاضرین میں تقسیم فرماتے اور تین وقت حلقہ شریفہ میں حاضر ہونے کا حکم دیتے اور اسے قوی توجہات دیتے یہاں تک کہ وہ متاثر ہو جاتا اگر طالب کی دنیا کی طرف توجہ اور اغنیاء کی مجلس میں رغبت دیکھتے تو اس کی طرف سرد دل ہو جاتے اور اگر عورت کی طرف اس کی توجہ دیکھتے تو اس سے مایوس ہو جاتے اور کلمہ استرجاع (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہ رَاجِعُوْن) پڑھتے فرمایا کرتے مبتدی کیلئے عورت سے زیادہ نقصان دہ کوئی چیز نہیں جو

اس میں مبتلا ہوا دنیادار ہو گیا طلب حق اس کے دل سے جاتی رہی اکثر یہ شعر پڑھتے ؎

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں　　　　ایں خیال است و محال است و جنوں

...... تو خدا کا طالب بھی بنتا ہے اور کمینی دنیا کا طالب بھی ہے ایسا ہونا صرف ایک خیال ناممکن اور پاگل پن ہے۔

فرماتے: اربابِ تنعم اور اغنیاء کے ساتھ مجلس طالب خدا کیلئے زہرِ قاتل اور سدِ سکندری ہے مجاریٔ فیض کے دروازے بند اور ظلماتِ کثیفہ کے پردے دل پر پڑ جاتے ہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زوجہ کریمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی:

" إياكِ و مَجَالَسِةَ الأَغْنِيَاءِ وَأَحِبِّىْ الْمَسَاكِيْنَ و قَرِّبِيُهِمْ " ۔

اغنیاء کی مجلس سے بچو' مساکین سے محبت رکھو اور ان کو اپنا قرب عطا کرو۔

فرماتے ہیں: مریدِ حق کسی طرف توجہ نہیں کرتا بلکہ غیر سے متنفر ہوتا ہے کیا خوب کسی نے کہا ہے ؎

سودائے تو اندر دلِ دیوانۂ ما است　　　　ہر چہ حدیثِ تست افسانۂ ما است

...... ہمارے دیوانے دل میں تیری محبت اور عشق سمائے ہوئے ہیں' تمہاری ہر بات ہماری ہی سرگذشت ہے۔

بیگانہ کہ از تو گفت او خویش منست　　　　خویشے کہ نہ از تو گفت بیگانۂ ما است

...... وہ پرایا جو تمہاری بات کرے وہ میرا اپنا ہے اور وہ اپنا جو آپ کی بات نہ کرے وہ ہمارے لئے پرایا ہے۔

طالبین سے جو شخص حجرہ کا دروازہ بند کر کے ذکر میں مشغول رہتا' حلقہ میں شریک ہوتا اسے پسند کرتے۔ لڑائی جھگڑے کرنے والا' لالچی' زیادہ ہنسنے والا اور شریر سے بہت نفرت کرتے۔

فرمایا: مولانا خالد شامی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداء سے رخصت تک اپنے حجرہ کا دروازہ بند رکھا حاجتِ ضروریہ کے سوا دروازہ نہ کھولتے' ایک بار چند علماءِ دہلی آپ کا شہرہ سن کر حاضر ہوئے کہ ان سے ملاقات کریں تا کہ ان کا علمی مقام معلوم کر سکیں اور مجھے سفارش کیلئے آگے کیا کہ آپ صاحبزادہ صاحب ہیں کہ شاید آپ کی وجہ سے دروازہ کھول دیں فقیر نے انہیں

بہت کہا کہ دروازہ کھولیں یہ فضلاء آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے ہیں اُنہوں نے کہا:
صاحبزادہ صاحب! من برائے ملاقاتِ کسی نیامدہ ام معذور دارید ''میں کسی کی
ملاقات کیلئے یہاں نہیں آیا مجھے معذور جانیں''۔

فرمایا: اسی حسنِ طلب سے آپ مرتبۂ علیا پر فائز ہوگئے مریدِ حق اسی طرح ہونا چاہئے
ہمارے بھی چند مرید اسی روش کے تھے جو باکمال ہوئے۔

طریقِ توجہ

ختمات سے فراغت کے بعد حاضرین مریدین کو اس طرح توجہ دیتے کہ اہلِ حلقہ میں ہر فرد اپنے مقامِ تعلیم کی جانب فیضِ الٰہی کا منتظر ہوتا۔ ہر شخص دوزانو مراقب بیٹھتا اور ہر شخص پر فرداً فرداً اس انداز سے توجہ فرماتے کہ تسبیح ہاتھ میں لیکر شمارِ انفاس کرتے اور سر مبارک کو ہلکی سی حرکت دیتے اس وقت آپ کے منہ سے ہلکی سی آواز بھی پیدا ہوتی اس طرح قوی ہمت کے ساتھ سالکین کے دل پر القائے فیض فرماتے ورودِ تجلیات ہر مقام عروج ونزول علیحدہ علیحدہ متوجہ الیہ پاتا کبھی بکمالِ ذوق وشوقِ عشقِ الٰہی اشعارِ رنگیں اور ابیاتِ دلکش سے صاحبِ شوق عاشقوں کے زخمی دلوں پر نمک پاشی کرتے ان میں سے چند اشعار یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

لقد لسعتْ حيةُ الهوى كبدي   فلا طبيبٌ لها ولا راقِ

ترجمہ: ''محبت کے سانپ نے میرے دل کو ڈس لیا ہے جس پر نہ کسی حکیم کا علاج کارگر ہے نہ جھاڑ پھونک کرنے والے کا دم''۔

إلَّا الْحَبِيْبَ الَّذِيْ شُغِفْتُ بِهٖ   فَعَنْدَهٗ رُقْيَتِيْ وَتِرْيَاقِيْ

ترجمہ: ''ہاں میرا محبوب جس پر میں فریفتہ ہوں اس کے پاس میرے لئے دم بھی ہے اور زہر کا علاج بھی۔

وَفَدْتُّ إلَى الْكَرِيْمِ بِغَيْرِ زَادٍ   مِنَ الطَّاعَاتِ وَالْقَلْبِ السَّلِيْمِ

ترجمہ: ''میں کریم ذات کی جانب سامان سفر یعنی عبادات اور قلب سلیم کے بغیر آیا ہوں''۔

فَحَمْلُ الزَّادِ اَقْبَحُ كُلِّ شَيْءٍ   اِذَا كَانَ الْوُفُوْدُ إلَى الْكَرِيْمِ

ترجمہ: ''کیونکہ جب کریم ذات کی جناب میں آنا مقصود ہو تو سامان سفر کو اُٹھانا سب سے بڑا کام ہے''۔

اُقْتُلُوْنِيْ اُقْتُلُوْنِيْ يَا ثِقَاتُ   اِنَّ فِيْ قَتْلِيْ حَيَاتًا فِيْ حَيَاتِ

ترجمہ: ''اے ثقہ لوگو! مجھے قتل کرو۔ مجھے قتل کرو۔ کیونکہ میرے قتل میں میرے لئے حیات در حیات ہے''۔

هَنِيْئًا لِاَرْبَابِ النَّعِيْمِ نَعِيْمُهَا   لِلْعَاشِقِ الْمِسْكِيْنِ مَا يَتَجَرَّعُ

ترجمہ: ''آسودہ حال لوگوں کیلئے ان کی آسودگی اور خوشحالی مبارک ہو مسکین عاشق کیلئے صرف ہجر میں

آنسوؤں کے گھونٹ ہی ہیں"۔

کیف الوصول إلی سعاد دونها　　　　قلل الجبالِ ودونهن خیوف

ترجمہ: "سعاد تک میری رسائی کس طرح ہوگی جبکہ اس سے پہلے پہاڑوں کی چوٹیاں اور ٹیلے واقع ہیں"۔

آن کس که ترا شناخت جان راچه کند　　　　فرزند و عیال و خانمان راچه کند

ترجمہ: "جس نے تجھے پہچان لیا وہ جان کو کیا کرے۔ اولاد اہل خانہ اور گھر کے سامان کو کیا کرے"۔

دیوانه کنی هردو جهانش بخشی　　　　دیوانۀ تو دو هردو جهان راچه کند

ترجمہ: "جسے تو اپنا دیوانہ بنا لیتا ہے اسے تو دو جہاں عطا فرما دیتا ہے' لیکن تیرے دیوانہ کیلئے دونوں جہاں کس کام کے"۔

تو بکارِ کسی نمی آئی　　　　بکنارِ کسے نمی آئی

ترجمہ: "تو کسی کے کام نہیں آتا تو کسی کی بغل میں نہیں آتا"۔

بچه امید میتوان مردن　　　　بمزارِ کسے نمی آئی

ترجمہ: "کس امید کے بل بوتے پر مرنے کی اُمید کی جا سکتی ہے' تو کسی کی قبر پر نہیں آتا"۔

مجنوں بخیالِ زلفِ لیلی دردشت　　　　دردشت بجستجوئے لیلی می گشت

ترجمہ: "مجنوں لیلیٰ کی زُلف کے خیال میں جنگل میں پہنچ گیا۔ وہ لیلیٰ کی تلاش میں بیابان میں گھوم رہا تھا"۔

می گشت همیشه برزبانش لیلی　　　　لیلی می گفت تازبانش می گشت

ترجمہ: "وہ گھوم رہا تھا اور اس کی زبان پر لیلیٰ کا نام تھا' جب تک اس کی زبان منہ میں حرکت کرتی رہی وہ لیلیٰ لیلیٰ ہی کہتا رہا"۔

برسرِ خاکِ ما بیا نغمۀ عشق برسرا　　　　کز جذباتِ شوقِ تو نعره زخاك برزنم

ترجمہ: "ہمارے مزار پر آؤ۔ عشق کا ایک گیت گاؤ۔ تاکہ تیرے عشق کے جذبات کے باعث قبر سے میں نعرہ ماروں"۔

بعد هزار سال اگر برقبرم گذر کنی　　　　مشك شود غبارِ من روح شود همه تنم

ترجمہ: "میرے مرنے کے ہزار سال بعد بھی اگر تو میری قبر کے پاس سے گزرے گا تو میری قبر کستوری بن جائے گی اور میرا سارا جسم روح بن جائے گا"۔

بے تو جاناں قرار نتوانم کرد　　احسانِ ترا شمار نتوانم کرد

ترجمہ: ''اے محبوب! تیرے بغیر مجھے آرام نہیں آسکتا۔ میں تیرے احسانات کا شمار نہیں کرسکتا''۔

گر بر تنِ من زبان شود ہر موئے　　یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

ترجمہ: ''اگر میرے جسم کا ہر بال زبان بن جائے تو بھی تیرے ہزار شکروں میں سے ایک بھی میں ادا نہ کرسکوں گا''۔

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی　　شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

ترجمہ: ''آنکھ جھپکنے کے برابر بھی تو اس محبوب سے غافل نہ ہو۔ ہوسکتا ہے کہ وہ تیری طرف دیکھے اور تجھے خبر نہ ہوسکے''۔

ہر جا کہ ترشح تو بینم　　در العطش آیم و نشینم

ترجمہ: ''جہاں کہیں بھی میں تیری ہلکی بوندا باندی بھی دیکھتا ہوں میں پیاسا بن کر بیٹھ جاتا ہوں''۔

ابجد عشق ترک جان باشد　　انتہا یش غرض چساں باشد

ترجمہ: ''عشق کی الف با دنیا کو چھوڑ دینا ہے۔ انتہا میں وہ کیونکر مقصود بن سکے گی''۔

ہنوز ایوانِ استغنا بلند است　　مرا فکرِ رسیدن ناپسند است

ترجمہ: ''استغنا کا محل ابھی بہت بلند ہے۔ میرے لئے وہاں تک رسائی کا خیال پسند نہیں ہے''۔

عرفی اگر بگریہ میّسر شدی وصال　　صد سال میتواں بہ تمنا گریستن

ترجمہ: ''اے عرفی! اگر رونے کے باعث محبوب کا وصال میسر آسکے تو اس کی تمنا میں سو سال تک رویا جاسکتا ہے''۔

اہلِ حلقہ کی عجیب حالت ہوتی کوئی حالت وجد میں، کوئی آہ و نالہ میں مبتلا، کوئی گریاں، کوئی خنداں، کوئی بے خودی کے دریا میں مستغرق، کوئی شورش و مستی میں بے تاب، کوئی جمالِ محبوبِ حقیقی کے مشاہدہ میں فنا، بعض عروج میں، بعض نزول میں، الغرض وہ وقت عجیب و غریب ہوتا جو دیکھنے پر موقوف تھا۔

لذتِ مَے نشناسی بخدا تانہ چشی

ترجمہ: ''جب تک تو چکھ نہ لے شراب کی لذت تو نہ پہچان سکے گا''۔

مراقبہ کے اختتام پر بلند آواز سے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہتے اور دعا کیلئے ہاتھ اُٹھاتے کبھی اولیاء کرام اور مشائخِ عظام کا ذکرِ خیر فرماتے۔ حاضرین حلقہ دلی مقاصد اور قلبی مقاصد میں کامیاب ہوتے۔ ہر سال بہت سے لوگوں کو شرفِ اجازت و خلافت عنایت ہوتی' آپ فرماتے چونکہ زمانہ قربِ قیامت ہے' کفر و بدعت کی تاریکیاں دنیا کو گھیرے ہوئے ہیں' لہٰذا جتنا ممکن ہو اجازت یافتہ احباب کو طالبان کی رشد و ہدایت کیلئے بھیجا جائے تاکہ لوگوں کے دل انوار و ہدایت سے جلا حاصل کریں اور کفر و بدعت سے محفوظ ہوں۔ ہم عصر علماء و مشائخ آپ کے ظاہری و باطنی کمالات کے معترف تھے انتہائی تعظیم و تکریم سے پیش آتے بلکہ مخالفین کو بھی مخالفت و سرتابی کی ہمت نہ تھی۔ جب تک آپ دہلی تشریف فرما رہے فرقۂ وھابیہ کو دم مارنے کی مجال نہ تھی اس گروہ کا بڑی شدومد کے ساتھ قلمی و لسانی رد فرماتے چند رسائل اور کثیر تعداد میں فتاویٰ لکھے چونکہ بلند درجہ عالم تھے آپ کے کس رسالہ یا فتویٰ کا کسی نے رَد نہ لکھا' اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات کو دین متین کا حامی اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری و باطنی نائب بنایا تھا۔ آپ کا وجود مثلِ آفتاب جہاں تاب روشن کن جہاں واہلِ جہاں تھا۔

گر نہ بیند بروز شب پرچشم — چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

ترجمہ: ''اگر چمگادڑ کی آنکھ دن کو نہ دیکھ سکے تو اس میں سورج کا کیا گناہ ہے''۔

اے آفتاب روئے ترا شب بہ آفتاب — چشمک زند بدور تو شب بہ آفتاب

ترجمہ: ''اے میرے آفتاب! تیرا چہرہ رات کو بھی سورج کی مانند چمکتا ہے۔ میرے آفتاب کی طرف اس کی گردش کے وقت' رات آنکھ چرا کر دیکھتی ہے''۔

بے شمار لوگوں نے بالواسطہ اور بلاواسطہ فیض حاصل کیا۔ تفسیر' حدیث' فقہ' اصول اور تصوف کے دروس ہر روز ہوتے' آپ اپنی زبان گوہر فشاں سے عجیب نکتے' دقیق حقائق اسرارِ طریقت اور رموز شریعت اس انداز سے بیان فرماتے کہ سامع' کتنا ہی ذہین و طباع ہوتا قبول و تسلیم کے سوا چارہ نہ ہوتا۔

جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء میں آپ کا کردار

انگریز برصغیر پاک و ہند میں تاجروں کے روپ میں آئے، اور یہاں کے حکمران بن بیٹھے۔ اُنہوں نے ہندوستان کو اپنی تلوار سے فتح نہیں کیا بلکہ خود ہندوستانیوں کی تلواروں، رشوتوں اور سازشوں سے فتح کیا۔ ہر زمانہ میں ان کی پالیسیاں حد درجے کی دورُخی تھیں جن پر انہوں نے عمل کر کے یہاں کے ایک گروہ اور جماعت کو دوسرے گروہ اور جماعت سے بدظن کر کے اور آپس میں لڑا کر یہ حاصل کیا تھا۔ آغاز سے ملک پر ظالمانہ قبضے تک ان کا طرزِ عمل یہی رہا۔ اس دوران ایک وقت ایسا بھی آیا کہ مغلیہ خاندان کے تاجدار کی حکومت کی حدود صرف دہلی کے لال قلعہ تک محدود تھیں۔ آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر ایک بے بس تاجدار تھا۔ جس کی زندگی عبرتوں کا ایک مرقع ہے۔ اسی کے دور میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی لڑی گئی۔ اس جنگ کی مرکزی قیادت کی باگ ڈور اسی کے ہاتھ میں تھی۔

اس جنگ کے لڑنے سے پہلے انگریزوں نے اپنی حکومت کو دوام بخشنے کیلئے پادریوں کا ایک جال پورے ملک میں پھیلا رکھا تھا۔ جس کا مقصد وسیع پیمانہ پر یہاں کے لوگوں کو عیسائی بنانا تھا۔ تاکہ اس ملک میں عیسائی حکومت کے خلاف شورش کے امکانات ختم ہو جائیں۔ اس مقصد کیلئے انہوں نے بڑے معروف پادری ہندوستان میں درآمد کئے، جو انگریزوں کے زیرِ سایہ پوری بیباکی اور جرأت سے عیسائیت کی تبلیغ کرتے۔ یہاں کے مذاہب بالخصوص اسلام پر شدید نکتہ چینی کرتے اور ایسے سخت انداز میں کرتے کہ کوئی خوددار اور دیندار آدمی اسے برداشت نہ کر سکتا تھا۔ جس کے بعد یہاں کی آبادی کے لوگ بلا امتیاز مذہب و ملت انگریزوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ علماء، صوفیہ، نواب، جاگیردار، تاجر اور عوام سب نے مل کر ان کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر دیا۔ انگریزوں کے جہاد کی فرضیت کے مختلف علماء نے متعدد فتوے جاری کئے۔ ان میں ایک فتویٰ

۲ جولائی ۱۸۵۷ء کو جاری ہوا۔ جس پر دہلی کے چونتیس علمائے کرام کے دستخط ہیں۔

اس وقت حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ علیہ کی خانقاہ شریفہ کی مسند ارشاد پر فائز ہوئے پچیس برس ہو چکے تھے۔ اس عرصہ کے دوران آپ سے کثیر تعداد میں خلق خدا مستفید و مستفیض ہوئی۔ دہلی میں آپ کی ذاتِ بابرکات مرجعِ خاص و عام تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس فتوئے جہاد پر دستخط فرمائے۔ دستخط کنندگان میں آپ کے دستخط گیارھویں نمبر پر ہیں۔ اور آپ کے برادر اصغر شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کا نام تیرھویں نمبر پر ہے۔

اس جنگ آزادی میں بھی انگریزوں کے راشی' دغاباز' فریب کار ذہن نے اپنے کام دکھائے۔ جنرل بخت خان جو اس محاذ کا سپہ سالار تھا' کی زیر کمان فوج کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اور ۲۰/ستمبر ۱۸۵۷ء کو انگریزی فوج لال قلعہ کے اندر پہنچ گئی۔ انگریزی سپہ سالار نے لال قلعہ کے دیوانِ خاص کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا۔ انگریزوں کیلئے یہ بے حد خوشی کا مقام تھا انہوں نے یہاں شراب کی بوتلیں کھولیں اور ملکہ وکٹوریہ کا جام صحت نوش کیا۔ یہ لال قلعہ ۱۶۴۸ء میں تعمیر ہوا تھا۔ ۱۸۵۷ء میں اس کی تکمیل کو دوسو نو برس کا طویل عرصہ گزر چکا تھا۔ اس پورے دو صدیوں سے زائد محیط عرصہ میں پہلا موقع تھا جب یہاں کسی اجنبی حکمران کا جام صحت تجویز ہوا۔ بادشاہ گرفتار ہوا جس کو بعد میں کالے پانی کی سزا دی گئی۔

سقوطِ دہلی کے بعد سات دن تک شہر میں لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم رہا۔ درحقیقت یہ قتل و غارت گری نادر شاہ کے قتل عام سے ہزار گنا زیادہ تھی۔ مجاہدین آزادی پر نت نئے مظالم ڈھائے گئے۔ درندگی اور حیوانیت کی انتہا کر دی گئی۔ ان کو برہنہ کر کے تمام جسم کو گرم سلاخوں سے داغا گیا۔ سنگیوں سے ان کے جسم کو چھید کر دہکتی آگ پر بھونا گیا۔ ہزاروں لاکھوں عورتوں کی عصمت دری کی گئی۔ واجب القتل ہونے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہ تھی' صرف رنگ کا کالا ہونا ہی کافی تھا۔ بے شمار لوگوں کو پھانسی دی گئی۔

ان دل دوز اور دہشت ناک حالات میں بھی حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اپنی خانقاہ شریف میں پورے اطمینان اور دل جمعی سے اللہ تعالیٰ کی یاد اور اوراد و وظائف میں مشغول رہے آپ کے احباب اور عقیدت مند ہجرت کا مشورہ دیتے تو آپ جواب میں ارشاد فرماتے کہ میں اپنے مشائخِ کرام کے حکم پر یہاں بیٹھا ہوں ان کے اذن کے بغیر نہیں جا سکتا۔ بالآخر آپ

نے اپنے مشائخ کرام کی اجازت سے اپنی خانقاہ کوالوداع کہااور حرمین شریفین کے ارادہ سے دہلی کوالوداع کہا۔انگریزی فوج کے ایک افسر نے آپ کوشہید کرنے کا ارادہ بھی کیا' لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ بحفاظت حجاز مقدس پہنچ گئے۔

علمی میدان میں آپ نے اس جنگ آزادی میں سپہ سالار کا سا کردار نبھایا' لیکن آپ وطن کی آزادی کی خاطر یہ قطعاً گوارا نہ کرسکتے کہ اس آزادی کے نتیجے میں شعائر اسلامیہ کو مٹایا جائے۔وطن کی انگریزوں کے تسلط سے آزادی کیلئے جہاں مسلمان مجاہدین ان کے خلاف جنگ کررہے تھے۔وہیں ہندو بھی انگریزوں کے خلاف برسرپیکار تھے۔ان ہی ہندوؤں میں ایک متعصب گروہ بھی شامل تھا۔وہ دہلی میں داخل ہوکر مسلمانوں کے مذہبی شعائر کو مٹانے کی کوشش کرنے لگے۔جومسجدیں برسر بازار تھیں ان میں اہل اسلام کواذان دینے سے روکا اور پھر قربانی کو ختم کرنے کیلئے یہ منادی کرادی کہ گائے کی قربانی منع ہےاوراس پرآمادہ فساد ہوگئے۔شہر کے چار قصائیوں کوشہید کردیا۔جب ان کی سرکشی حد سے تجاوز کرگئی تو مسلمانوں نے جوابی کارروائی کا ارادہ کیا۔حضرت شاہ احمد سعید رحمہ اللہ علیہ نے سب سے پہلے ان کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔اور جہاد کا جھنڈا جامع مسجد کے سامنے نصب کردیا۔دین کے دشمنوں کے خلاف جہاد کی تلقین اور عام دعوت دی۔آپ کی اس دعوت پر عقیدت مند جوق در جوق وہاں جمع ہوگئے۔اکثر مجاہدین نے وہیں ڈیرہ ڈال دیا۔بہادر شاہ ظفر تک اس صورتحال کی خبر ہوئی توانہوں نے مفتی صدرالدین خاں رحمہ اللہ علیہ کوحضرت شاہ احمد سعید رحمہ اللہ علیہ کے پاس بھیجا۔بادشاہ نے اپنے قلم سے یہ شعرلکھ کر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ علیہ کے پاس ان کی معرفت بھیجا۔

رُخ متاب اے یار گر پیشت نیاز آرد کسے
نازنیں آں بہ کزو ہرگز نیازارد کسے

ترجمہ: اے دوست اگرکوئی تیرے سامنے عاجزی کا اظہار کرے تو تو اس سے منہ نہ موڑ محبوب وہی بہتر ہوتا ہے کہ اس سے کسی کی دل آزاری نہ ہو۔

ان دو اکابر کی باہمی گفتگو سے اس معاملے کوٹھنڈا کرنے میں مدد ملی۔ان حقائق سے عیاں ہوتا ہے۔آپ کے دل میں وطن کی آزادی کی تڑپ کے ساتھ ساتھ شعائر اسلامیہ کی حفاظت کا جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا۔

☆ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو ۱۸۵۷ء روزنامچے' معاصر تحریریں' یادداشتیں ص ۱۵۹۔۱۶۰ مرتبہ: محمد اکرم چغتائی

ہجرتِ حرمین شریفین زَادَهُمَا اللّٰهُ شَرَفاً

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی مجاہدین آزادی کی شکست پر فتح ہوئی۔ انگریز اپنی فریب کاری اور مقامی غداروں کی ریشہ دوانیوں سے ہندوستان پر قابض ہو گئے۔ آزادی کے متوالے فوجی افراد مئی ۱۸۵۷ء میں دہلی میں پہنچ آئے۔ اور بہادر شاہ ظفر کی سربراہی میں انگریزوں کے خلاف آزادیٔ وطن کی جنگ لڑنے لگے۔ لیکن ناقص بندوبست' غلط منصوبہ بندی اور اپنوں کی غداریوں کے باعث انہیں آہستہ آہستہ ہر میدان میں ناکامی ہو رہی تھی۔ اور انگریزی فوج آہستہ آہستہ اپنے قدم جما رہی تھی۔ اس وقت دہلی کی حالت بڑی ناگفتہ بہ تھی۔ انگریزی فوج نے رفتہ رفتہ اس کے نصف حصہ پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ آئے دن حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے تھے۔ لوگ پریشانی اور سراسیمگی کے عالم میں اپنا سارا مال واسباب اور جائیدادیں چھوڑ کر اپنی جانیں بچانے کی خاطر شہر سے باہر جا رہے تھے۔ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اپنے فرزندانِ گرامی اور مریدین کی خاصی تعداد کے ساتھ بہادر شاہ ظفر کے پاس تشریف لے گئے۔ اسے وعظ ونصیحت کی آزادی کی جدوجہد کے حق میں نیک تمناؤں کا اظہار فرمایا۔ اس سے قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فتوائے جہاد پر تائیدی دستخط فرما دیئے تھے۔ حالات کی نزاکت کے پیش نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اہل وعیال اور اعزہ واقرباء کو اپنے فرزند اکبر حضرت شاہ عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں شہر سے باہر پہنچا دیا تھا لیکن خود آپ خدام سمیت خانقاہ شریفہ میں قیام پذیر رہے۔ عمائدین شہر اضطراب اور پریشانی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ ان کو تسلی دیتے۔

آخر ۲۰/ستمبر ۱۸۵۷ء کا وہ نامبارک روز بھی دہلی کی فضاؤں نے دیکھا جب سقوطِ دہلی کا حادثہ فاجعہ پیش آیا۔ انگریز افسر ولسن اپنی فوج سمیت لال قلعہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوا۔ اس طرح مغلیہ خاندان کی حکمرانی کا سورج غروب ہو گیا۔ اس نے اس قلعہ کی دیوانِ خاص کو

اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا اور شراب کے ذریعہ انگلستان کی ملکہ وکٹوریہ کا جام صحت نوش کیا۔ لال قلعہ کے در و دیوار نے اپنی تکمیل کے دو سو نو سال بعد ایک انگریزی حکمران کو وہاں براجمان دیکھا۔

فتح حاصل ہونے پر انگریزی فوجیں بے گناہ شہریوں پر ٹوٹ پڑیں۔ گوالے ہر شخص کے گھر میں گھس جاتے مال و اسباب لوٹ لیتے۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں، جوانوں کو بے دریغ قتل کرتے۔ پھر روزانہ سینکڑوں بے گناہ آدمی گرفتار کر کے لائے جاتے بغیر تحقیق و تفتیش کے پھانسی کا حکم سنا دیا جاتا۔ قطار میں کھڑا کر کے باری باری پھانسی پر چڑھایا جاتا۔

حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اپنی خانقاہ شریف میں قیام پذیر رہے۔ بار بار آپ سے بھی شہر سے باہر نکل جانے کی گذارش کی جاتی، آپ جواب میں فرماتے: ''مشائخِ کبار کے حکم کے مطابق یہاں بیٹھا ہوں ان کے حکم کے بغیر نہیں جا سکتا''۔ تمہاری گزارش کے مطابق آج رات پوچھوں گا جو حکم ہوگا اس پر عمل کروں گا تہجد کے وقت فرمایا اجازت ہوگئی ہے اس دوران آپ بکمالِ استقامت اپنے معمولات میں مشغول رہے تین چار دنوں کے بعد سارا شہر خالی ہوگیا۔

خادم سے فرمایا کوئی سواری لاؤ حاضرین حیران تھے امراء مرد و خواتین پیدل و بے حجاب نکل گئے حضرت سواری طلب فرماتے ہیں آخر آپ کے حکم کے مطابق سواری تلاش کرنے کیلئے روانہ ہوئے محض آپ کے تصرف سے سواری مل گئی آپ نے اپنے رفقاء کے ہمراہ بوقتِ چاشت شہر سے کوچ فرمایا مگر اس وقت خانقاہ کی جانب انگریز کا قبضہ نہیں ہوا تھا گویا آپ کا وجود مبارک مانع تھا جب آپ وہاں سے نکلے تو سارے شہر پر قبضہ ہوگیا۔ مقبرہ منصور (جو شہر سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے) پہنچ کر آرام فرمایا، اس مقبرہ کے مجوسی خادم نے آپ کو خادموں کے ہمراہ دیکھ کر بدخلقی شروع کر دی۔ حضرت اپنے فرزند شاہ محمد مظہر علیہ الرحمہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''بلائے دردمنداں از در و دیوار می آید'' اور تبسم فرمایا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس مجوسی کو اس طرح مسخر کیا کہ وہ خود معذرت کرنے لگا باغ کے میوہ جات جمع کر کے حضرت کی خدمت میں پیش کیئے۔ ایک شب و روز وہیں رہے آپ کی برکت سے گرم کھانا بھی میسّر ہوا۔ دوسرے دِن وہاں

سے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مزار کی جانب متوجہ ہوئے جہاں آپ کے دیگر اہل وعیال پہنچ چکے تھے۔ راستہ میں ڈاکو جمع تھے جہاں سے کوئی آدمی نہ جا سکتا تھا۔ بہت سارے لوگ جمع تھے' حضرت کے تصرف اور قوت وغلبہ سے اس درگاہِ عالی میں پہنچے تین روز وہاں سے فیض یاب ہوئے آپ کے اشغال واذکار میں کوئی فتور نہ آیا گویا آپ کو خبر ہی نہ تھی کہ کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے۔ باقی لوگ تو اس مصیبتِ عامہ سے حواس باختہ ہو چکے تھے۔ جو عبادات اور اوراد ووظائف اور حلقۂ توجہ حسب معمول جاری رہا ان میں کسی قسم کا فرق نہ آیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمایت وعنایت شاملِ حال ہوئی' قطب صاحب[1] میں ایک انگریزی رسالدار نورنگ خان نامی[2] چند سواروں کے ہمراہ آپ کی حفاظت کیلئے حاضر ہوا اور حضرت کو جملہ متعلقین کے ہمراہ مقبرہ منصور (جو وسیع آرام دہ جگہ تھی) دوبارہ لے گیا۔

زوجہ محترمہ کا وصال:

یہاں آپ کی زوجہ محترمہ کا وبا کے عارضہ کے باعث وصال ہو گیا وہاں بحسن وخوبی تجہیز و تکفین کر کے نماز جنازہ ادا کی گئی' حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کے قریب حضرت سید نور محمد رحمہ اللہ کے پہلو میں آسودۂ لحد کیا گیا۔ یہ بھی محض حضرت کا تصرف تھا کہ ان مشکل و خوفناک حالات میں تکفین وتدفین ہو سکی ورنہ ایسا ممکن ہی نہ تھا۔[3]

حضرت نے وہاں اپنے مریدین اور رفقاء سے مشورہ کیا کہ اب یہاں سے کہاں کا عزمِ سفر ہونا چاہیئے' سب نے مختلف آراء پیش کیں آپ کے فرزندِ اکبر شاہ عبدالرشید رحمہ اللہ نے عرض کی سب سے افضل واعلیٰ سفر حرمین شریفین ہے آپ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور ترجیح دی۔ ہجرت کا مصمم ارادہ کر لیا' رسالدار سے اپنے ارادہ ظاہر فرمایا اس مصرع کے موافق ؎

عدو شود سبب خیر گر خدا خواھد

---

[1] اس سے مراد وہ جگہ جہاں خواجہ قطب الدین چشتی سنجری رحمہ اللہ کا مزار پر انوار ہے یہ دہلی شہر سے سات کوس بجانب جنوب واقع ہے۔

[2] نورنگ خان ابراھیم زئی قوم اور گنڈہ پور کے تھے آپ کے خلیفہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری کے مرید تھے۔ جنگِ آزادی میں انگریز فوج میں رسالدار تھے۔ حاجی دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید کی اس خدمت پر بڑے خوش تھے اور فرمایا ''نورنگ خان بہ یک عمل جنتی شد''۔

[3] شاہ محمد مظہر فاروقی مناقب ومقاماتِ احمدیہ سعیدیہ ص : ۱۹۸

حاکم نے راہداری کا پروانہ آپ کے نام مع جمیع متعلقین میں افغانی رسالدار کے ہاتھ آپ کی خدمت میں بھیجا۔

حضرت شاہ محمد مظہر تحریر فرماتے ہیں: کہ آپ نے فرمایا: خانقاہ سے نکل آئے ہیں اب حرمین شریفین کی جانب متوجہ ہونا چاہئے اور بقیہ عمر وہاں گزاریں تو عظیم سعادت ہے اپنے اس ارادہ سے رئیسِ افاغنہ کو آگاہ کیا اور فقیر کو فرمایا کہ تمہارا ایک استخارہ درست ہوا اور اُمید ہے کہ دوسرا بھی صحیح ہوگا ہم بخیر و عافیت حرمین شریفین داخل ہو جائیں گے۔

کرامت: اسی مقبرہ میں ایک عظیم واقعہ پیش آیا ایک انگریز افسر مع چند مسلح سوار آئے حضرت سے گذشتہ امور جو دہلی میں پیش آئے ان کے بارے میں گفتگو کی۔ ڈرایا دھمکایا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ حکومت آپ کے قتل پر آمادہ ہے۔ اس وقت حکمِ قتل کی آگ عام بھڑکی ہوئی تھی۔ آپ کی گفتگو میں کسی قسم کا خوف یا مرعوبیت ہرگز ظاہر نہ تھی بلکہ بکمالِ بشاشت و استقامت اس کے دلائل کا رد فرماتے کہ اسے تسلیم و سکوت کے بغیر اسے چارہ نہ تھا چہرہ مبارک پر کمالِ نورانیت و طمانیت ظاہر تھی اور وہ انتہائی غصہ وقہر سے تلوار نیام سے نکال کر بار بار جنبش دیتا اور لب کاٹنے میں مصروف تھا مگر حمایتِ الٰہی ایسی مانع تھی وہ گویا بے دست و پا تھا آخر عاجز ہو کر کہا تم کو اپنے ساتھ لے جا کر انتہائی ذلت سے پھانسی دیں گے حضرت نے فرمایا بہت اچھا ہم خود چلتے ہیں خادم سے فرمایا سواری لاؤ اس میں فرش رکھو' کتاب وظیفہ اور دیگر ضروری اشیاء نام بنام فرمائیں اس میں رکھ دو۔ حاضرین حیران تھے کہ یہ قتل کے ارادہ سے لے کر جا رہا ہے اور آپ حسبِ معمول حکم ارشاد فرما رہے ہیں الغرض آپ سوار ہوئے فرزندانِ گرامی برادران' مریدین اور خادمین سواری کے گرد کھڑے تھے۔ اس افسر پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ اچانک سوار ہو کر وہاں سے چل دیا اور ایک سوار کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ پیر صاحب سے کہو آپ ٹھہریں۔ حضرت سواری سے اُترے حسبِ عادت اپنے معمولات میں مشغول ہو گئے یہ بھی معلوم نہ ہوا کون آیا تھا کون گیا؟ اس کے جانے کے بعد اور بھی انگریز حکام آئے سخت و درشت گفتگو کرتے رہے۔

سوئے حجاز مقدس :

چند روز مقبرہ میں قیام فرما کر حرمین شریفین کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ دو تین دن چھاؤنی جو خاص مقامِ جنگ تھا ٹھہرے اذان و نماز جماعتِ کثیر کے ساتھ فرماتے تھے انگریزی حکام اپنی

آنکھوں سے دیکھتے لیکن چوں وچرانہ کرسکتے پنجاب وسندھ کے راستہ کم وبیش سوافراد کی معیّت میں بمبئی روانہ ہوئے ہر شہر وقریہ کے لوگ آپ کے قدوم برکت لزوم غنیمت جان کر حاضر ہوکر مستفید ہوتے دعا کراتے بے سروسامانی کے عالم میں لباس کے سوا پاس کچھ نہ تھا' اس قدر لمبے سفر کا ارادہ فرمانا آپ ہی کا کام تھا طرفہ یہ کہ ایسے وقت میں جبکہ سارے ہندوستان میں غدر واقع تھا' خصوصاً اہلِ دہلی کیلئے تفتیش وتلاشی کیلئے رکاوٹیں نافذ تھیں ہر جگہ وموقع پر حراست والے سپاہی آتے باز پرس اور تلاشی کرتے مگر کچھ نہ کرسکتے۔ ہر روز عجیب وغریب کرامات ظاہر ہوتی تھیں۔

شہر لدھانہ کے رستہ میں ایک رئیسِ افغاناں ملا وہ آپ کو حاکم کے پاس لے گیا اور کہا یہ تمام اہلِ ولایت کے پیر صاحب ہیں۔ بخارا سے تاشقند تک سارے آپ کے خادم ہیں' ہم ان کو اپنے گھر لے جاکر ان کی مہمان نوازی کریں گے۔ آپ نے فرمایا ہماری مہمان نوازی یہ کرو کشتی کا ٹیکس معاف کردو اور میاں خورشید مجددی جو عدمِ سلامتی کے باعث ہم سے جدا ہو گئے تھے اور یہاں قید تھے انہیں رہا کردو چنانچہ انہیں آپ کے اشارہ پر رہا کردیا گیا۔

موسیٰ زئی شریف ورود:

لاہور پہنچ کر اپنے خلیفہ حاجی دوست محمد قندھاری علیہ الرحمۃ کو درج ذیل مکتوب تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ......

میرے بھائی! عزیز وارشد حاجی صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ فقیر احمد سعید کی طرف سے سلام مسنون کے بعد مطالعہ فرمائیں فقیر ۱۰/ ربیع الثانی (۱۲۷۴ھ) کو لاہور سے ڈیرہ اسماعیل خان کی طرف روانہ ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ شاہ پور (ضلع سرگودھا) تک گاڑیاں کرلی ہیں ضروری ہے کہ پندرہ اونٹ' جن میں سے بارہ کجاوں کے ساتھ اور تین سامان کیلئے فوری طور پر شاہ پور روانہ فرمادیں تاکہ وہ وہاں سے اونٹوں پر سوار ہوکر آئیں۔ باقی حالات ملاقات پر واضح ہوں گے۔ والسلام۔[۱]

مکتوب شریف ملتے ہی حضرت حاجی علیہ الرحمۃ نے مطلوبہ اونٹ شاہ پور روانہ فرمادیئے اور خود اپنے مرشد ومربی کے استقبال کیلئے چند منزل آگے آئے۔ اور اپنی خانقاہ موسیٰ زئی لائے۔

---

[۱] مولانا محمد اسماعیل سراجی مجددی مواہبِ رحمانیہ ج: ۱۔ ص: ۷۶

حضرت حاجی صاحب نے اپنے اہل کو گھر سے نکال کر ایک علیحدہ خیمہ لگا کر اس میں ٹھہرایا اور حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمۃ کے اہل و عیال کو اپنے گھر میں آسودہ خاطر کیا' وہاں اطراف و جوانب خصوصاً خراسان سے مرد و زن جوق در جوق حاضرِ خدمت ہو کر زیارت کا شرف حاصل کرتے' حضرت حاجی صاحب نے چند روز بعد آپ کی خدمت میں اپنی خانقاہ موسیٰ زئی شریف اور مبلغ چھ ہزار روپے نذرانہ نقد پیش کیا اور عرض کیا کہ آپ یہیں قیام کریں تاکہ ہم ساری عمر آپ کی غلامی اور نیازمندی میں بسر کریں اور آپ کی توجہات سے اپنے باطن روشن کریں اس پر حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

فقیر کو آں محبّ کا نذرانہ اور خانقاہ شریف دونوں منظور ہیں لیکن یہ رقم تو آپ کی خاطر قبول کرتا ہوں مگر یہ خانقاہ مع خانقاہ دہلی دونوں آں محبّ کو ہبہ کرتا ہوں یہ دونوں خانقاہیں میری ہیں اور آپ ان کے متولی ہیں۔[1] اس خانقاہ میں تین ماہ آپ کا قیام رہا' یہاں آپ نے اپنے ہندو خراسان کے مریدین اور خانقاہ شاہ غلام علی دہلی حضرت حاجی دوست محمد قدس سرہٗ کے سپرد کی اور اپنے دستِ اقدس سے یہ تحریر حاجی صاحب کو عنایت فرمائی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَفْضَلَ الْحَمْدِ وَاَجَلَّهٗ وَاَعْلَاهُ كَمَا يَلِيْقُ بِجَنَابِ قُدْسِهٖ تَعَالٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْوَرٰى كَمَا يَنْبَغِىْ وَيَحْرٰى وَعَلٰى اٰلِهِ التُّقٰى وَاَصْحَابِهِ النُّقٰى اَمَّا بَعْدُ باعثِ تحریرِ ایں سطور آں کہ ازمدت آرزوئے زیارتِ حرمین شریفین زادهما اللّٰه شرفاً و کرامۃً دردل بود حالا ارادۂ الٰهی سبحانہ ۔ بآں منضم گردید و نیتِ طواف آں جا راسخ شد و متوجہ آں حدود مع اهل و عیال شدیم اللہ تعالیٰ از کرمِ خویش آں جا رساند لهٰذا مرقوم می سازم مریدانِ خود کہ در ہندوستاں و خراساں سکنت می دارند کہ بجائے من مقبولِ بارگاہ احد حاجی دوست محمد صاحب را کہ خلیفۂ من اند بدانند و توجہات

---

[1] محمد اسماعیل سراجی مجددی مواہبِ رحمانیہ ص : ۷۷۔۸۰

ازیشاں گرفتہ باشند وھو خَلِیْفَتِیْ وَیَدُہٗ کَیَدِیْ فَطُوْبٰی لِمَنِ اقْتَدٰی بِہٖ فَھُوَ خَلِیْفَتِیْ عَلَی الْاِطْلَاقِ بِاَیِّ طَرِیْقٍ یَأمُرُکُمْ فَعَلَیْکُمْ بِاِمْتِثَالِہٖ وَلَا یَجُوْزُ الْعُدُوْلُ عَنْ حُکْمِہٖ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ھَادِیاً وَمَھْدِیاً واھْدِ بِہِ النَّاسَ طُرّاً عَلٰی سَبِیْلِ الدَّوَامِ والْاِسْتِمْرَارِ وَ زِدْ فِیْ عُمْرِہٖ وَ رُشْدِہٖ وَصَلَاحِہٖ وَ فَلَاحِہٖ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ عَبْداً قَالَ اٰمِیْنًا وَالسَّلَامُ أوَّلاً وَّاٰخِراً۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کیلئے تمام حمدوں سے افضل، اجل اور اعلیٰ حمد ہے۔ جیسی اس کی پاک بارگاہ کے لائق ہے اور درود وسلام تمام مخلوق سے بہتر ہستی پر جیسا ان کی شان کے مناسب اور لائق ہے۔ نیز آپ کی صاحب تقویٰ آل اور آپ کے پاکیزہ صحابہ پر ہو۔

ان سطور کی تحریر کا باعث یہ ہے کہ ایک عرصہ سے حرمین شریفین کی زیارت کی آرزو دل میں تھی۔ اب ارادہ الٰہی اس کے ساتھ شامل ہو گیا۔ ان مقامات کے طواف کی نیت پختہ ہو گئی۔ اہل و عیال سمیت ہم نے ان حدود کی جانب رُخ کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے وہاں تک پہنچائے۔ لہٰذا ہندوستان اور خراسان میں رہنے والے اپنے مریدوں کے لئے یہ تحریر کرتا ہوں کہ مقبول بارگاہ احمد حاجی دوست محمد صاحب جو میرے خلیفہ ہیں۔ میرا قائم مقام خیال کریں، ان کی اس حیثیت کو جانیں۔ ان سے توجہات حاصل کریں۔ وہ میرے خلیفہ ہیں۔ ان کا ہاتھ میرے ہاتھ کی مانند ہے جس نے ان کی اقتداء کی اسے بشارت ہو۔ وہ علی الاطلاق میرے خلیفہ ہیں۔ جس طریقہ سے تم کو حکم دیں اس کی بجا آوری تم پر لازم ہے۔ ان کے حکم سے نافرمانی جائز نہیں ہے۔

اے بارالہا! اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔ اور تمام لوگوں کو اس کے وسیلہ سے ہمیشہ اور مسلسل ہدایت فرماتا رہ۔ یارب العالمین اس کی عمر، ہدایت اور صلاح وفلاح میں اضافہ فرمایا بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ اجمعین۔ اللہ تعالیٰ اس بندے پر اپنا رحم فرمائے جو اس دعا پر آمین کہے۔ وَالسَّلَامُ أوَّلاً وَّاٰخِراً۔

آپ نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی ضمنیت سے مخصوص فرمایا۔ اپنی خانقاہ، مکانات اور محل سراء ان کے حوالہ فرمائی اور انہیں اختیار دیا کہ وہاں جا کر خود رہیں یا کسی خلیفہ کو وہاں رہنے کا حکم دیں۔

حضرت حاجی علیہ الرحمۃ نے اپنے خلیفہ مولوی رحیم بخش اجمیری (المتوفی ۱۲۸۳ھ) کو حضرت شاہ احمد سعید رحمہ اللہ کی موجودگی میں خانقاہ شریف دہلی جانے کا حکم دیا وہ اسی وقت روانہ ہو گئے چنانچہ حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمۃ اہل وعیال سمیت موسیٰ زئی سے دریا کے رستے ٹھٹھہ نگر پہنچے، وہاں سے گھوڑا باری کچھ روز قیام کے بعد بمبئی پہنچے۔

جملہ ضروری سامان اس آیت شریفہ کے مطابق "وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ" غیب الغیب سے مہیا ہوا۔ اسی طرح بمبئی میں بھی سارا سامانِ دریا، جہاز وغیرہ تھوڑے وقت میں میسر ہو گیا موسم ختم ہوتے ہی احباب کی رکاوٹ اور خوف وخطر کے باوجود سارے متعلقین کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔

يَا سَلَامُ کا ورد:

جب آپ موسیٰ زئی سے حرمین شریفین کیلئے روانہ ہوئے۔ تو وداع کے وقت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

"ہمارے پیچھے یہ ختم شریف ہر روز پڑھتے رہنا اول وآخر درود شریف ایک سو اور درمیان میں يَا سَلَامُ ایک ہزار مرتبہ تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں سلامتی کے ساتھ حرمین شریفین پہنچا دے اور سارا سفر بخیر وسلامتی انجام پائے"۔

رمضان المبارک کے روزے جہاز میں رکھے اور تراویح میں ایک قرآن کریم ختم کیا۔ اگرچہ آپ کو سر دردی کا عارضہ پرانا تھا۔ کوئی ہفتہ اس سے خالی نہ گزرتا۔ حکماء نے بڑا علاج کیا کچھ افاقہ نہ ہوا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سر دردی رہا کرتی تھی۔ مجھے یہ مرض آپ کو جز نیت اور وراثت کے باعث ہے سب لوگ آپ کے سمندر کے سفر کے

بارے میں متفکر تھے کہ خشکی میں یہ حال ہے تو سمندری سفر میں کیا حال ہوگا۔ لیکن آپ تمام اہلِ جہاز سے بڑھ کر صحت مند تھے۔ وطن سے نکلنے کے بعد اس مرض کا نام ونشان باقی نہ رہا۔ یہ آپ کی واضح کرامت تھی۔ الغرض شوال (۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۸ء) کے آخر میں آپ جدہ بصحت وسلامتی اُترے مکہ مکرمہ کے بعض اعیان و مخلصین استقبال کی نیت سے حاضر ہوئے۔ جدہ کا حاکم بھی حاضرِ خدمت ہوا اور خدمت بجالایا' آپ کو مکہ مکرمہ تک اونٹ کرایہ پر لے کر دیئے۔ معززین شہر بھی زیارت اور دعاؤں کیلئے حاضر ہوئے اور بعض طریقہ میں داخل ہوئے۔

حج مبارک:

آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے بکمالِ شوق بیت اللہ شریف کا طواف کیا' جلوۂ مقصود کے مشاہدہ سے اعزاز پایا ارکانِ حج نہایت اہتمام سے ادا فرمائے۔ حرمِ محترم کے علماء ومشائخ حاضرِ خدمت ہوئے بعض نے آپ کے دستِ اقدس پر طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کی۔ استفادہ کیلئے حلقہ توجہات میں مستفید ہوتے۔ حلقہ شریفہ حرم محترم میں مصلائے حنفیہ کے قریب منعقد ہوتا جس میں طالبین کثرت کے ساتھ شریک ہوتے لیکن مدینہ منورہ کی زیارت کا شوق نہایت غالب تھا۔

حلقہ میں یہ اشعارِ شوق پڑھا کرتے:

زمہجوری برآید جانِ عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم

ترجمہ: ''اور آپ کی جدائی کے باعث دنیا کی جان نکلی جارہی ہے۔ اے اللہ کے نبی! رحم فرمائیے' رحم فرمائیے''۔

نہ آخر رحمۃ للعالمینی زمہجوراں چرا فارغ نشینی

ترجمہ: ''کیا آپ سارے جہانوں کے لئے رحمت نہیں ہیں؟ تو ہجر کا شکار لوگوں سے آپ فارغ کیوں تشریف فرما ہیں''۔

محمد عربی کا بروئے ہر دوسرا است کسے کہ خاکِ درش نیست خاک برسراوست

ترجمہ: ''حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو دونوں جہانوں کی آبرو ہیں۔ جو آپ کے در کی خاک نہیں اس کے سر پر خاک پڑے''۔

نماند بعصیاں کی در گرو　　که دارد جنہیں سیدے پیش رو

ترجمہ: ''جس کا پیشوا آپ جیسا عظیم سردار ہوں گناہوں کے باعث گروی نہ رہے گا''۔

أَحِنُّ شَوْقاً إِلٰی دِیَارٍ لَقِیْتُ فِیْهَا جَمَالَ سَلْمٰی

که می رساند ازاں نواحی نوید وصلت بجانب ما

ترجمہ: ''میں ان دیار کا مشتاق ہوں جہاں مجھے مسلم کا حسن و جمال دیکھنے کا اتفاق ہوا جوان اطراف سے وصال کی خوش خبری ہماری جانب بھیج رہی ہے''۔

مَرِضْتُ شَوْقاً وَمِتُّ هِجْراً فَکَیْفَ أَشْکُوْ إِلَیْکَ شِکْوٰی

فَإِنْ سَجَدْنَا إِلَیْکَ نَسْجُدُ وَإِن سَعَیْنَا إِلَیْکَ نَسْعٰی

ترجمہ: ''اشتیاق کے باعث میں بیمار ہوں اور ہجر کے اندر میں مر چکا ہوں تو تیرا شکوا کیسے کروں اگر ہم سجدہ کریں تو تیری طرف کریں گے اور اگر ہم بھاگیں گے تو تیری طرف بھاگیں گے''۔

ماہِ صفر میں قصدِ زیارت فرمایا' سارا سامان تیار تھا اسی وقت ساربان نے انکار کر دیا اگرچہ اس نے پہلے سارا سامان دیکھ کرایہ مقرر کیا تھا اس وجہ سے حضرت کو بہت ملال ہوا' فرمایا اس نے اچھا نہ کیا۔ وعدہ خلافی کی عاقبت اچھی نہ ہوگی غیرتِ الٰہی اولیاء کے حق میں ہوتی ہے وہ عہد شکن ساربان رستہ میں قتل ہو گیا مدینہ منورہ نہ پہنچ سکا آپ چار ماہ تک مکہ معظمہ میں رہے طالبانِ حق کو فیض پہنچاتے رہے۔

مدینہ طیبہ میں حاضری:

ماہِ ربیع الاوّل میں دوسری بار روضہ مقدسہ کی زیارت کا ارادہ فرمایا۔ فرزندِ کلاں شاہ عبدالرشید' شاہ محمد عمر اور دیگر خدام حضرت کے ہمراہ روانہ ہوئے فرزندِ اصغر شاہ محمد مظہر اور باقی متعلقین کو مکہ معظّمہ چھوڑا' اسی ماہ مبارک میں شرفِ زیارت روضۂ معطرہ سے مشرف ہوئے' مشاہدۂ جمالِ باکمال سرورِ دین و دنیا جو غایت مقصد اور نہایت تمنا تھی سے اعزاز و افتخار پایا' حضرت شاہ عبدالرشید قدس سرہٗ فرمایا کرتے کہ ''اس وقت فقیر بھی شریکِ دولت تھا جب حضرت کو خلعتِ خاص عنایت ہوا فقیر اور برادرِ عزیز محمد عمر کو ایک ایک تاج مرحمت ہوا''۔

اہلِ طیبہ حضرت کے شرفِ ورود سے بہت مسرور ہوئے اکثر افاضل وسادات عقیدت کے ساتھ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں دستِ اقدس پر بیعت کر کے حلقہ شریفہ میں شریک ہونے لگے اور آپ کی بلدۂ مبارکہ میں اقامت کی خواہش کرنے لگے حضرت نے جواب میں فرمایا: ''ہمارا ارادہ بھی اسی بلدہ شریفہ میں اقامت کا ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کے ظہور تک لا و نعم نہیں کہہ سکتا' جب مرضی شریف معلوم ہوئی تو نیتِ اقامت فرمائی''۔ حاکمِ مدینہ منورہ خالد پاشا حاضرِ خدمت ہوا حسنِ عقیدت بجالایا۔ آپ نے مکہ معظّمہ کے متعلقین کی طرف مکتوب لکھا جس میں مرقوم تھا کہ ''حضرت سید المرسلین محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عنایات سگِ آستانہ کے طرف مبذول ہیں کیا بیان کیا جائے۔

گر برتنِ من زبان شود ہر موئے — یک شکرِ تو از ہزار نتوانم کرد

ترجمہ: ''اگر میرے جسم کا ہر بال زبان بن جائے تو تیرے شکر کا ہزارواں حصہ بھی ادا نہ کرسکوں گا''۔

مشاہدۂ پر موقوف ہے یَضِیْقُ صَدْرِیْ نقدِ وقت ہے مَنَاخہ میں مسجد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متصل ایک مکان عنایت ہوا ہے اس میں دس خانہ نشینوں کی علیحدہ علیحدہ گنجائش ہے اگر خواتین اس مکان سے اقتداء کریں نماز با جماعت ممکن ہے لہٰذا کاغذِ صد ریال بنامِ احمد میمن و ہارون میمن رستہ کا خرچ بھیج رہا ہوں۔ برادرِ عزیز حاجی صاحب (حضرت شاہ عبدالغنی) مع ان کے متعلقین قافلہ رجبیّہ میں اس طرف روانہ ہوں''۔

اسی ماہ بلدہ طیبہ میں یہ قافلہ حاضر ہوا' روضہ اقدس کی زیارت سے افتخارِ دارین حاصل کیا حضرت نے اپنے پوتے شاہ محمد معصوم اور بعض دیگر متعلقین کو اپنی معیّت میں مواجہ شریف لے جا کر صلاۃ وسلام اپنی زبان سے پڑھایا اس وقت جو نورانیت چہرہ مبارک پر بلکہ سارے بدن پر تھی وہ زائد الوصف تھی۔ حقیقتِ احمدی میں فنا و بقا صورۃً ومعنیً آپ کو حاصل تھی۔ بارگاہِ نبوی سے بڑی عنایات پائیں اور جو محبّ ومحبوب کے درمیان راز و نیاز ہیں عام آدمی کی عقل وفہم سے وراء ہیں آپ کے فرزند حضرت شاہ محمد مظہر فاروقی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

ثم تَـوَجَّـهَ إلَى الْـمَـدِيْـنَـةِ الْـمُـنَوَّرَةِ وَفَـازَ بِمُتَمَنَّاهُ مِنْ حَضْرَةِ الـرِّسَـالَـةِ

عَلَيْهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ أَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّسْلِيْمَاتِ أَكْمَلُهَا بَلْ فَوْقَ الرَّجَاءِ مِنْ تَشْرِيْفَاتٍ وَتَكْرِيْمَاتٍ وَأَلْطَافٍ وَعِنَايَاتٍ حَتّٰى صَارَ فَانِيًا فِيْهِ وَأَنْوَارِهٖ بَاقِيًا بِأَوْصَافِهٖ فَعُوْمِلَ مَعَهٗ مَا لَا يُعَبَّرُ عَنْهُ بِعِبَارَةٍ وَلَا يُشَارُ إِلَيْهِ بِإِشَارَةٍ فَيْمَا جَرٰى بَيْنَ الْمُحِبِّ وَالْمَحْبُوْبِ مِنْ الْأَسْرَارِ يَلْزَمُ فِيْهِ الْإِسْتِتَارِ مِنَ الْأَغْيَارِ[1]

ترجمہ: ''آپ نے مدینہ منورہ کا رُخ فرمایا۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے اپنی تمنا کے مطابق انعامات کے حصول میں کامیاب ہوئے۔ بلکہ اپنی امید سے بڑھ کر اعزاز، اکرام، الطاف وعنایات سے بہرہ ور ہوئے۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور آپ کے انوار میں فانی اور آپ کے اوصاف سے باقی بن گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایسے معاملات سے واسطہ پڑا کہ جن کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اور نہ ہی ان کی جانب اشارہ کیا جاسکتا ہے۔ محبوب اور محبّ میں جو راز کی باتیں ہوئیں انہیں اغیار سے پوشیدہ رکھنا واجب ہے''۔

نیز آپ تحریر فرماتے ہیں: ماہِ رجب کے آخر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کو اس عالی مرتبہ پر پایا کہ حیرت زدہ ہوگیا گویا میں نے آپ کو دیکھا ہی نہیں کیونکہ آپ بالکل تبدیل ہو چکے تھے، آپ کی شکل مبارک بھی بدل چکی تھی۔ آپ کی ذاتِ مبارکہ میں نورِ محمدی کے سوا ظاہر اور باطن میں کچھ اور مشاہدہ نہ ہوتا تھا۔ کمالِ حیرت کے باعث میں رونے لگا اور یہ رباعی میری زبان پر بے اختیار جاری ہوگئی۔

عشق آمد وہم چوخوں شد ندرگ و پوست ۔۔۔ تا ساخت ترا تہی و پر ساخت ز دوست

ترجمہ: ''عشق کی آمد ہوئی تو تمام رگ و پوست خون بن گئے تاکہ تیری ذات کو تجھ سے خالی کر کے دوست سے تجھے پر کردے''۔

اجزائے وجود تو ہمہ دوست گرفت ۔۔۔ نامے است بر تو باقی باقی ہمہ اوست

ترجمہ: ''تیرے وجود کے اجزاء پر محبوب نے قبضہ جمالیا ہے تیرا نام صرف باقی ہے باقی سب کچھ دوست ہے''۔

---

[1] شاہ محمد مظہر فاروقی رشحات عنبریۃ ص ۵۳٤

اگرچہ کعبہ معظمہ پہنچ کر آپ کی نسبت کی کیفیت نئے انداز کی ہو چکی تھی اور آپ اس بارگاہ عالی کے محرم راز ہو چکے تھے، لیکن یہاں کی مانند نہ تھی۔ یہاں پہنچ کر جزء کل سے واصل ہو چکا تھا، بلکہ جزو کل سے متحد ہو گیا تھا۔ پہلا درجہ اس مرتبہ کا ایک جزو تھا۔ اور یہ درجہ کل کی مانند تھا۔ اس مقام پر پہنچ کر ظل اصل سے اس درجہ مشابہ ہو چکا تھا کہ گویا ظلیب کا نام درمیان سے مرتفع ہو چکا تھا۔ دونوں شیر وشکر کی مانند ہو گئے تھے، بلکہ ظل اور جزو باقی نہ رہا کل باقی تھا۔ هٰذَا هُوَ الْفَنَاءُ فِيْ حَقِيْقَةِ الْحَقَائِقِ۔

مجھے یوں محسوس ہوا کہ مواجہ شریفہ کی پہلی حضوری کے وقت حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روضہ انور سے باہر تشریف لائے۔ اپنے عاشق صادق کو معانقہ سے سرفراز فرمایا اور خلعت ہائے فاخرہ سے نوازا اور رنگ برنگ کے کھانوں سے بر سبیلِ عموم جس میں آپ کے پیروکار اور مرید شامل تھے اور بر سبیل خصوص جس میں آپ اور آپ کے تینوں فرزندانِ گرامی شامل تھے یہ عزت افزائی فرمائی۔ اس سے زیادہ تحریر کرنا فتنہ کا باعث ہوگا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

يَا رَبِّ جَوْهَرُ عِلْمٍ لَوْ أَبُوْحُ بِهٖ ۔۔۔ لَقِيْلَ لِيْ اَنْتَ مِمَّنْ يَعْبُدُ الْوَثَنَا

ترجمہ: ''اے پروردگار! اگر میں علم کے جوہر کو ظاہر کر دوں تو مجھ پر الزام عائد کیا جائے کہ تو بتوں کی عبادت کرتا ہے''۔

قیامِ مدینہ منورہ کے دوران آپ فرمایا کرتے تھے کہ آفتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور کثرتِ ارشاد و جمعیتِ خلق اور توجہ کے حلقے اس کثرت سے تھے کہ کم ہی کسی کو مدینہ طیبہ میں حاصل مدینہ طیبہ کے باشندے اور زائرین آپ کے انفاس قدسیہ کے فیوض سے بکثرت مستفید ہوئے اور اجازت وخلافت سے شرف یاب ہوئے۔

شیخ زید ابوالحسن فاروقی رحمہ اللہ مولانا سید عبدالسلام ہسوی قدس سرہٗ[1] کے مکتوب کا خلاصہ

---

[1] حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمۃ کے جلیل القدر خلیفہ تھے۔ بڑے عالی نسبت وصاحب استقامت شیخ تھے۔ آپ کے ذریعہ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں طریقہ کی اشاعت ہوئی۔ تحفہ سعدیہ مولنا محبوب الٰہی ۵

تحریر فرماتے ہیں: ''پنجاب سے مدینہ منورہ پہنچنے تک ہر جگہ عمائد، شرفاء اور مشائخ نے آپ کی طرف رجوع کیا اور بے شمار افراد بیعت ہوئے۔ مدینہ منورہ میں ترک اور عرب سینکڑوں کی تعداد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عوام و خواص کیلئے آپ کی ذاتِ گرامی مرجع بن گئی تھی آپ کی قبولیت دیکھ کر لوگ متحیر رہ جاتے اگر آپ کی حیات وفا کرتی اور اس ملک میں کچھ عرصہ بقیدِ حیات رہتے تو یقیناً آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں تک پہنچ جاتی۔ اب دور دراز ممالک سے ترک اور عرب آتے ہیں اور حرمان و مایوسی کے پتھروں سے اپنی عقیدت و اخلاص کے سر کو پھوڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اور تمام پیرانِ عظام قدس اللہ اسرارھم کے فیوضات و برکات سے ان گمنام عاجزوں کو سرفراز فرما کر خاندانِ مجددیہ کے چراغ کو قیامت تک روشن رکھے اور فیوضات کا یہ دروازہ ہمیشہ کھلا رہے''۔[۱]

---

[۱] زید ابوالحسن فاروقی مقاماتِ خیر ص: ۹۱

مدینہ منورہ قیام کے دوران معمولاتِ مبارکہ میں تبدیلی

آپ کے معمولات مبارکہ جو دہلی میں تھے، مدینہ منورہ قیام کے دوران ان میں آپ نے بعض تبدیلیاں فرمائی تھیں لیکن یہ تبدیلیاں معمولی نوعیت کی تھیں۔ کوئی بڑی تبدیلی نہ تھی ان تبدیلیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ قیامِ مدینہ شریفہ کے دوران آپ نوافل ورواتب حرم شریف میں ادا فرمائے تھے اور وہ بھی اکثر مواجہہ شریفہ میں کبھی کبھی اپنی قیام گاہ پر ادا فرماتے۔ دہلی خانقاہ شریف میں آپ کسی ضرورت یا مصلحت کے بغیر کبھی بھی نوافل مسجد میں ادا نہ فرمایا کرتے تھے۔

۲۔ حلقۂ ذکر صبح وشام منعقد فرمایا کرتے تھے۔ چاشت تک مسجد نبوی میں اذکار، اوراد اور درس وغیرہ میں مشغول رہا کرتے اس کے بعد گھر تشریف لاتے کھانا تناول فرماتے اور قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ خانقاہ شریف دہلی میں ایسا معمول نہ تھا۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۳۔ نمازِ عصر کے بعد حرم شریف میں تشریف فرما رہتے۔ درس دیا کرتے اور اس کے بعد مواجہہ شریفہ پر حاضر ہو کر طویل مراقبہ فرماتے۔ ظہر کے بعد کا حلقہ اپنے گھر منعقد فرماتے اور طلبہ کو درس دیتے۔

۴۔ مسجد نبوی میں صبح کی نماز پہلے شافعی مذہب کے امام پڑھاتے آپ ان کی اقتداء نہ فرماتے، بلکہ حنفی امام کا انتظار فرماتے اور ان کی اقتداء میں نماز ادا فرماتے۔ اسی کو ترجیح دیا کرتے۔ فرماتے کہ شافعیہ کی اقتداء میں نسبتِ ولایت کا ظہور ہوتا ہے اور حنفیہ کی اقتداء میں کمالاتِ نبوت کا ظہور۔ اسی کی بدولت آپ کا یہ معمول تھا۔ کبھی کبھی کسی ضرورت کی بنا پر شافعی امام کی اقتداء میں نماز ادا فرما لیا کرتے تھے۔

۵۔ دہلی میں درود کبریتِ احمر کا ورد ہر جمعۃ المبارک کے روز معمول تھا لیکن مدینہ منورہ پہنچ کر آپ ہر روز یہ درود پاک پڑھا کرتے تھے۔ اس کی بڑی فضیلت بیان فرماتے۔

۶۔ دہلی میں حضرت امامِ ربانی مجددالفِ ثانی اور حضرت شیخِ اکبر ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہما کے درمیان وحدتِ وجود کے مسئلہ میں جو اختلاف ہے آپ کا میلان ہر دو مسالک کے درمیان تطبیق کی جانب تھا۔ آپ ہر دو مسالک کا محاکمہ فرماتے اور اسے لفظی اختلاف قرار دیا کرتے۔ جس طرح کہ حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے صاحبزادے حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہما کا نظریہ تھا۔ اس سلسلہ میں آپ اسے اچھے اسلوب اور بہتر انداز میں تقریر فرماتے کہ سننے والے کو تسلیم کرنے کے سوا چارہ باقی نہ تھا۔ آپ کے فرزند حضرت شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کی تقریر اتنی مدلل ہوتی کہ مَیں اس کے سامنے عاجز رہ جاتا' لیکن دل اس کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوتا۔ اور آپ کی خدمت میں عرض کرتا کہ معارفِ مختلفہ اور حقائق متبائنہ کے درمیان آپ کی تطبیق قوتِ علمیہ کے باعث ہے کہ متناقض عبارات میں آپ ایسی تاویل فرماتے ہیں کہ اسے متحد المعنیٰ قرار دیتے ہیں لیکن ہر دو مقامات کی کیفیات' حالات اور اذواق جدا جدا ہیں۔ ہر مقام کے انوار و فیوض اور اسرار و برکات علیحدہ ہیں لہٰذا ان میں اتحاد کی صورت نظر نہیں آتی۔ میں غلبہ احوال کے باعث معذور تھا۔ اس لئے عرض کر دیا تھا۔

جب آپ مدینہ منورہ وارد ہوئے تو دونوں مسالک کے درمیان تطبیق سے کلی طور اعراض فرما لیا دونوں اکابر کے کلام کو ان مشارب کے مطابق قرار دیا کرتے' اگر کوئی شخص ان دونوں کے درمیان تطبیق کی طرف توجہ دلاتا قبول نہ فرماتے۔ یہ کیفیت یقیناً حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایات کے باعث تھی' کیونکہ اصل کے ظہور کے بعد ظلال کا نام ونشان باقی نہیں رہتا۔ یہاں سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کے عظیم مرتبہ کا پتہ چلتا ہے اور آپ کے معارف ودقائق کی رفعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

اَلْعُلُوْمُ وَالْمَعَارِفُ الَّتِیْ تَظْهَرُ مِنِّیْ خَارِجَةٌ مِنَ الْوِلَایَةِ بَلْ مُقْتَبَسَةٌ مِنْ مِشْكٰوةِ النُّبُوَّةِ عَلٰى مَصْدَرِهَا اَلْفُ الصَّلٰوةِ وَالتَّحِیَّةِ جُدِّدَتْ بِتَجْدِیْدِ الْاَلْفِ الثَّانِیْ بِطَرِیْقِ الْوِرَاثَةِ یَعْجِزُ اَرْبَابُ الْوِلَایَةِ مِنْ اِدْرَاكِهَا فَكَیْفَ الْعُلَمَاءُ۔

...... ''جو علوم و معارف مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ حدودِ ولایت سے باہر ہیں بلکہ نبوت کے فانوس سے حاصل کئے ہوئے ہیں۔ دوسرے ہزار سال کی تجدید کے ساتھ بطورِ وراثت ان کی تجدید کی

گئی ہے۔اہلِ ولایت انکے ادراک سے عاجز ہیں۔علماء کوان تک رسائی کہاں سے حاصل ہوگی۔

۷۔ مدینہ منورہ کے دیارِ فیض آثار میں آنے کے بعد آپ کے حلقہ مبارکہ میں ذاتِ بحت کی تجلی کا فیضان ہوتا۔اگرچہ اس تجلی کا فیضان پہلے (دہلی) بھی ہوتا تھا لیکن اس میں شیونات کا رنگ اور صفات کا امتزاج شامل ہوتا تھا بلکہ اس کیفیت کا غلبہ ہوا کرتا تھا۔یہاں پہنچ کر صفات کے رنگ کا مشاہدہ بالکل نہ تھا۔عشق و محبت کا جوش و خروش جو تجلیاتِ صفاتی کے آثار سے ہے یہاں آکر ذاتی تجلی کے غلبہ میں مضمحل ہوگیا۔اسی کمال کے باعث بہت سے اربابِ باطن آپ کے حلقہ شریفہ کی کیفیت کے ادراک سے عاجز اور قاصر رہ جاتے۔

۸۔ حرمِ مدنی میں حلقہ شریف کے دوران اکثر خود حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوتے' حضرت شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے اس کا بارہا مشاہدہ کیا ہے۔دہلی خانقاہ شریفہ کے حلقہ کے دوران بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا احساس اور مشاہدہ ہوتا تھا' لیکن یہاں پہنچ کر کیفیت جدا تھی۔کوئی پردہ اور حجاب درمیان میں حائل نہ ہوتا۔ایسا محسوس ہوتا کہ آنکھوں سے اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔اس مشاہدہ کی کیفیت کو بارہا میں نے آپ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ایک دن آپ نے اپنے اس غلام سے فرمایا کہ آج حضرت سرورِ دنیا و دین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلقہ میں تشریف لائے ازراہِ بندہ پروری کرم فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بندہ سے طویل معانقہ فرمایا اور بشاراتِ عالیہ سے سرفراز فرمایا۔ایک روز کمالِ فرحت کے باعث آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرۂ اقدس بدرِ منیر کی مانند چمک رہا تھا اور اپنے اس غلام سے فرمایا آج سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں مجھے یہ الہام ہوا۔غَفَرْتُ لَكَ وَلِمَنْ تَوَسَّلَ بِكَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (ترجمہ: میں نے آپ کو اور قیامت تک آپ سے توسل کرنے والوں کو بخش دیا)۔یہ بشارت مجھے اور قیامت تک میرے متوسلین کو حاصل ہوئی ہے اس سے زائد کیا فضیلت ہوگی۔

وصایا مبارکہ

اپنے فرزند حضرت شاہ محمد مظہر فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کو حج کیلئے رخصت فرماتے وقت اس طرح وصیت فرمائی:

أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ تَعَالٰى فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَكَثْرَةِ الْأَذْكَارِ وَالْمُرَاقَبَةِ۔

ترجمہ: ''میں تمہیں ظاہر اور باطن میں اللہ سے ڈرنے اور کثرتِ ذکر و مراقبہ کی وصیت کرتا ہوں''۔

حلقہ اور مراقبہ سے فارغ نہ رہیں اللہ تعالیٰ صبر و تحمل زیادہ فرمائے اور اخلاقِ محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے ساتھ متصف فرمائے، بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جو یہ تین عادات رکھتا ہے وہ محبوبِ خدا ہے۔ (۱) سخاوت، دریا کی طرح۔ (۲) شفقت آفتاب کی طرح جو نجس کو پاک بنا دیتا ہے۔ (۳) تواضع زمین کی طرح۔

ایک بار خانقاہ شریف میں فرمایا: اس بوڑھے عاصی روسیاہ نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قابلِ قبول ہو لہٰذا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میرے انتقال کے بعد سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ بال مبارک جو مجھ تک پہنچے ہیں اور ان میں، میں نے آثار وانوار بھی مشاہدہ کئے ہیں میری آنکھوں پر رکھ کر خدائے کریم کے سپرد کر دینا شاید کہ اس کی برکت سے بخشا جاؤں۔

جب دہلی شہر میں ہنگامۂ قتال برپا ہوا حضرت نے فرمایا: میری وصیت یہ ہے کہ میرے بعد تم میں سے جو زندہ ہو وہ مجھ کو حضرت مرزا شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پائنتی جانب دفن کرے۔ جب ہجرت فرما کر حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمسائیگی کا شرف پایا، سخت بخار کی حالت میں ارشاد فرمایا: مجھے بقیع میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قبہ کے قریب دفن کرنا کیونکہ اس مقبرہ شریفہ میں کوئی قبر اس سے زیادہ انوار و فیوضات والی نہیں دیکھی گئی۔

عام طور پر یہ وصیت فرماتے:

میں تمہیں تقوی اور گناہوں سے بچنے کی وصیت کرتا ہوں۔ غور وفکر کرو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام نے کتنے مال بلکہ جانیں اللہ کی راہ میں قربان کیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خوشی کے ساتھ اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کیلئے تیار ہو گئے اور پدری محبت درمیان میں رکاوٹ نہ بنی' ملائکہ عظام علیہم السلام یہ دیکھ کر کمالِ محبت کے باعث شور وفغاں کرنے لگے۔ عبرت پکڑو گناہوں سے دور ہو۔ بندگانِ الٰہی اپنی جان اس کی راہ میں صرف کرتے ہیں اور تم درہموں میں بخل کرتے ہو' اُنہوں نے اپنے دِل کو خدا کیلئے خالص کر دیا اور تم ہر دشت کی بادیہ پیمائی کرتے ہو وہ خواہشاتِ نفسانیہ سے دور ہو گئے اور تم لذات وشہوات میں منہمک اور غرق ہو گئے' وہ ماسوا سے بری ہو گئے تم قیدِ علائق میں جکڑے ہوئے ہو' کتنی ذلت ورسوائی ہوگی تمہاری جس وقت تمہارے باطن کا امتحان ہوگا اور ایمان کے دعویٰ پر گواہ طلب کیا جائے گا۔ احکم الحاکمین کے سامنے ننگے بدن' ننگے پاؤں غیر مختون نوزائیدہ بچے کی طرح کھڑے ہو گے اگر وہ رحم نہ فرمائے گا تو تم خسارہ اُٹھانے والے ٹھہرو گے اور اگر اس نے پردہ نہ فرمایا تو ہلاک ہو جاؤ گے' لہٰذا اللہ سبحانہٗ سے ڈرو! سیرتِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم' جو بہترین اسوہ ہے' کی اتباع کو لازم جانو بدعات ومحدثات سے بچو کیونکہ یہ بدترین کام ہیں' والسلام علیکم ورحمۃ اللہ [1]

---

[1] مناقب ومقامات احمدیہ سعیدیہ (فارسی) شاہ محمد مظہر ص: ۱۲۸۔۱۲۹
المناقب لاأحمدیہ والمقامات السعیدیہ (عربی) ص: ۱۴۷۔۱۴۸

علالت اور وصال

آپ اور آپ کے قیامت تک ہونے والے متوسلین کی مغفرت کی جلیل القدر بشارت کے چند روز بعد آپ کو سخت بخار اور سر دردی کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ گویا اس دنیا میں آپ کی زندگی کا مقصد حاصل ہو گیا تھا۔ عرب وعجم کے طالبانِ طریقت کا ازدحام تھا۔ لوگ فوج در فوج طریقہ شریفہ میں داخل ہو رہے تھے۔ ذکر اور مراقبہ کے حلقہ میں کثرت سے لوگ شرکت کرتے اور فیض یاب ہوتے۔ آپ کی اس علالت نے طوالت اختیار کر لی۔ اگر کبھی تخفیف ہوتی تو پھر شدت اختیار کر لیتی۔ چند بار اس طرح بیماری میں تخفیف اور شدت کا معاملہ چلتا رہا۔ کبھی اسہال، کبھی بخار اور کبھی سر دردی لاحق ہوتی رہتی ضعف روز بروز زیادہ ہوتا جاتا۔ معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ نماز کی ادائیگی کیلئے حرم شریف جانا بھی متروک ہو گیا۔ آپ کی رہائش گاہ اگرچہ بہت نزدیک تھی پھر بھی معذوری کے باعث وہاں حاضر نہ ہو سکتے۔ حلقہ کے لئے اپنے فرزند اکبر شاہ عبدالرشید علیہ الرحمہ سے فرماتے کہ وہ طالبان حق کو توجہ دیں۔

رمضان المبارک میں کمزوری اور شدید ہو گئی، لیکن روزہ اور تراویح میں باقاعدگی رہی۔ خود قراءت سے معذور تھے لہٰذا اقتداء میں نماز ادا کیا کرتے۔ کبھی کبھی طویل رکعت میں بیٹھنے کی نوبت بھی آ جاتی۔ آخری عشرہ کا اعتکاف بھی فرمایا۔

آپ کے فرزند حضرت شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''عید الفطر کے دو دن بعد بندہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ سے عازم مکہ مکرمہ ہوا، تو آپ نے فرمایا دل تمہارے فراق پر راضی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے سامنے چارہ نہیں۔ لہٰذا میں آپ کو رخصت کرتا ہوں، پھر از راہِ بندہ نوازی بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر سفر کی قبولیت کیلئے کافی دیر تک امداد و شفاعت طلب فرماتے رہے۔ اگرچہ

آپ بے حد ضعیف اور کمزور تھے پھر بھی عصا ہاتھ میں لے کر بندہ کوالوداع کہنے کے لئے مُناخہ[1] تک تشریف لے گئے۔ میں نے قدم بوسی کی اور مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ حج کے قریب برادرانِ طریقت کے خطوط موصول ہوئے جن میں آپ کی مرض کی شدت کا حال درج تھا۔ میرے ہوش وحواس بجا نہ رہے۔ بارگاہِ الٰہی میں متوجہ ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ میرے گھر میں ایک چراغ روشن ہے۔ ایک گائے اس میں داخل ہوئی اور چراغ کو بجھا دیا۔ جس کے باعث گھر تاریک ہوگیا۔ اس واقعہ کی وجہ سے سخت پریشان اور حیران تھا۔ نہ مکہ مکرمہ میں رہنے کی ہمت تھی اور نہ ہی وہاں سے مدینہ منورہ کی جانب قدم اُٹھانے کی ہمت پڑتی تھی۔ گویا میرے بدن میں روح باقی نہ رہی تھی۔ بارگاہِ نبوی میں استغاثہ کیا خانہ کعبہ کے سامنے میں نے دیکھا کہ آپ میرے پاس تشریف لائے مجھے تسلی دی اور فرمایا عنقریب تمہاری ہم سے ملاقات ہوگی۔ اس سے طبیعت میں کچھ تسکین ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے خطوط بھی موصول ہوتے۔ جن میں مرض کی شدت' فراق کا درد اور برادرانِ طریقت کی جانب توجہ کی سفارش درج ہوتی۔ مجھے موصول ہونے والا آپ کا آخری خط آپ نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا تبرک کی نیت سے درج کرتا ہوں:

فرزندی اعزی ارشدی مولوی محمد مظہر صاحب سَلَّمَہُ اللہ تَعالیٰ۔ از فقیر احمد سعید بعد از سلامِ مسنون آں کہ حاملانِ رقعہ ملا محمد سعید و ملا محمد سلطان قندھاریان طالبانِ خدا اند۔ مہربانی توجہ برحالِ شاں ضروراست۔ یَا دَاوٗدُ اِذَا رَأَیْتَ طَالِباً فَکُنْ لَہٗ۔ خَادِمًا والسلام۔

ترجمہ: ''فقیر احمد سعید کی طرف سے سلام مسنون کے بعد واضح ہو کہ اس رقعہ کے حاملین مُلّا محمد سعید اور مُلّا محمد سلطان قندھاری خدا تعالیٰ کے طالب ہیں۔ مہربانی اور توجہ ان کے حال پر ضروری ہے۔ اے داؤد جب تو کسی طالب کو دیکھے تو اس کا خادم بن جا''۔

حج کے مکمل ہوتے ہی قافلہ کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ محرم کی پہلی تاریخ کو آپ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ آپ اس قدر کمزور ہو چکے تھے کہ کھڑا ہونے کی طاقت نہ تھی۔ میں آپ کے قدموں میں

---

[1] مناخہ کا لغوی معنی ہے اونٹ کے بیٹھنے کی جگہ۔ یہ مدینہ منورہ کا وہ مقام تھا جہاں حجاج کرام کے قافلوں کے اونٹ رکتے اور یہیں سے روانہ ہوا کرتے تھے۔

گر پڑا۔ مجھے اپنی جھولی کی جانب کھینچ لیا بہت روئے اور فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِجَلَالِهٖ وَنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتِ۔ روز وشب تمہاری طرف دھیان رہتا تھا۔ دعائیں کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم سے ملاقات کرائے۔ تمہارے بغیر مجھے آرام نہ آتا تھا۔ مجھے کسی سے انس نہیں ہے اب میری خدمت میں لگے رہو نماز بھی یہیں ادا کرو۔ میں تمہاری اقتداء میں نمازیں ادا کیا کروں گا۔ فرمایا بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کرو کہ میرے گناہ اتنے زیادہ ہیں کہ مرض کی یہ شدت اور طوالت ان کا کفارہ نہیں ہو سکتی۔ آپ میرے لئے صحت کی دعا فرمائیں۔ پہلے چند بار فقیر کے واسطہ سے یہ عرض پیش کی پھر بندہ سے پوچھا' آپ نے کیا جواب ارشاد فرمایا۔ میں نے عرض کی آپ نے دعا فرمائی ہے۔ ان شاء اللہ بہتر ہوگا۔ پھر اس پر فرمایا ''اب کوئی فکر نہیں ہے''۔

آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ بیماری کی حالت میں دل فگار اشعار پڑھا کرتے تھے۔ آپ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

وَاِنْ قَالَ لِیْ مُتْ مِتُّ سَمْعًا وَطَاعَةً وَقُلْتُ لِدَاعِی الْمَوْتِ اَهْلًا وَّمَرْحَبًا۔

ترجمہ: ''اگر وہ مجھے کہے کہ مرجا تو میں اس کا حکم سن کر اس کی اطاعت کرتے ہوئے مرجاؤں گا اور موت کے فرشتے کو خوش آمدید کہوں گا''۔

یہ دعا بھی اکثر کیا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ۔ (ترجمہ: ''اے اللہ تیری بخشش میرے گناہوں سے زیادہ وسیع اور تیری رحمت پر مجھے اپنے عمل سے زیادہ اُمید ہے'')۔

علالت کے دوران حضرت شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ حاضر خدمت رہتے اور نماز کی امامت کراتے رہے۔ بلند مرتبت احوال اور کیفیات کا ظہور ہوتا رہا۔ اس دوران ایک دن میں اتنا فیض ہوتا رہا کہ اور دنوں میں ایک ماہ بلکہ سال بھر میں ہوتا تھا۔ اس فیض کی کثرت کا اندازہ حضرت شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ کے اس اظہار سے ہوتا ہے:

فقیر کو ان ایام علالت میں اتنی روحانی ترقی نصیب ہوئی جتنی تمام عمر کی محنت سے حاصل ہوئی تھی بلکہ کچھ اس سے بھی زائد نصیب ہوئی۔[1]

---

[1] مناقب ومقامات احمدیہ سعیدیہ (فارسی) شاہ محمد مظہر فاروقی ص: ۲۰۸

صفر کے مہینہ میں فرمایا: کہ تکلیف کے دن اسی مہینہ کے ہیں۔ اس ماہ کے بعد یا وصالِ الٰہی میسر ہو جائے گا یا صحتِ تامہ حاصل ہو جائے گی۔ کیونکہ فقیر محمدی المشرب ہے۔ اگر انتقال ہوا تو ربیع الاول میں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ صفر کے آخر میں حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے بعد علالت میں نہایت شدت شروع ہوگئی۔ بخار اور اسہال میں شدت آ گئی۔ جس نے بدن مبارک میں ہڈیوں اور جلد کے سوا کچھ باقی نہ رہنے دیا تھا' لیکن کمالِ استقامت کے ساتھ نماز با جماعت بیٹھ کر ادا فرماتے رہے۔ منگل کے دن مغرب کی نماز کے وقت عرض کیا کہ اب آپ میں بیٹھنے کی طاقت باقی نہیں رہی۔ بیٹھنے سے غشی طاری ہو جاتی ہے۔ اگر لیٹ کر نماز ادا فرمائیں تو بہتر رہے گا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ چارپائی کو قبلہ رخ کیا حضرت شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ نے نماز پڑھائی۔ سلام کے بعد دیکھا کہ آپ پر غشی طاری ہو چکی ہے۔ جسم مبارک میں کوئی حرکت نہ تھی۔ خوف لاحق ہو گیا کہ دورانِ نماز آپ کی روح پرواز کر چکی ہے۔ دیر کے بعد ہوش آیا۔ عرض کی غشی کے باعث شاید مغرب کی نماز فوت ہوگئی ہے۔ فرمایا نہیں میں نے پوری نماز ادا کر لی ہے۔ پھر عرض کی عشاء کا وقت داخل ہو چکا ہے۔ فرمایا عشاء کی نماز پڑھیں گے۔ تکبیرِ تحریمہ کہی پھر بے ہوش ہو گئے۔ حاضرین نے سوچا شاید آخری وقت آن پہنچا ہے۔ آپ کو تکلیف دینا مناسب نہیں۔ اس کے بعد پھر ہوش میں آئے۔ فرمایا سرمہ لاؤ۔ حسب معمول تین تین سلائیاں دو آنکھوں میں سرمہ لگایا۔ یہ آپ کی کرامت تھی کہ حواس بجا نہ تھے۔ ہاتھوں میں طاقت نہ تھی' بلکہ آنکھ کھولنا بھی مشکل تھا۔ اس حالت میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّتِ عادیہ کو ترک نہ فرمایا۔

اس کے بعد شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ سے جو حاضر تھے سے فرمایا' ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ۔ (ترجمہ: جو تمہارے دلوں میں ہے اسے تم ظاہر کرو یا پوشیدہ رکھو وہ تم سے اس کا حساب لے گا) اگر قلبی افعال کا محاسبہ بھی ہوا تو معاملہ بڑا مشکل ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ مفسرین نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ آیت اپنی مابعد والی آیت سے منسوخ ہے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا الخ۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے

مابعد والی آیت سے کیسے منسوخ ہوگی جبکہ مابعد آیت کا مفہوم نسیان اور خطاء پر عدم مواخذہ ہے۔ اس سے کیسے معلوم ہوا کہ جس نے دل میں کسی گناہ کا ارادہ کیا اس پر مواخذہ نہیں ہوگا۔ مجھے ابھی تک اس کے نسخ کی وجہ معلوم نہیں ہوسکی۔ آپ نے دوبارہ آیتِ مبارکہ تلاوت کی اور فرمایا میاں مظہر! معاملہ بہت مشکل معلوم ہوتا ہے چند بار یہی ارشاد فرمایا: حضرت شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ ان کے برادرِ بزرگ حضرت شاہ عبدالرشید رحمہ اللہ نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ۔ جواب میں فرمانے لگے درست ہے لیکن ارشاد باری تعالیٰ یوں ہے۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ جو گناہگار ہوگا وہ رحمتِ الٰہیہ سے کب قریب ہوگا۔ الغرض اس وقت آپ پر خوف کا بے حد غلبہ تھا۔ شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے بارگاہِ ایزدی میں عاجزی سے امید ورجا کے غلبہ کی دعا کی۔ اس کے بعد آپ نے مغفرت اور رحمتِ الٰہیہ کے قریب ہونے پر دلالت کرنے والے اشعار پڑھنے شروع کر دیئے اس پر میں بے حد خوش ہوا۔ کیونکہ ترمذی شریف میں وارد ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ شَابٍّ وَھُوَ فِی الْمَوْتِ فَقَالَ کَیْفَ تَجِدُكَ قَالَ اَرْجُوْ اللّٰہَ تَعَالٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ وَاَخَافُ ذُنُوْبِیْ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعَا فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ فِیْ مِثْلِ ھٰذَا الْمُوْمِنِ اِلَّا اَعْطَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَا یَرْجُوْ اَوْ اٰمِنَہٗ مِمَّا یَخَافُ۔

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نوجوان کے پاس تشریف لائے اور وہ سکرات موت میں مبتلا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا تم اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہو۔ اس نوجوان نے عرض کی یارسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے خوفزدہ بھی ہوں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں امر جس مومن کے دل میں جمع ہو جائیں اللہ تعالیٰ اسے اس کی اُمید کے مطابق عطا فرماتا ہے اور جس سے وہ خوفزدہ ہوتا ہے وہ اسے اس سے امان میں رکھتا ہے''۔

اس وقت آپ نے جو اشعار پڑھے ان میں سے ایک رباعی یہ ہے:

زاہد نہ کند گنہ کہ قہاری تو　　ما غرق گناہ ایم کہ غفاری تو

ترجمہ: ''زاہد اس لئے گناہ نہیں کرتا کہ تو قہار ہے۔ ہم گناہوں میں اس لئے غرق ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ تو بخشش فرمانے والا ہے''۔

او قہارت داند ما غفارت　　آیا بکدام نام خوش داری تو

ترجمہ: ''وہ تو تجھے قہر کرنے والا جانتا ہے اور ہم تجھے بخشش فرمانے والا۔ اب تو ہی بتا کہ تو اپنے کس نام سے خوش ہے''۔

ساری رات اسی تکلیف اور غشی میں بیت گئی صبح کی نماز شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اطلاع دیئے بغیر شروع کر دی ان کو خیال تھا کہ اب نماز کی ادائیگی کی طاقت نہیں ہے، لیکن جونہی ان کی قراءت کی آواز آپ کے کانوں میں پڑی، بلند آواز سے فرمایا تم لوگ کہاں چلے گئے ہو؟ میرا رُخ قبلہ کی جانب کرو کہ میں نماز ادا کرلوں۔ وہ نماز سے فارغ ہو کر جلدی سے آپ کے پاس حاضر ہوئے آپ نے تیمّم فرمایا اور تکبیرِ تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھ لئے۔ غالب گمان یہ ہے کہ آپ نے پوری نماز ادا کر لی اس کے بعد ہوش میں آ گئے ہر آدمی کے سلام کا جواب ارشاد فرماتے مزاج بھی دریافت فرماتے۔ آنے والے حضرات سے فرماتے کل حضرت شاہِ نقشبند بہاء الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ہے نماز عصر کے بعد آ جانا خادموں کو حکم فرمایا کہ تمام اسباب گھر میں پہنچ دینا میں رات کو وہیں ہوں گا۔ کیونکہ آپ ایامِ مرض میں بیماری کی شدت کے باعث مناخہ میں واقع باغ میں تشریف رکھتے تھے۔ کسی خادم نے ہلکا سا کھانا تیار کر کے پیش کیا تو فرمایا اسے رکھ لو مغرب کے وقت کھاؤں گا، لیکن اس سے مراد آخرت کا گھر تھا اور وہیں کا کھانا مراد تھا۔

چاشت کے وقت شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تم نے رات کا کھانا بھی نہیں کھایا اب گھر جاؤ اور کھانا کھا لو حکم کے مطابق وہ گھر گئے کھانا کھایا اور بارگاہِ نبوی میں جا کر بہت رو کر دعا کی اور وہ جلدی سے واپس حاضرِ خدمت ہو گئے۔ ان کا بیان ہے جب میں واپس آیا تو معاملہ اور ہی تھا۔ ملائکہ کرام اور مشائخِ عظام کی ارواحِ مقدسہ پے در پے اور متواتر حاضر ہو رہی تھیں۔

تجلیاتِ ذاتیہ کا شدت اور وفور کے ساتھ نزول تھا اور آپ کمالِ لذت میں ان کے مشاہدہ میں مستغرق تھے سارا جسم اوپر کی جانب اُٹھ رہا تھا حتیٰ کہ سر مبارک تکیہ سے بلند ہو رہا تھا۔ اس دوران چند بار پانی طلب فرمایا اور نوشِ جان فرمایا بندہ نے چاہا کہ بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھے لیکن کیفیت یوں تھی۔ اِذَا ظَهَرَ الْمُسَمّٰى لَا يَحْتَاجُ اِلٰى ذِكْرِ الْاِسْمِ۔

نمازِ ظہر کے بعد سکراتِ موت طاری ہوگئے۔ اعزہ سورہ یسین اور کلمہ طیبہ پڑھنے لگے۔ بالآخر ۲/ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ منگل کے دن ظہر اور عصر کے درمیان روحِ مبارک اعلیٰ علیین کی جانب پرواز کرگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ...... عمر مبارک اس وقت ساٹھ برس تھی۔ اٹھائیس برس تک مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز رہے۔ وصال پُر ملال کی خبر شہر بھر میں پھیل گئی معززینِ شہر، برادرانِ طریقت، عقیدت مندوں کا آنا شروع ہوگیا۔ خالد پاشا بھی تعزیت کیلئے آئے۔ سُنّت کے مطابق تجہیز و تکفین ہوئی۔ جنازہ میں بہت بھیڑ تھی۔ جنازہ بارگاہِ نبوی میں لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت طلب کی گئی۔ پھر نماز جنازہ ادا کی گئی۔ مدینہ منورہ کے عمر رسیدہ اور معمر لوگوں کا کہنا تھا کہ ہم نے کسی جنازہ پر اتنا ہجوم زندگی بھر نہیں دیکھا نہ معلوم اتنی مخلوق کہاں سے آگئی ہے کسی کی زبان سے بے اختیار نکلتا۔ هٰذَا وَلِیُّ اللّٰهِ۔ کوئی کہتا هٰذَا مَظْهَرٌ كَبِیْرٌ کوئی بآواز بلند پکارتا اَلْمَدَدُ یَا قُطْبَ الْاَقْطَابِ۔ کوئی رو کر کہتا اَلْغِیَاثُ یَا شَیْخَ الطَّرِیْقَةِ۔ مشائخ کرام کا کہنا تھا هٰذَا نَقْشَبَنْدِیٌّ كَبِیْرٌ۔ اتنا ازدحام تھا کہ کسی کا عمامہ گر پڑا کسی کا جوتا پاؤں سے نکل گیا الغرض جنازے تک ہاتھ پہنچانا ہر کسی کے بس میں نہ تھا کندھا دینے کی نوبت کیسے آتی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ ہاتھوں سے بلند رواں دواں ہے۔ حضرت شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ یہ رباعی بآوازِ بلند پڑھ رہے تھے:

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو — شیئاً للّٰہ از جمالِ روئے تو

دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما — آفرین بر دست و بر بازوے تو

ترجمہ: ''ہم کنگال ہیں آپ کے کوچہ میں آئے ہیں۔ اللہ کے لئے اپنے چہرہ انور کا ہمیں دیدار کرائیے۔ ہم فقیروں کی جھولی کی طرف اپنا ہاتھ بڑھائیے۔ آپ کے ہاتھ اور بازو پر آفرین ہو''۔

موروملخ کی مانند لوگ جنازہ پر پروانہ وار اُمڈ کر آ رہے تھے۔

نمازِ جنازہ سے فراغت کے بعد آپ کو وصیت کے مطابق جنت البقیع شریف میں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس قبلہ کی جانب سپردِ خاک کر دیا گیا۔ حضرت شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ بندہ نے آپ کی قبرِ انور کے مقام پر چند سال پیشتر ایسی خاص تجلی اور روشن انوار کا مشاہدہ کیا جس سے میرا دل خود بخود اس کی جانب کھنچا جاتا تھا۔ ایک دن میں نے بے اختیار آپ کی خدمت میں یہ کیفیت عرض کر دی فرمایا وہاں کوئی خاص راز ہوگا آپ کے دفن کے بعد وہ راز ظاہر ہو گیا ان کا ہی بیان ہے کہ دفن کے وقت بندہ قبرِ انور میں اترا تا کہ آپ کے رُخِ انور کا آخری دیدار اور قدموں کو الوداعی بوسہ دوں۔ میں نے دیکھا کہ چہرہ انور بدرِ منیر کی مانند چمک رہا ہے اور محبوبِ حقیقی کے وصال کے باعث آپ تبسم فرما رہے ہیں۔

جو لوگ نمازِ جنازہ میں شریک نہ ہو سکے وہ حصولِ برکت و شرف کی غرض سے قبرِ انور پر آ کر نماز جنازہ ادا کرتے رہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دفن کے بعد بھی نمازِ جنازہ قبر پر جائز ہے۔ شاید وہ حضرات اسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ آپ کے وصال کی خبر جب مکہ مکرمہ پہنچی تو مسجدِ حرام میں لوگوں نے نماز جنازہ ادا کی جس میں کثیر تعداد میں لوگ شریک تھے۔

وصال مبارک سے پہلے اور بعد میں لوگوں نے بہت خواب دیکھے شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ حرم شریف کے مینارے گر پڑے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یقیناً اسلام کے بہت بڑے ستون تھے۔ مدینہ منورہ کے سید علی وتری رحمۃ اللہ علیہ جو شہر کے صلحاء میں سے تھے' نے دیکھا کوئی شخص کہہ رہا ہے حَضْرَةُ الشَّیْخ مَامَاتَ وَلٰکِنْ قَتَلَتْهُ الْمَحَبَّةُ۔ ایک صالح خاتون نے خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع باغ کو کمال زینت کے ساتھ آراستہ کر رہے ہیں اور کہنے والے کہتے ہیں کہ یہ اہتمام ایک ولی اللہ کی آمد کے باعث ہے جو ماہِ مولودِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تشریف لائیں گے۔ ایک اور شخص نے دیکھا کہ آپ بقیع شریف میں ایک منارہ پر کھڑے ہیں نیچے لوگوں کا انبوہ ہے۔ آپ عربی' فارسی اور ترکی تینوں زبانوں میں فرما رہے ہیں کہ اے لوگو! میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار

میں پہنچ چکا ہوں۔تم واپس چلے جاؤ تمہاری یہ جگہ نہیں ہے۔ایک اور شخص نے دیکھا کہ آپ باب الرحمۃ پر دربان کی مانند ایک بہت بڑے تخت پر بیٹھے ہیں۔ رحمتِ الٰہیہ کی چابی آپ کو تفویض کر دی گئی ہے۔اسی وجہ سے لوگ اپنی حاجات لے کر آپ کی قبرِ انور پر حاضر ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حاجات پوری فرمادیتا۔

حضرت شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کے متروکہ قدیم ملبوسات کے حصول کی مجھے شدید خواہش تھی میں آپ کے مزار شریف پر حاضر ہوا۔اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ یہ چیزیں ترکہ میں میرے حصہ میں آئیں۔ چنانچہ وہ سب قرعہ اندازی میں میرے حصہ میں آئیں۔

تواریخِ وصال

(۱)

عَاشَ سَعِیْداً مَاتَ شَہِیْداً ۔ یہ تاریخ حضرت شاہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ نے نکالی۔

(۲) مولانا عبدالجلیل آفندی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصین اور مدینہ منورہ کے فضلا سے تھے انہوں نے یہ قطعہ تاریخی نظم فرمایا۔

قَضَیٰ قُطْبُ الْاَقْطَابِ الشَّہِیْرُ بِأَحْمَدَ سَعِیْدٍ اِمَامُ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْھُدٰی

...... مشہور قطب الاقطاب حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ دنیا سے کوچ فرما گئے جو علم، بردباری اور ہدایت کے امام تھے۔

مَنَارُ الطَّرِیْقَةِ النَّقْشَبَنْدِیَةِ الَّتِیْ لَھَا جَدُّہٗ فِی الْأَلْفِ مُجَدِّدًا

...... آپ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مینار تھے جس میں آپ کے جدِ امجد دوسرے ہزار سال میں مجدد تھے۔

وَمُنْذُ حَلَّ فِیْ ذَا الْقَبْرِ نَادَیْتُ اَرِّخُوْا سَعِیْداً شَہِیْداً بِالْجَنَانِ مُخَلَّداً

...... جب آپ اس قبر میں اُترے تو میں پکار اُٹھا ان الفاظ سے آپ کی تاریخ وصال نکال لو۔

سعیدا شہیدا بالجنان مخلدا۔

...... ۱۲۷۴ھ ......

یہی قطعہ تاریخی آپ کے مزارِ انور کے سرہانے کتبہ پر کندہ کر کے نصب کیا گیا ہے۔

(۳)

ھُوَ الْبَدْرُ فَاغْبَرَّ وَجْهُ الْوُجُوْدِ وَاَیْنَعَ بِالزُّھْرِ رَوْضُ اللُّحُوْدِ

...... آپ رحمۃ اللہ علیہ چودھویں رات کا چاند تھے۔ آپ کے وصال کے باعث موجوز رات کا چہرہ غبار آلود ہو گیا۔ کلیوں کی کثرت کے باعث قبروں کا گلستان سرخ رنگ کا ہو گیا۔

قُطُبُ الْهُدیٰ مُنْذُ قَضٰی اَرِّخُوْا　　لَا حَمْدَ تُهْدِیْ جِنَانُ الْخُلُوْدِ

...... آپ ہدایت کے قطب تھے۔ جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کی تاریخِ وصال لاحمد تھدی جنان الخلود سے نکال لو۔

...... ۱۲۷۷ھ ......

(۴۔۵) آپ کے ایک مرید میاں عبدالرزاق نے عربی اور فارسی میں یہ تاریخیں نکالیں۔

رضی اللہ عن ولیہ ۱۲۷۷ھ

ہیہات شد تیرہ جہاں از فوتِ آں شاہِ شہاں　　احمد سعید اے آہ آں غوثِ طرق قطبِ ملل

...... افسوس اس بادشاہوں کے بادشاہ کے وصال سے دنیا تاریک ہو گئی۔ آپ کا اسمِ گرامی احمد سعید تھا سلاسلِ طریقت کے غوث اور تمام گروہوں کے قطب کے وصال پر افسوس ہے۔

ہاتف زمن گفتہ نہاں سال امام دیں چناں　　کاے وائے شد زیب جناں مخدوم پاکانِ ازل

...... ہاتف نے مجھ سے چپکے چپکے دین کے اس امام کا سن وصال یوں کہا۔ کاے وائے شد زیب جناں مخدوم پاکانِ ازل

...... ۱۲۷۷ھ ......

(۶)

شاہ احمد سعید آگاہ حق　　رخت بربست سوئے علیین

...... عارف باللہ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ جنت کی جانب جانے کا سامان باندھ لیا۔

یوم سہ شنبہ بد زشہر ربیع　　شدہ جارِ رسول زیرِ زمیں

...... ماہ ربیع الاول میں منگل کے دن زمین کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوسی بن گئے۔

از سر کرب و آہ شد تاریخ　　جائے او کرد حق بخلد بریں

...... کرب اور آہ کے پہلے حروف کو "جائے او کرد حق بخلد بریں" میں شامل کر لیا جائے تو آپ کے

سال وصال کے عدد نکل آتے ہیں۔ ...... ۱۲۷۷ھ ......

مرثیہ از مولوی محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ

فتاد اندر گلستانِ جہاں شور پریشانی بجائے نغمہ سنجی بلبلاں را مرثیہ خوانی

...... دنیا کے باغ میں پریشان کا شور بپا ہو گیا۔ بلبلوں نے نغمہ سرائی کی بجائے مرثیہ خوانی شروع کر دی۔

ملائک بر فلک ہم نوحہ می خوانند با ماتم زجن وانس ہم آناں کہ ہستند اہل ایمانی

...... فرشتے آسمان پر ماتم کے ساتھ نوحہ خوانی کرنے لگے۔ جن اور انسان بھی جو اہل ایمان تھے ان کے ہمنوا بن گئے۔

زانس وجن وحیواں خود چہ می پرسی بیا بنگر کہ پر خوں شد نہاد لالہ ولعل بدخشانی

...... انسانوں، جنوں اور حیوانات کے بارے میں تو کیا پوچھتا ہے۔ بلکہ آؤ اور دیکھو کہ لالہ طور بدخشاں کے لعل کی فطرت بھی خون سے پر ہو گئی۔

درونِ اہل معنی پارہ پارہ شد ازیں ماتم تو اے ناداں سخن میرانی از چاک گریبانی

...... حقیقت کے شناسا لوگوں کا باطن بھی اس ماتم کے باعث پارہ پارہ ہو گیا۔ ارے بے سمجھ تو گریبانوں کے چاک ہونے کے بارے میں باتیں کرتا ہے۔

پریشاں ست زلف سنبل وگل چاک داماں ست بنفشہ نیل گوں پوشید و نرگس گشت برقانی

...... سنبل کی زُلفیں پریشان ہیں اور پھولوں کا دامن چاک ہو چکا ہے۔ بنفشہ نے نیل گوں ماتمی لباس پہن لیا اور نرگس کے پھول چمکنے لگے۔

گلستانے کہ رونق داشت چوں رخسارۂ شاہد ہمہ گشت است خشک و زرد چوں روئے پریشانی

...... باغ جو محبوب کے رخسار کی مانند رونق والا تھا وہ سارے کا سارا خشک اور پریشان چہرے کی مانند زرد ہو گیا۔

مگر دیدم کہ فردوس بریں بر خویشتن آراست جمال حور افزون ست ہم انوار غلمانی

...... مگر میں نے دیکھا کہ فردوسِ بریں نے بناؤ سنگھار کر لیا ہے۔ حوروں کا حسن بڑھ چکا ہے اور غلمانی کے انوار بھی افزوں ہیں۔

ہمہ حوراں و غلماں شادماں گشتند و بس خرم ملائک مالک و رضواں ہمہ در حسن سامانی

...... حوریں اور غلماں بہت خوش وخرم ہیں۔فرشتے' مالک اور رضوان سب حسن کا سامان جمع کر رہے ہیں۔

ہمہ سامانِ خوب و لطف را موجودی سازند چناں ساماں کہ می سازد برائے خاص مہمانی

...... یہ سب نفاست اور مہربانی والا سامان مہیا کر رہے ہیں۔فرشتے' مالک اور رضوان خوبصورت سامان کی فراہمی میں مصروف ہیں۔

درگاہ خداوندی ہمیں احکام شد نازل من التکریم والتزیل فی جنات رضوان

...... دربار خداوندی سے جنات رضوان میں تعظیم اور استقبال کے یہی احکام نازل ہو چکے ہیں۔

چو پر سیدم از روح الامین مارا خبر دادند بہ اشراف شاہ احمد سعید قطب یزدانی ۱۲۷۷ھ

...... جب میں نے حضرت جبریل امین علیہ السلام سے اس سارے اہتمام کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ قطب یزدانی حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم کی خاطر یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔

(۸) مولانا محمد سعید حسرت عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

چوں شاہ احمد سعید فخر کمل رحلت فرمود یافت در خلد محل

...... کامل لوگوں کیلئے باعث فخر حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے جب رحلت فرمائی تو انہیں جنت میں ایک محل ملا۔

پر سند اگر زسالِ وفاتش حسرت گوسہ شنبہ شہر ربیع الاول ۱۲۷۷ھ

...... اگر لوگ اے حسرت تجھ سے آپ کا سن وصال پوچھیں تو تم کہو ربیع الاول میں منگل کے دن آپ کا وصال ہوا۔

(۹) ایضاً۔

عارف اسرار حق احمد سعید
بادشہ مملکت معرفت

...... حضرت شاہ احمد سعید جو اسرار حق سے واقف اور معرفت کے مُلک کے بادشاہ تھے۔

داشت بدھلی قدم استوار
بادم جاں بخش مسیحا صفت

...... دہلی میں آپ کے قدم خوب جمے ہوئے تھے۔ آپ کا دم جان بخش تھا اور خود مسیح صفت تھے۔

خانقہ مظہری از فیض او

مہبط انوار و فلک منزلت

...... حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ آپ کے فیض سے انوار کے اترنے کی جگہ اور آسمان کے ہم پلہ تھی۔

بر اثرِ شاہ غلام علی

کردہ سلوکِ راہِ وحدانیت

...... حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے قدم بقدم وحدانیت کے راہ پر چلتے رہے۔

امر بمعروف نمو دے بخلق

نہی عن المنکر والمعصیت

...... آپ مخلوق کو نیکی کا حکم دیتے گناہ اور برائی سے روکتے تھے۔

بعد ازاں کز ستمِ اہلِ بغی

شہر درآمد بعجب تہلکت

...... اس کے بعد دہلی میں باغیوں کے ظلم کے باعث شہر عجیب ہلاکت بپا ہوئی۔

رفت بسوئے حرمین شریف

بود دراں امکنہ باعافیت

...... آپ حرمین شریفین میں چلے گئے اور ان مقامات میں آرام سے رہ رہے تھے۔

در بلدۂ طیبۂ مصطفیٰ

گشت رواں سوئے جناں عاقبت

...... آخر کار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاکیزہ شہر مدینہ طیبہ میں جنت کی طرف روانہ ہو گئے۔

ہاتف غیبی پئے تاریخ او

غلغلہ افگند نکو آخرت ۱۲۷۷ھ

...... ہاتف غیبی نے آپ کی تاریخ وصال کے لئے شور مچادیا کہ آپ اچھی آخرت والے ہیں۔

حضرت حاجی دوست محمد نقشبندی مجددی قدس سرہٗ اپنے شیخ کے وصال پر اپنے خلیفہ ملا امان اللہ ہراتی کے نام تحریر فرماتے ہیں: امسال بتاریخ، ہژدہم ماہ شعبان المعظم از سن الف و مائتین و سبعین و سبع از استماعِ خبر وحشت و کلفت اثر انتقال سالارِ قافلہ اہل اللہ پیشوا اور رہبرِ طائفہ عرفاء غوثِ زماں قطبِ دوراں مولانا و سیدنا و مرشدنا حضرت صاحب قبلہ و کعبہ قلبی و روحی فداہ و قدسنی اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس و نورَ اللہ تعالیٰ مرقدہ الشریف آں قدر غم والم و پریشانی و خستہ خاطری رودادہ کہ از تحریر قلم بریدہ فم واز تقریر لسان قلّت بیان بیرون است غرض اینکہ تمامی جہان بلکہ زمین و آسمان بر چشم ایں ناتواں تیرہ و تاریک گردیدہ پس ازاں جہت کہ ہر ذی روح راہمیں شاہ راہ در پیش است بصبر واصطبار پرداختم و رضا بقضاء پروردگار رجل مجدہٗ ندیدم و پیوستہ روح پرفتوح آں قبلہ و کعبہ را برّد اللہ مضجعہ بدعواتِ مغفرت آیات یادی نمایم و کلماتِ ترجیع کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ است می گویم۔ اے برادر این ہمہ نعم ظاہری و باطنی کہ بایں مسکین خاطر حزیں رسیدہ است بطفیل و برکت آں عالی حضرت غوث منزلت قدسنا اللہ بسرہ الاقدس و نور اللہ مضجعہ الشریف رسیدہ اند۔ پس شمارا نیز باید کہ ہموارہ تا حین حیاتِ خور روح پرفتوح حضرت صاحب قبلہ و کعبہ را نور اللہ تعالیٰ مرقدہ الشریف وافاض علینا فیوضاتھم العمیم و برکاتہ الصمیم بدعواتِ مغفرت آیات یاد و شادمی نمودہ باشند کہ سعادتِ کونین و دولتِ داریں منوط و مربوط بدولتی دوستانِ خدا است جل جلالہٗ و عم نوالہ و مزار پُر انوار در مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام از طرف پاء قبہ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہٗ در جنت بقیع واقع شدہ[1]

---

[1] مکتوب حاجی دوست محمد قندھاری نمبر ۱۸ ص ۴۴ ط ملتان

آپ کی بعض دعائیں اور تمنائیں

فرماتے ہیں: اس فقیر کی آرزو ہے کہ اس لاشے کو احباب سمیت حضرت حق سبحانہٗ ہر وقت اپنے ساتھ رکھے ہم کو ہمارے حال پر نہ چھوڑے اور اپنی محبت و معرفت میں سرشار رکھے اور خاتمہ اس شعر کے مضمون کے مطابق نصیب ہو۔

مصحف بکف و پابرہ و دیدہ بدوست　　باپیکِ اجل خندہ زناں بیروں شد

آمین

ترجمہ: ''ہاتھ میں قرآن مجید، پاؤں رستہ پر اور آنکھیں دیدار دوست میں محو، اس حالت میں موت کا پیغام لانے والے کے ساتھ وہ مسکراتا ہوا دنیا سے کوچ کر گیا''۔

فرماتے ہیں: اس فقیر کی یہی آرزو ہے کہ حیاتِ مستعار کے سانس حضرت حق سبحانہٗ کی مرضیوں کے مطابق صرف ہوں اور گوشۂ نامرادی اور علیحدگی کے کونہ میں کلمہ طیبہ لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے تکرار سے زبان تروتازہ رہے۔ اے الٰہی! مجھے اور میرے دوستوں کو اس امر کی توفیقِ رفیق عطا فرما، استقامت عطا فرما، اپنے ماسوا سے علمی وحُبّی تعلق سینہ سے دور فرما تاکہ ہرگز دوست و دشمن کا خیال میرے دل میں نہ گزرے آمین یارب العلمین۔

فرماتے ہیں: حضرت شاہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی یہ رباعی لسان الغیب سے مجھے بڑا محظوظ کرتی ہے۔ رباعی:

بادرد بساز چوں دوائے تو منم　　درکس منگر چوں آشنائے تو منم

ترجمہ: ''درد کے ساتھ گزارا کرنے پر آمادہ رہو کیونکہ میں ہی تیری دوا ہوں کسی اور کی طرف نہ دیکھ کیونکہ میں ہی تیرا آشنا ہوں''۔

گر برسرِ راہِ عشقِ من کشتہ شوی　　　شکرانہ بدہ کہ خون بہائے تو منم

ترجمہ: ''اگر تجھے میرے عشق کی راہ میں موت آ جائے تو شکر کر کیونکہ تیری دیت میں خود ہوں''۔

اللہ تعالیٰ سارے دوستوں کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اس فقیر اور اس کے سارے احباب کو ہمیشہ اپنی یاد و محبت میں رکھے اور اپنے سوا کسی اور کی جانب متوجہ نہ کرے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْنَا إِلٰى أَنْفُسِنَا طَرْفَةَ عَيْنٍ وَلَا أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا غَايَةَ رَغْبَتِنَا وَاجْعَلِ الْاٰخِرَةَ مَحْبُوْبًا لَدَيْنَا وَشَرِّفْنَا إِلٰى لِقَائِكَ وَلِقَاءِ حَبِيْبِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ آمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔

فرماتے ہیں: بندۂ صادق کو چاہئے کہ اپنے مولیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کی عظمت و کبریائی کے سامنے اپنا نام ونشان باقی نہ رہنے دے اور شہود دائمی ہو۔

جسم ہمہ زار گشت و چشم بگریست　　　در عشقِ تو بے جسم ہمی باید زیست

ترجمہ: ''میرا جسم سارے کا سارا کمزور ہو گیا اور آنکھ رونے لگی۔ تیرے عشق میں جسم کے بغیر ہی جینا مناسب ہے''۔

از من اثرے نماند ایں عشق از چیست　　　چوں من ہمہ ناچیز شدم عاشق کیست

ترجمہ: ''میرا کوئی نشان نہ رہا تو یہ عشق کس لئے ہے میں تو سراپا نابود ہو گیا ہوں عاشق کون ہے''۔

فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتَوٰى يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ مُقَرَّرٌ وَمُسَلَّمٌ عِنْدَ سَادَاتِنَا الصُّوْفِيَّةِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ فَيَا إِلٰهِي وَمَوْلَائِي لَا تَجْعَلْنِي وَأَحِبَّائِي مِنَ الْمَغْبُوْنِيْنَ بَلْ زِدْلَنَا اٰناً فَاٰناً مَحَبَّتَكَ وَمَحَبَّةَ حَبِيْبِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَا تَكِلْنَا إِلٰى أَنْفُسِنَا طَرْفَةَ عَيْنٍ وَلَا أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ فَنَهْلِكَ وَوَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَيْراً مِنَ الْاُوْلٰى اٰمين۔

ترجمہ: ''ہمارے سردار صوفیائے کرام کے ہاں یہ امر مسلم اور پختہ ہے کہ جس کے دو دن برابر ہوں

وہ نقصان میں ہے۔ اے میرے معبود اور اے میرے مالک مجھے اور میرے احباب کو نقصان اٹھانے والے لوگوں سے نہ بنا۔ بلکہ ہمارے لئے ہر آن اپنی محبت اور اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں اضافہ فرما۔ ہمیں آنکھ جھپکنے اور اس کم وقت کیلئے بھی اپنے نفسوں کے سپرد نہ فرما ورنہ ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ ہمیں ان اعمال کی توفیق عطا فرما جو تجھے پسند اور محبوب ہیں۔ ہماری آخرت کو دنیا سے بہتر بنا دے۔

منگر کہ دل ابنِ یمین پُر خون شد   بنگر کہ ازیں سرائے فانی چوں شد

مصحف بکف و پا برہ و دیدہ بدوست   باپیک اجل خندہ زناں بیروں شد

ترجمہ: یہ نہ دیکھ کہ ابن یمین کا دل خون سے پر ہو گیا۔ ذرا اس حقیقت کی طرف تو دیکھ کہ وہ کس شان سے دُنیا سے رُخصت ہوا۔ اس کے ہاتھ میں قرآن مجید' اس کے قدم صراطِ مستقیم پر' اس کی نظر محبوبِ حقیقی کی طرف تھی جب وہ موت کے ایلچی کے ساتھ مسکراتا ہوا دُنیا سے رُخصت ہوا۔

فرماتے ہیں: الحمد للہ فقیر اس لحظہ تک بظاہر خیریت سے ہے' لیکن حقیقی خیریت سے دور ہے' اس کا کاروبار مولیٰ جل جلالہٗ کی نافرمانی' اس کا عمل عزیمت اور بہتر چیز کو ترک کرنا اس کا قول اس کے عمل کے خلاف اور اس کا فعل حکم الٰہی کے منافی ہے۔ ''فَوَاوَیْلَا وَیَا أَسَفَا عَلٰی مَافَرطْتُ فِیْ جَنْبِ اللّٰہِ'' ہائے ہلاکت ہائے کہ حقوق اللہ کے بارے میں اس نے کوتاہی کی۔

صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِیْ لِعَبٍ وَلَهْوٍ   فَاٰهًا ثُمَّ اٰهًا ثُمَّ اٰهًا

میں نے اپنی عمر لہو ولعب میں صرف کردی اس پر افسوس ہے پھر افسوس ہے پھر افسوس ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ قَوْلٍ بَلَا عَمَلٍ اِلٰهِی وَ مَوْلَائِي أَدْرِكْنِیْ بِلُطْفِكَ الْخَفِيِّ وَوَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضیٰ وَاجْعَلْ اٰخِرَتِیْ خَیْرًا مِنَ الْاُوْلیٰ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلیٰ نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَلَا أَقَلَ مِنْ ذٰلِكَ وَاشْغَلْنِیْ بِجَمَالِكَ وَاغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ یَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ أَجِبْ دَعْوَتِیْ یَا مَنْ یُجِیْبُ الْمُضْطَرَ إِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْءَ۔

ترجمہ: الٰہی میں اس بات کو زبان سے نکالنے کی بخشش چاہتا ہوں جس پر میرا عمل نہ ہو۔ اے

میرے مالک! اپنے پوشیدہ کرم سے میری مدد کو پہنچ۔ جن امور سے تو محبت فرماتا ہے اور راضی ہے ان کی مجھے توفیق مرحمت فرما۔ میری آخرت دنیا سے بہتر فرما۔ مجھے آنکھ جھپکنے یا اس سے بھی کم وقت کیلئے میرے نفس کے سپرد نہ فرما۔ مجھے اپنے جمال میں مشغول رکھ۔ اپنے فضل سے مجھے اپنے ماسوا سے غنی فرمادے۔ اے ارحم الراحمین! میری دعا قبول فرما۔ اے وہ ہستی جو پریشان حال کی دعا کو قبول فرماتی ہے جب وہ اس سے دعا مانگتا ہے اور اس سے برائی کو دور فرما دیتا ہے۔

یارب ایں آرزوئے من چہ خوش است　　تو بدیں آرزو مرا برساں

...... اے پروردگار! میری یہ آرزو کتنی اچھی ہے تو میری اس آرزو کو پورا فرما۔

کم نگردد تابش خورشید گر　　در بدخشاں لعل سازد سنگ را

...... سورج کی روشنی کم نہیں ہوتی اگر وہ بدخشاں میں پتھر کو لعل بنادے۔

ازاں طرف نپذیرد کمالِ تو نقصاں　　وزیں طرف شرفِ روزگار من باشد

...... اُدھر تیرے کمال میں کوئی نقص نہ آئے گا اور اِدھر عمر بھر کیلئے میرے لئے اعزاز ہوگا۔

فرماتے ہیں: طالب اللہ تعالیٰ کو چاہنے والا اس وقت ہوتا ہے جب اپنے سارے مقاصد و مرادیں سینہ سے نکال دے حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی رضا کے سوا کوئی مراد نہ ہو کَالْمَیِّتِ بَیْنَ یَدَیِ الْغَسَّالِ ''مردہ بدستِ زندہ کی طرح'' حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے سامنے ہو اور ہمیشہ جنابِ باری تعالیٰ کے حضور تضرع و کرتا رہے کہ الٰہی! جو تیری رضا ہے مجھے اسی پر رکھ ایک لحظہ بھی مجھے اپنے سے دور نہ رکھ۔

'' اَللّٰھُمَّ لَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ وَلَا اَقَلَّ مِنْ ذٰلِکَ'' وردِ زبان رکھے۔

ترجمہ: اے اللہ! مجھے آنکھ جھپکنے کے وقت اور نہ اس سے کم وقت کیلئے مجھے میرے نفس کے سپرد فرما۔

فرمایا کرتے: اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ قلبی تمنا کے آخری درجات پر فائز کردے۔

کُنْ لِیْ رَبِّیْ کَمَا کُنْتَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنِیْ لَکَ کَمَا جَعَلْتَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: ''یا اللہ تو اس طرح میرا رب بن جا جس طرح تو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رب ہے اور مجھے اس طرح اپنا بنا لے جس طرح تو نے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنا بنایا تھا''۔

''وردِ زبان رہے اور اس رباعی کے تکرار سے رطب اللسان ہوں۔ رباعی ؎

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم　　خاکے شوم و بزیرِ پائے تو زیم

مقصودِ منِ خستہ ز کونین توئی　　از بہر تو میرم و برائے تو زیم

ترجمہ: ''میں چاہتا ہوں کہ ہمیشہ تیری خواہش میں زندہ رہوں' خاک ہو جاؤں اور تیرے پاؤں کے نیچے زندہ رہوں۔ مجھے خستہ حال کا مقصد دونوں جہانوں سے تو ہے۔ میں تیرے لئے مروں اور تیرے لئے زندہ رہوں''۔

میرے الٰہ میرے مولیٰ! میں کوئی ایسا عمل نہیں رکھتا جو تیری درگاہ میں قابلِ قبول ہو میرے دائیں طرف والا کاتب معطل و بے کار اور بائیں طرف والا کاتب کمر بستہ اور کام میں چست ہے۔ میں سر سے پاؤں تک بحرِ عصیاں میں غرق گناہوں کے بھنور میں گرفتار ہوں۔

آمدم زیرِ بارِ عصیاں پست　　افتم از پا اگر نگیری دست

ترجمہ: ''میں گناہوں کے بوجھ کے باعث جھکا ہوا آیا ہوں۔ اگر تو نے میری دست گیری نہ فرمائی تو میں گر پڑوں گا''۔

مغفرت دارم امید از لطفِ تو　　زانکہ خود فردہَ لاتقنطوا

ترجمہ: ''میں تیری رحمت سے بخشش کی اُمید رکھتا ہوں' کیونکہ تو نے خود فرما رکھا ہے کہ نا اُمید مت بنو''۔

تو بعلم ازل مرا دیدی　　دیدی آنگہ بعیب بخریدی

ترجمہ: تو نے اپنے ازلی علم کے ساتھ مجھے دیکھا تو نے میرے عیب دیکھ کر مجھے خرید لیا ہے۔

تو بعلم آں و من بعیب ہماں　　رَد مکن آں چہ خود پسندی

ترجمہ: تو اپنے اس علم کے ساتھ ہے اور میں اسی عیب سمیت ہوں جسے تو نے ہمیشہ خود پسند کیا ہے اسے رد

نہ فرما۔

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجیٰ عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ۔

ترجمہ: اے اللہ! تیری بخشش میرے گناہوں سے وسیع تر ہے اور تیری رحمت پر مجھے اپنے عملوں سے زیادہ اُمید ہے۔

الٰہی! وہ کر جو تیرے مناسب اور تیری رحمت جو تقاضا کرے وہ نہ کرنا جس کا میں مستحق ہوں۔

صد واقعہ در کمیں بیامرز دو مپرس	دارم دلکے غمیں بیامرز دو مپرس
اے اکرمِ اکرمین بیامرز دو مپرس	شرمندہ شوم اگر پرسی عملم

ترجمہ: میں ایک چھوٹا سا غمگین دل رکھتا ہوں مجھے بغیر پوچھے معاف فرمادے۔ بے شمار واقعات کمیں میں ہیں تو بغیر پوچھے مجھے معاف کردے۔ اگر تو نے میرے عمل پوچھے تو میں شرمندہ ہوں گا۔ اے سب کرم کرنے والوں سے بڑھ کر کرم کرنے والے معاف فرمادے اور سوال نہ کر۔

فرماتے ہیں: ہمیشہ دل میں حضرت سبحانہٗ سے تمنا کی کہ مجھے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمسائیگی کے شرف سے ممتاز کرے الحمد للہ یہ بھی حاصل ہوا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور باقی عمر اس مقدس بارگاہ کی خاکروبی میں انجام تک پہنچائے۔ آمین یارب العالمین۔[1]

---

[1] مناقب ومقاماتِ احمدیہ سعیدیہ شاہ محمد مظہر فاروقی ص: ۱۱۵۔۱۱۷

بعض مسائل میں آپ کی تحقیق

رفع سبابہ:

آپ نے فرمایا: علمائے حنفیہ کے درمیان رفعِ سبابہ کے بارے میں اختلاف ہے بعض کثرتِ احادیث پرنظر کرتے ہوئے استحباب وسنیت پرفتویٰ دیتے ہیں اور بعض احادیث میں اضطراب دیکھ عدمِ رفع پرفتویٰ دیتے وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا۔

"وَمَتىٰ كَانَ فِي الْمَسْئَلَةِ قَوْلَانِ مُصَحَّحَانِ جَازَ الْقَضَاءُ وَالْاِفْتَاءُ بِهِمَا كَمَا فِي الْبُحْرِ"[1]

کسی مسئلہ میں دو تصحیح شدہ قول موجود ہوں تو دونوں (میں سے کسی ایک) کے مطابق فیصلہ دینا اور فتوی دینا جائز ہے۔ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے۔

لہٰذا ایک دوسرے پر عیب جوئی نہ کرے اور اپنے آپ کو طعن سے دور رکھے۔

بدعت کی تحقیق:

امامِ ربانی حضرت مجددالفِ ثانی قدس سرہٗ کے نزدیک بدعتِ حسنہ سُنَّت میں داخل ہے آپ بدعت کا اطلاق اس پر نہیں فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ "ہر بدعت گمراہی ہے" ایک کلی حکم ہے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگران علماء کے نزدیک اس بارے میں لفظی اختلاف ہے جو بدعتِ حسنہ کے قائل ہیں۔

☆ حضرت مجددالف ثانی قدس سرہٗ حد درجہ متبع سنت تھے چونکہ آپ کو اثباتِ رفع سبابہ کے متعلق واضح دلائل نہیں مل سکے۔ اس لئے آپ کمالِ احتیاط کے طور پر بعض اوقات نوافل میں رفعِ سبابہ فرماتے حضرت شیخ بدرالدین لکھتے ہیں "بعض نوافل احتیاط واحتمال سنت ادا فرمودہ اند زبدۃ المقامات ص:۲۰۹

[1] علماء احناف نے رفعِ سبابہ کے اثبات ونفی پر بہت رسائل لکھے مجددی حضرات کے درمیان بھی رفعِ سبابہ کا علمی اختلاف رہا کئی رسائل لکھے ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں۔ رسالہ حضرت خواجہ محمد سعید بن مجددالف ثانی...... رسالہ حضرت محمد یحییٰ ...... منع رفعِ سبابہ حضرت شیخ عبدالاحد وحدت' معروف بہ گل۔

ایمان آبائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین شریفین بلکہ آپ کے جمیع آباء وامہات جنتی ہیں۔ آپ نے کمالِ تحقیق کے ساتھ ایک مبسوط فتوی میں اس کا اثبات فرمایا ہے۔

محفلِ میلاد:

مولد شریف پڑھنا اور ولادتِ باسعادت کے ذکر کے وقت قیام مستحب ہے۔ اس بارے میں آپ نے اپنی تحقیق ایک رسالہ میں درج فرمائی ہے کہ حضرت مجدد الفِ ثانی رحمہ اللہ نے جس مولود خوانی سے منع فرمایا ہے وہ سماع وغنا پر محمول ہے نہ کہ سماع وغنا سے پاک مولود خوانی۔

سماع:

آپ کا ارشاد ہے کہ سرود (گانا) سننا جبکہ منکراتِ شرعیہ سے خالی ہو ایامِ عید بلکہ جملہ خوشی کی مجالس میں بلا کراہت جائز ہے۔

عرس یا اولیائے کرام کے مزارات پر غلاف ان سے استعانت اور سماع موتی:

مشائخِ کرام کے اعراس بلکہ جملہ مؤمنین کی اموات کے دن خصوصاً اور دوسرے دِنوں میں عموماً نیک لوگ جمع ہو کر قرآنِ کریم پڑھیں اور فاتحہ اور تقسیم طعام سے ان کی امداد مستحب ہے۔ اپنی کتاب تحقیق الحق المبین میں دلائل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ نیز قبورِ اولیاء پر تعظیم کیلئے غلاف ڈالنا مباح لکھا ہے اسی کتاب میں اولیائے حاضرین وغائبین سے استعانت واستمداد کو جائز لکھا ہے۔ ندائے یارسول اللہ یا نبی اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا ولی اللہ کا اثبات کیا ہے۔ سماعِ موتی کو حنفی فقہاء سے نقل کیا ہے اور نعش وقبر پر پھول ڈالنا مباح لکھا ہے۔

مسجد میں نمازِ جنازہ:

نمازِ جنازہ مسجد میں مکروہ تنزیہی ہے جس کا مفہوم ہے کہ اس کا ترک اولیٰ ہے جہاں قدیمی معمول ہو جس طرح جامع مسجد دہلی اور حرمین شریفین میں وہاں کراہت نہیں رہتی اور اس بارے میں بڑی شرح وتفصیل سے فتویٰ لکھا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات:

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اُنہوں نے آپ سے فیوضات حاصل کیے اور ہمارے مشائخ کے واسطوں میں فتور نہیں ہے۔ علماء کا ان سے ملاقات کا انکار ہمارے لئے ضرر رساں نہیں ہے اس لئے کہ ہمارے واسطے[1] اور ہیں اور (علمائے) حدیث کے واسطے اور۔

تصورِ شیخ:

رابطہ صورتِ شیخ کے تصور سے عبارت ہے قرآن وحدیث اور صوفیۂ صافیہ کے اجماع سے ثابت ہے اس بارے میں ایک نہایت تحقیق وتدقیق کے ساتھ رسالہ لکھا۔

وحدتِ وجود اور امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ:

لوگوں کے درمیان یہ بات غلط مشہور ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ منکرِ توحیدِ وجودی ہیں حاشا وکلا بلکہ آپ اس طرح فرماتے ہیں کہ توحیدِ وجودی معارفِ قلبیہ ہے اور اس کے اہل اہل ولایت ہیں لیکن کمال اس سے آگے ہے جہاں "اَلْعَبْدُ عَبْدٌ وَالرَّبُّ رَبٌّ" بندہ بندہ ہے رب رب ہے۔ ظہور ہوتا ہے اس کمال کی حالت وہی ہے جو صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے مابین ہے۔

معارفِ توحید وجودی کی شریعت غرا کے ساتھ تطبیق تاویل کے ساتھ ممکن ہے جس طرح بعض کبراء فرماتے ہیں لیکن تاویل کے بغیر اُس کو عین شریعت جاننا اور انبیائے کرام، صحابہ عظام کے مشارب پر اس کا اطلاق کرنا نادانی ہے اگر مغلوب الحال کہے تو معذور ہے، جس طرح مجنوں کہتا تھا کہ خلافت لیلیٰ کا حق تھا نہ کہ حضرت ابوبکر وحضرت علی رضی اللہ عنہما کا لیکن صاحبِ شعور ایسا کہے تو باعثِ طعن وملامت ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن لکھنوی کے بارے میں:

فرمایا: مولوی عبدالرحمٰن لکھنوی کو میں نے دیکھا وہ صاحبِ علم تھے نہ کہ صاحبِ حال۔

---

[1] صوفیہ کے نزدیک اویسی طور پر فیض کا حصول مروج ہے جبکہ محدثین کے نزدیک اس کا اعتبار نہیں۔

دلائلِ عقلیہ سے توحیدِ وجودی کا اثبات کرتے تھے اور جملہ انبیاء وصحابہ کا مذہب قرار دیتے تھے۔ کلمہ طیبہ سے استنباط کرتے بلکہ کلمۃ الحق نامی رسالہ بھی لکھا اور بہت غلو کر کے جملہ امتِ مرحومہ کو غلطی پر کہا۔ فقیر نے اپنے استاد مولوی محمد اشرف لکھنوی صاحب جو محقق اور جامع معقول ومنقول تھے سے اس رسالہ کا رد بڑی متانت کے ساتھ تحریر کروایا ہے اور حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ الاقدس کی تحقیقات اس میں مندرج کرائی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

حضرت امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہزار سال سے کے بعد محمد، احمد ہو گئے ان کی اس سے مراد آں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولایت ہے یعنی ولایتِ محمدی ہزار سال کے بعد اپنے محل سے عروج فرما کر ولایتِ احمدی جو اس سے اوپر مقام ہے واصل ہو گئی ہے نہ کہ اس سے مراد ان کی اپنی ذات احمد مراد ہے حاشا وکلا یہ بہت بڑا مغالطہ ہے جو بعض لوگوں کو پیش آیا اور اس وجہ سے وہ آپ کا انکار کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

مکتوباتِ مجددیہ کی عظمت:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تدقیقات سمجھنا نہایت مشکل ہے جو شخص علومِ ظاہرہ میں یدِ طولانی رکھتا ہو اور آپ کے سلوک کے مقاماتِ مخصوصہ بھی اچھی طرح طے کیا ہو اس کو ان معارف کے فہم کے ساتھ مناسبت پیدا ہو جاتی ہے ورنہ نہیں اس فقیر نے آپ کے مکتوباتِ قدسی آیات حضرت شاہ صاحب قبلہ (حضرت غلام علی مجددی) رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے اور سالہا سال ان کی خدمت میں رہ کر مشکل مقامات کا حل سُنا اور ان کے وصال سے اب تک تقریباً چالیس سال گزرے کبھی ان کا درس اور مطالعہ موقوف نہیں ہوا۔ ان کے حل پر کچھ دسترس حاصل ہو گئی ہے۔ دوسروں کے بارے میں فقیر کچھ نہیں کہتا۔

حضرت مجدد الف ثانی اور وجد وتواجد:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جس وجد وتواجد سے منع فرمایا ہے اس سے مراد اس

طریقہ شریفہ میں وجد و تواجد اختیاری ہے یعنی جس طرح دیگر خاندانِ مشائخ کا معمول ہے کہ سماع سُنتے ہیں حال اپنے اوپر طاری کرتے ہیں، رقص کرتے ہیں اور حاضرین مجلس ان کی موافقت کرتے ہیں اس طریقہ علیہ میں نہیں ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ جذبات و واردات و حالاتِ اس طریقہ شریفہ میں طالبین پر وارد نہیں ہوتے ہیں۔ مَعَاذَ اللّٰهِ مِنْ هٰذَا الْجَهْلِ الْعَظِيْم ۔تاثیراتِ اکابرِ نقشبندیہ جو مریدین پر وارد ہوتی ہیں اور جو جذبات ان کو حاصل ہوتے ہیں اگر ان کو لکھوں تو ایک دفتر درکار ہے آپ نے اس بحث کو چند مکاتیب میں دلائل کے ساتھ پوری تفصیل سے تحریر فرمایا ہے۔

مراقبہ حقیقتِ صلوۃ:

نماز میں حقیقتِ صلاۃ کی طرف متوجہ ہوکر فقہ میں بیان کردہ آداب کی پوری رعایت کے ساتھ اسے ادا کرنا چاہیئے ۔اسمِ ذات و نفی و اثبات کی حاجت نہیں اس سے "أن تَعْبُدَاللّٰهَ كَاَنَّكَ تَـرَاهُ" (ترجمہ: تو اس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے) کی کیفیت حاصل ہو جاتی ہے۔ اَلصَّلَاةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ کا مفہوم ظاہر ہو جاتا ہے۔ لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِيْ فِيْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ (ترجمہ: میرے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسا وقت ہوتا ہے کہ اس میں میرے لئے کسی مقرب فرشتے اور نبی و رسول کی گنجائش نہیں ہوتی) کی حالت اس فقیر کے نزدیک نماز میں حاصل ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اتباع کرنے والوں کو اپنے محبوب کی مکمل متابعت کے سبب اس مرتبہ علیا تک پہنچا دیتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا كَمَالَ اِتِّبَاعِ حَبِيْبِكَ قَوْلاً وَّ فِعْلًا وَعَمَلاً وَاِعْتِقَادًا صلی اللّٰه عليه وآلہٖ وسلم"۔ آمین۔

ستر ہزار حجاب:

ستر ہزار حجاب جو حدیث شریف میں وارد ہیں، ان میں تاریک حجابات سارے کے سارے لطائف کے اپنے مقامات تک پہنچنے کے وقت تک قطع ہو جاتے ہیں۔ان کے بعد نورانی حجابات مقامات فوقانی سے لے کر ولایتِ علیا تک قطع ہو جاتے ہیں۔ان تمام حجابات کے قطع ہونے کے بعد وصلِ عریاں حاصل ہو جاتا ہے۔ مصرع۔ تا یار کرا خواهد و میلش بکه باشد (ترجمہ: دیکھتے ہیں کہ محبوب کسے چاہتا ہے اور اس کا میلان کس کی طرف ہوتا ہے)۔

تجدید بیعت:

جس شخص نے دوسرے طریقوں میں بیعت کی ہو پھر چاہے کہ طریقۂ نقشبندیہ میں بیعت کرے اور اس طریقہ کا سلوک طے کرے یہ جائز ہے بشرطیکہ پہلے شیخ کا انکار نہ کرے اس لئے کہ مقصود خدا جل وعلا ہے اور یہ طریقہ اس کی پاک بارگاہ میں وصول کا قریب ترین رستہ ہے۔ خصوصاً اس دور میں کیونکہ دوسرے سلاسل میں نام ونشاں کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔ طالبِ مولیٰ کیلئے لازم وضروری ہے اس طریقہ شریفہ کو لازم پکڑے۔

جن وانس کی تخلیق کی علت غائی:

معرفتِ الٰہی سبحانہٗ انسانوں اور جنوں کی تخلیق کی علت غائی ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ اَیْ لِيَعْرِفُوْنِ لان الْعِبَادَةَ فَرْعُ الْمَعْرِفَةِ ''اور نہیں میں نے جن وانسان کو پیدا کیا مگر اس لئے کہ میری عبادت کریں یعنی میری معرفت حاصل کریں کیونکہ عبادت معرفت کی فرع ہے''۔ اور پیری مریدی معرفت کے حصول کیلئے ہوتی ہے جب تک عرفان حاصل نہ ہو جائے یہ عمل بے کار ہے اگر معرفت پہلے شیخ سے حاصل نہ ہو بلا تردد دُوسرے شیخ کی طرف رجوع کرنا چاہئے' جب تک مقصود حاصل نہ ہو بیٹھنا نہیں چاہئے' اپنے آپ کو معاف نہیں رکھنا چاہئے' ورنہ مذکورہ آیت مبارکہ پر عمل کرنے کا تارک ہوگا۔

ناقص کو اجازت وخلافت:

شیخ کیلئے جائز ہے کہ وہ صاحب استعداد مرید کو اجازت دے دے اگرچہ وہ فنائے قلب اور فنائے نفس کے بعد اجازت مطلقہ کے مرتبہ تک نہ پہنچا ہو۔ جس طرح حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولٰنا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت عطا فرمادی تھی۔

سلوکِ مجددیہ کا حال:

ہمارے حضرات رحمۃ اللہ علیہم طالب کا کام عالمِ امر کے لطائف سے شروع کرتے ہیں اس میں شوق وذوق' آہ' نعرہ' استغراق' بے خودی اور دوسرے احوال وارد ہوتے ہیں۔ بعد ازاں عالمِ خلق کے لطائف کی تہذیب کرتے ہیں اور اس میں بے مزگی کیفیت پیدا ہوتی ہے'

خصوصاً کمالاتِ نبوت اور مافوق سلوک میں کیونکہ یہ کیفیت اس بے چوں کی ذات پاک کی تجلی سے پیدا ہوتی ہے۔اس میں نکارت اور جہالت بہت زیادہ ہوتی ہے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ ''ادراک کے درک سے عاجز ہونا ادراک ہے'' اسی مقام کا بیان ہے۔ طالبِ صادق کو بلند پرواز' تیز نظر اور اچھی استعداد کا حامل ہونا چاہیئے تاکہ اس مقام کے پھولوں سے اپنا دامن بھر لے اور عرفان کے ان سمندروں میں غوطہ زن ہو۔اس مقام پر پہنچنے والے خواص لوگ عوام کی مانند حیران رہ جاتے ہیں جب سالک کا ظاہر اپنے باطن کے ادراک سے قاصر ہوتا ہے' جس نے مرتبۂ بے چونی سے اپنا حصہ پالیا ہوتا ہے' تو اور لوگ اس کا ادراک کیا کر سکیں گے۔ یہ کمالات وراثت انبیاء کی نسبت ہے جو حضرت سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت مبارکہ کے ہزار سال گزرنے کے بعد حضرت امامِ ربّانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کی ذات پر فائض ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ اس نادر الوجود نسبتِ عالیہ کا کمال ہمیں نصیب فرمائے۔اس پر ہمارا خاتمہ ہو اور حشر کے روز اس کے ساتھ اُٹھائے اور جنت میں داخلہ نصیب فرمائے۔ يَرْحَمُ اللّٰهُ عَبْدًا قَالَ اٰمِيْنًا ۔ (اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو ہماری اس دعا پر آمین کہے)۔اس نسبتِ شریفہ کے کامل حامل لوگوں کی گزرگاہ مقامِ رضا سے اوپر ہے اور مقام رضا سلوک کے اس مقامات سے برتر ہے۔

مشائخِ کرام سے محبت کا ثمرہ:

ہم اپنے مشائخِ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے ساتھ پختہ محبت رکھتے ہیں' اور محبت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ محبوب کے کمالات کی باریکیوں سے کوئی دقیقہ باقی نہیں رہنے دیتی جو محبت کرنے والے وارد نہ ہو۔ بلکہ انشاء اللہ ہر لحظہ اور ہر گھڑی اور ہر آن محبت کرنے والا محبوب کے رنگ میں رنگا جاتا رہے گا۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ''آدمی اسی کے ساتھ ہے جس سے محبت کرتا ہے'' ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق قوی اُمید ہے کہ ہم پیرانِ کبار کے کمالات سے محروم نہیں رہیں گے لیکن شرعی احکام کو بجالانا اور منع فرمودہ چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔اور یہ بھی لازم ہے کہ اذکار' اشغال اور مراقبات میں فتور واقع نہ ہونے پائے۔ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ارشادِ ربّانی ہے ''اس کے بغیر ایسی تکالیف برداشت کرنا پڑتی ہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا''۔

---

۱ مناقب و مقاماتِ احمدیہ سعیدیہ شاہ محمد مظہر فاروقی ص : ۱۲۵۔۱۲۷

طالبانِ حق کیلئے بعض مواعظ و نصائح

احباب کو نصیحت کی جاتی ہے: شغل مع اللہ ہمیشگی کے ساتھ ہو، ہمیشہ ذکرِ الٰہی سبحانہٗ میں توجہ کے ساتھ مصروف ہونا چاہیئے۔ جنابِ قدس میں ایک لمحہ کی بھی غفلت نہ ہوتا کہ اللہ جل جلالہٗ کی طرف توجہ بے مزاحمتِ اغیار جو دوامِ حضور سے عبارت ہے ملکہ دل ہو جائے، تعلقِ ماسوی علماً وحُبّاً سینہ سے نکل جائے۔ محبوبِ حقیقی کے سوا کوئی مقصد و مراد نہ رہے اور وقت طاعات و عبادات اور وظائف میں صرف ہو مثلاً ذکرِ اسمِ ذات ہر لطیفہ سے جتنا ہو سکے کم از کم ایک ایک ہزار اور لطیفۂ قلب سے پانچ ہزار۔ نفی و اثبات کم سے کم گیارہ سو بار تہلیل لسانی پانچ ہزار معنیٰ کا خیال رکھتے ہوئے۔ قرآنِ کریم کی تلاوت ایک پارہ سے کم نہ ہو، اس طریقہ سے کہ پڑھنے کے دوران معنیٰ کا خیال رکھے۔ جہاں جنت کا ذکر آئے تو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ تین بار کہے۔ جہاں دوزخ کا ذکر آئے تو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ تین بار کہے۔ جہاں استغفار آئے تو رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِي وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ تین بار کہے۔

تہجد بارہ رکعات، اشراق چار رکعت، چاشت کی زیادہ بارہ اور کم چار رکعت، فیِ الزوال چار رکعت اوابین بیس اگر پڑھ سکے ورنہ چھ رکعت ضرور خشوع و خضوع التجاء اور تضرع کے ساتھ ادا کرے۔

لوگوں کے ساتھ بقدرِ ضرورت میل جول رکھے۔ حقداروں کے حق ادا کرے اس سے زیادہ اپنے عزیز اوقات کو خراب نہ کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

عَلَامَةُ اِعْرَاضِهٖ تَعَالٰى عَنِ الْعَبْدِ اِشْتِغَالُهٗ بِمَا لَا یَعْنِیْهِ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے بندے سے اعراض کی علامت اس کا لایعنی کاموں میں مشغول ہونا ہے۔

درسِ قرآنِ کریم، حدیث شریف، کتبِ صوفیہ ہمارے خاندانِ عالی شان کی نسبت کیلئے

ممد و معاون ہیں۔ بزرگوں کے طریقہ کی ترویج کریں۔ نسبتِ شریفہ کی اشاعت میں پیرانِ کبار نے سعی بلیغ کی ہیں کیونکہ یہ زمانہ قربِ قیامت اور فتنوں کا ہے۔ اس کو عین مرضی حق جانیں'

إِنَّ مِنْ اَحَبِّ عِبَادِ اللّٰهِ إِلَى اللّٰهِ مِنْ حَبَّبَ اللّٰهَ اِلٰى عِبَادِهٖ

''اللہ تعالیٰ کے بندوں سے اس کے ہاں سب سے محبوب وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کے باعث اس کے بندوں سے محبت کرے''۔

وَمَنْ أَحْيَا سُنَّتِي بَعْدَ مَا أُمِيتَتْ فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ۔

''اور جس نے میری فوت شدہ سنت کو زندہ کیا اس کیلئے سو شہیدوں کا اجر ہے''۔

دادیم ترا ز گنجِ مقصود نشاں گر ما نہ سیدیم تو شاید برسی

ترجمہ: تجھے ہم نے مقصود کے خزانے کا پتہ بتا دیا ہے اگرچہ ہم وہاں تک نہ پہنچ سکے ممکن ہے کہ تمہاری وہاں تک رسائی ہو جائے۔

دین و دنیا کے امور ظاہری و باطنی بواسطہ پیرانِ کرام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا اور حالات کو اس کریم کارساز کی تقدیر کے باعث جاننا۔ واقعات پر چوں و چرا کی لب کشائی نہ کرنا۔ لوگوں کے ساتھ تنگ رویہ اور جھگڑا نہ کرنا' غلطیوں پر چشم پوشی کرنا' کسی کی برائیوں کو کسی کے سامنے نہ لانا' جو کچھ میسر ہو فقراء کو دینا' اپنے آپ اور ماسویٰ سے ناامید ہونا' صبر' توکل' قناعت' رضا' تسلیم' افتقار' انکساری و خاکساری اور تواضع دوستانِ خدا کا طریقہ ہے۔

کتبِ صوفیہ اور مکتوباتِ شریف میں غور کرنا ضروری ہے۔ پیرانِ کبار سے توسل انتہائی انکساری سے دوامِ ذکر ہمیشہ توجہ الی اللہ رکھنا جنابِ الٰہی میں قبولیت کے اسباب سے ہے اس میں غفلت نہیں برتنی چاہیئے یہ امر اس راہ میں حق تعالیٰ کے طالبان کیلئے لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھنا ان (لوگوں کی) زندگی کا خلاصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کم ترین اور اس کے احبابِ طریقت کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

فرمایا کرتے تھے کہ انسان کی پیدائش سب سے بڑا مقصد رب العالمین سے محبت ہے۔ اور محبت کی دو قسمیں ہیں: (۱) اس کی ذات سے محبت۔ (۲) اس کی صفات سے محبت۔ اس کی

ذات سے محبت وہبی امر ہے لیکن اس کی صفات سے محبت کسبی ہے۔ جو چیز وہبی ہے اس میں بندہ کے کسب کو کوئی دخل نہیں۔ اکتساب کے طریقہ سے اسے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں کسبی امور میں بندہ کے عمل کا دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے اکتساب کا طریقہ دل کو ماسویٰ سے خالی کر کے اس کا ذکر کرنا ہے۔ قلب کا ماسوی سے خالی ہونا شرط ہے۔ قلب کے ماسوی سے خالی ہونے میں چار چیزیں مانع ہیں۔ اور جو چیز شرط کی مانع ہیں وہ مشروط (اللہ تعالیٰ کی محبت) کے لئے بھی مانع ہیں۔

وہ چار موانع یہ ہیں: (۱) مخلوق۔ (۲) دنیا۔ (۳) نفس۔ (۴) شیطان۔

مخلوق کو دور کرنے کا طریقہ عزلت اور خلوت نشینی ہے۔ دنیا کو دل سے دور کرنے کا طریقہ قناعت اختیار کرنا ہے نفس اور شیطان کو ہٹانے کا طریقہ ہر لحہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کو دور کرنے کی التجاء کرنا ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس چیز سے محبت ہو اس کو محبوب کے سپرد کر دینے کو محبت کہتے ہیں۔ یعنی محبوبِ حقیقی سے محبت کے حصول کیلئے اپنے ظاہر و باطن کو محبوب کی رضا اور خوشنودی کے مطابق رکھو' بلکہ اپنے آپ کو محبوب کی رضا کے سپرد کر دو تا کہ جدائی درمیان سے ختم ہو جائے اور اس کی معیّت حاصل ہو جائے۔

جو کوئی چاہے کہ دولتِ محبت تک رسائی حاصل کرے جب تک اپنے جسم اور جان کو محبوب کی خوشنودی کے حصول کیلئے امتحان میں نہ ڈال دے اس وقت تک کبھی بھی اس سعادت کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اگر ایسا نہ کرے تو یہ مدعی اپنے دعوائے محبت میں جھوٹا ہے' تمام کام محبوب کی ممانعت میں کرتا ہے' امتحان سے بھاگتا ہے' عمر نفاق میں بسر کرتا ہے' اور یہ خیال کرتا ہے کہ میں محب ہوں۔ محبوبِ حقیقی کی پاک بارگاہ میں مقبول ہو جاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ اس کمترین اور اس کے سارے محبین کو ان لعل و جواہر جیسے اعمال پر عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

فرمایا کرتے: اَلْمَحَبَّةُ إِيثَارُ مَا تُحِبُّ لِمَنْ تُحِبُّ۔

ترجمہ: محبت یہ ہے کہ جس سے تمہاری محبت ہے اس کیلئے اپنی محبوب اشیاء کا ایثار کر دے۔

بدبختی کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ آدمی گناہ کرے اور امید یہ رکھے کہ مقبول ہوں گا۔

اَلْمَحَبَّۃُ عَدمُ النَّوْمِ وَالْعَزْلَۃُ عَنِ الْقَوْمِ۔

ترجمہ: محبت جاگتے رہنے اور لوگوں سے خلوت اختیار کرنے کا نام ہے۔

محبت جاگتے رہنے یعنی بحیثیت عدمِ خراب اور لوگوں سے عزلت اختیار کرنے کا نام ہے۔ طالب صادق کیلئے شب و روز یکساں ہیں وہ ہمیشہ محبوب کی محبت میں بے قرار و سرگرداں رہتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

لَوْ أَنَّ عَبْدَیْنِ تَحَابَّا فِیْ اللّٰہِ أَحَدُھُمَا فِی الشَّرْقِ وَالأٰخَرُ فِی الْغَرْبِ یَجْمَعُ اللّٰہُ بَیْنَھُمَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَیَقُوْلُ ھٰذَا الَّذِیْ کُنْتَ تُحِبُّہٗ۔

ترجمہ: ''اگر دو بندوں کے درمیان آپس میں اللہ کیلئے محبت ہو ان میں سے ایک مشرق اور دوسرا مغرب میں ہو۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دونوں جمع کرے گا اور فرمائے گا یہ ہے وہ شخص جس سے تمہیں دنیا میں محبت تھی''۔

جب مخلوق سے محبت کا یہ ثمرہ ہے کہ کل قیامت کے دن ایک جگہ جمع ہوں گے اور وہ محبت ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہونے کا سبب ہوگا تو جو شخص حق جل وعلا سے محبت کرنا شروع کر دے۔ اور اس راستہ کا سالک ہو جائے اور سچائی کے ساتھ اس نازک رستہ میں پاؤں رکھے تو قوی اُمید ہے کہ مقصدِ اصلی تک پہنچے گا۔ مَنْ جَدَّ وَجَدَ '' جس نے کوشش کی وہ پالے گا'' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

ترجمہ: اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوششیں کیں ہم ان کو اپنے رستوں پر گامزن کردیں گے اور اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نیکوں کاروں کے ساتھ ہے۔

کیا ہی خوب کسی نے کہا......

عشق آں شعلہ است کوچوں بر وفرخت ہر چہ جز معشوقِ باقی جملہ سوخت

ترجمہ: عشق ایسا شعلہ ہے کہ جب وہ بھڑک اُٹھتا ہے تو محبوب کے سوا ہر کسی کو جلا ڈالتا ہے۔

تیغ لا در قتل غیر از حق براند　　　　در نگر زاں پس کہ بعد از لا چہ ماند

ترجمہ: لا کی تلوار جب غیر حق کے قتل کرنے کیلئے چلائی تو دیکھو کہ ''لا'' کے بعد کیا باقی بچا۔

ماند اِلا اللہ باقی جملہ رفت　　　　شاد باش اے عشق سعد زفت

...... الا اللہ باقی رہا باقی سب ختم ہو گیا۔ اے عشق! تو شرکت سوز تیل ہے۔ تو زندہ رہے۔ [۱]

---

[۱] مناقب ومقاماتِ احمدیہ سعیدیہ　شاہ محمد مظہر فاروقی　ص: ۱۱۲۔۱۱۵

ذوقِ سخن

شعر و شاعری سے بھی آپ کو ذوق تھا آپ کا تخلص ''سعید'' تھا غوث الثقلین حضرت سید عبدالقادر جیلانی بغدادی قدس سرہٗ کی مدح میں درج ذیل اشعار کہے: یہاں آپ نے اپنا تخلص احمد اپنایا ہے۔

غوثِ اعظم قطبِ عالم بر دوام　　شیخِ جن و انس آں عالی مقام

...... غوث اعظم اور ہمیشہ کے قطبِ عالم۔ وہ بلند مرتبہ والے جنوں اور انسانوں کے مرشد ہیں۔

شاہِ باذل ماہِ کامل آں جناب　　حبرِ اکمل واقفِ سرِ کتاب

...... وہ سخاوت کرنے والے بادشاہ اور چودھویں کے چاند سب سے کامل عالم اور قرآن مجید کے رازوں سے باخبر ہیں۔

ہست مادر زاد آں حضرت ولی　　مشربِ او بود بر مشرب نبی

...... آپ مادرزاد ولی تھے۔ آپ کا طریقہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ کے بالکل مطابق تھا۔

شیر در رمضان نخوردہ آں امام　　ہست مشہور ایں کرامت در انام

...... اس امام نے رمضان المبارک میں ماں کا دودھ نہ پیا۔ مخلوق میں آپ کی یہ مشہور کرامت ہے۔

صدقِ او زد بردلِ دزداں تمام　　توبہ بردستش بکردند آں لیام

...... تمام چوروں کے دلوں پر آپ کی سچائی سے ایک چوٹ لگی۔ ان کمینے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کرلی۔

بود در اثناءِ وعظ آں شاہ باز　　کرد بر شخص آستینِ خود دراز

...... اس شاہبازِ طریقت نے دورانِ وعظ ایک شخص پر اپنی آستین دراز فرمادی۔

کہ تقاضائے خلا مضطر نمود　　آں غریبے را کہ بس شرمندہ بود

...... بیت الخلاء جانے کے تقاضا نے اسے پریشان کر رکھا تھا' وہ مسافر آدمی بے حد شرمسار تھا۔

دید خود رادر فضا نہرے رواں گشتہ فارغ از تلوث آں زماں

...... اس نے اپنے آپ کو کھلی جگہ پایا جہاں نہر رواں تھی وہ اسی وقت گندگی سے فارغ ہو گیا۔

برکشید آں آستینِ خود ازاں بود جالس درمیانِ صوفیاں

...... پھر آپ نے اپنی آستین وہاں سے کھینچ لی تو وہ شخص صوفیوں کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا۔

لیک نسیاں کرد آں مسکیں کلید درہماں صحرائے لق و دق بعید

...... لیکن وہ مسکیں اس لق ودق صحراء میں اپنی چابی بھول آیا۔

بعد مدت شد مسافر آں جواں دیدآں صحرا واں نہر رواں

...... ایک مدت کے بعد اس جوان نے سفر کیا اس صحرا اور رواں نہر کو دیکھا۔

یافت آں جا آں کلید خویش را شد تعجب آں نکو اندیش را

...... اس کو وہاں اپنی چابی مل گئی اس اچھی سوچ والے کو تعجب ہوا۔

ایں چنیں تخریق آں عالی جناب بد زیادہ از عداد و از حساب

...... اس قسم کی کرامات آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بے حساب اور لاتعداد صادر ہوئیں۔

رفت شخصے پیشِ آں حضرت شتاب کرد عرضِ خویش آں صاحب لباب

...... ایک شخص جلدی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس عقل مند نے یوں عرض کی۔

کہ قدم رنجہ بفرما اے کریم دعوتے کردہ است ایں احقر لئیم

...... کہ اس ناکس اور احقر نے دعوت کر رکھی ہے آپ قدم رنجہ فرمائیں۔

کرد اجابت آں ولی باخدا رفت اندر خانۂ آں بے نوا

...... اس باخدا ولی نے دعوت قبول کر لی۔ اور اس عاجز کے گھر تشریف لے گئے۔

دید جالس جملہ شیخ و شاب را منتظر بودند آں مہتاب را

...... آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں تمام بوڑھے اور جوان آدمیوں کو بیٹھا دیکھا جو اس چاند کا انتظار کر رہے تھے۔

چوں نشست ایں صدرِ مجلس در مقام　　زود آورد اندراں محفل طعام

...... جب یہ مجلس کے صدر اپنے مقام پر تشریف فرما ہوئے تو جلدی سے وہ اس محفل میں کھانا لے آیا۔

خوانِ سر بستہ بیاورد آں لبیب　　درمیانش کو دک مردہ کئیب

...... ڈھانپا ہوا دستر خوان وہ عقل مند لے آیا۔ جس کے اندر عاجز اور مردہ بچہ تھا۔

گشت مُشرِف چوں برآں سرِ آں حکیم　　شد مراقب اندراں دم آں حلیم

...... جب اس راز کا پتہ اس صاحب حکمت کو چلا تو وہ صاحب حلم ہستی نے مراقبہ فرمایا۔

بعد لحظہ خواں را وا کرد شاہ　　دید طفلِ مردہ از وقت پگاہ

...... ایک لحظہ کے بعد جب حضرت شاہ بغداد رحمۃ اللہ علیہ نے اس دستر خوان سے پردہ ہٹایا تو اس بچہ کو دیکھا جو صبح سے مر چکا تھا۔

قم باذن اللہ گفت آں ذو جناح　　از میانِ خلق ظاہر شد صیاح

...... اس بازو والی اس ہستی نے فرمایا اللہ کے حکم سے اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ لوگ یہ کرامت دیکھ کر چیخنے لگے۔

مردہ زندہ گشت از حکمِ خدا　　حبّذا اے سرِّ پنہاں حبّذا

...... اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردہ زندہ ہو گیا۔ بہت خوب اے پوشیدہ راز بہت بہتر۔

شد مَثَل ایں درمیانِ خاص و عام　　جملہ مردم فاش گفتند ایں کلام

...... یہ کہانی عام وخاص لوگوں میں پھیل گئی۔ لوگوں نے کھل کر یہ بات کہنی شروع کر دی۔

شیخِ ما احیائے موتیٰ می کند　　کورِ مادر زاد بینا می کند

...... ہمارے مرشد مردوں کو زندہ کر دیتے ہیں۔ مادر زاد اندھے کو بینا بنا دیتے ہیں۔

یک زنے آورد طفلِ خویش را　　گفت شیخا دار ایں درویش را

...... ایک عورت اپنے بچہ کو لے کر آپ کی خدمت میں آئی اور عرض کی اے پیر و مرشد اس درویش کو ساتھ رکھ لیجئے۔

تا کہ اوصافت گزیند ایں صَبی　　بوکہ گردد ایں صبی شیخ و ولی

...... تا کہ آپ کی صفات یہ بچہ اپنا لے۔ ممکن ہے کہ یہ بچہ بھی ولی اور بزرگ بن جائے۔

برگزیدش آں ولی مجتبیٰ امر فرمودہ ریاضت مر ورا

...... اس برگزیدہ ولی نے اس کو منتخب فرما لیا اور اسے ریاضت اختیار کرنے کا حکم دیا۔

بعد مدت آمد آں زن پیش شاہ دید طفلِ خویش را زار و تباہ

...... ایک مدت کے بعد وہ عورت اس شاہِ بغداد کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے بچے کو بدحال اور تباہ حال دیکھا۔

شیخ بود آں وقت مشغولِ طعام مرغ می خورد آں ولی بااہتمام

...... حضرت پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ اس وقت کھانا کھانے میں مشغول تھے اور بڑے اہتمام سے مرغ تناول فرما رہے تھے۔

گفت شیخا تو خوری مرغِ سمیں طفلِ ما رامی دھی نانِ جویں

...... وہ عورت کہنے لگی اے شیخ آپ تو موٹا تازہ مرغ تناول فرما رہے ہیں اور ہمارے بیٹے کو جو کی روٹی دے رہے ہیں۔

ایں چہ انصاف است اے محبوبِ ما ایں چہ عدل و داد اے مطلوبِ ما

...... اے ہمارے محبوب مرشد! یہ کیسا انصاف ہے۔ اے ہمارے مطلوب! یہ کیسا عدل وانصاف ہے؟

استخواں را جمع کردہ شیخ زود قم باذنِ اللہ فرمود آں وَدُوْد

...... حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جلدی سے ہڈیاں جمع فرمائیں اور اس محبوب نے قم باذنِ اللہ فرما دیا۔

زندہ شد آں مرغ پس پرواز کرد عقلِ آں زن از دماغش تاز کرد

...... وہ مرغ زندہ ہو گیا اور پھر اُڑ گیا۔ اس عورت کی عقل بھی اس کے دماغ سے فرار ہو گئی۔

پس بفرمودش کہ اے زن طفلِ تو چوں شود قابل خورد خود نو بنو

...... پھر اسے فرمایا اے بی بی! تیرا لڑکا جب قابل ہو جائے گا تو نئے نئے کھانے کھائے گا۔

چوں زخود فانی شود باقی بحق می خورد ہر گو نہ صدلوت و طبق

...... جب طالب حق اپنے آپ کو فنا کر کے حق کے ساتھ باقی ہو جائے تو وہ سو قسم کے کھانے اور

خوانچے تناول کر سکتا ہے۔

اَحمدا توصیفِ آں عالی جناب   کہ کراماتش فزوں ست از حساب

...... اے احمد سعید! ان کی صفت وثنا کب ممکن ہے؟ کیونکہ ان کی کرامات وحساب سے باہر ہیں۔

کے خورِ ترقیمِ تست اے بے خرد   بلکہ وصفت لائق طردست و رد

...... اے بے سمجھ! یہ کرامات ایسی ہیں کہ تو ان کے لکھنے کے لائق نہیں بلکہ تیری تعریف رد کرنے اور پھینک دینے کے قابل ہے۔

پس ہماں اولیٰ کہ کن شغلِ دعا   از طفیلِ نائب خیرُ الوریٰ

...... لہذا یہی بہتر ہے کہ تو حضرت خیر الوریٰ کے خلیفہ کے طفیل دعا میں مشغول ہو جا۔

یا الٰہی رحم کن برایں حقیر   از طفیل ایں ولی غوثِ کبیر

...... اے اللہ! اس حقیر پر اس ولی اور بزرگ غوث کے طفیل رحم فرما۔

وہ مرادِ ایں حقیرِ بے نوا   واقفی برحالِ زارم اے خدا[۱]

...... اس عاجز اور حقیر کی مراد برلا۔ اے خدا! تو میرے حال زار کا واقف ہے۔

---

[۱] شاہ محمد مظہر فاروقی مناقب ومقامات سعیدیہ (فارسی) ص ۱۲۳۔۱۲۴

حلیہ

آپ کی ظاہری عادات ایسی تھیں کہ دیکھنے والا شیفتۂ جمال و فریفتۂ کمال ہوتا' درمیانہ قد مائل بہ درازی' رنگ گندم گوں' سر مبارک بڑا' پیشانی کشادہ' آنکھیں سرگیں مخمور' ابرو غیر پیوستہ' ناک بلند' رخسار نرم' منہ کھلا' دانت روشن' چہرۂ زیبا گول آفتابِ تاباں یا مہتابِ درخشاں' جو دیکھتا "هَذَا وَلِيُّ اللّٰهِ حَقًّا" (ترجمہ: "سچ بات یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں") اس کی زبان پر ہوتا۔ داڑھی گھنی سینہ بھرتی جس کے بال اکثر سفید ہو چکے تھے۔ سینہ فراخ و عریض' ہاتھ' پاؤں نہایت نرم و نازک (لطیف)' بدن فیض معدن سے خوشبو آتی' آپ کے لباس سے پسینہ کی بد بو نہ آتی' معتدل الجسم تھے' کوئی عضو بے مناسب نہ تھا' سر پر متوسط پگڑی اور ٹوپی' سینہ پر شق ہونے والی قمیص' شلوار پہنتے عصاء اور تسبیح ہاتھ میں رکھتے۔ لباس خوب و ناخوب جس طرح کا میسر آجاتا استعمال فرما لیتے۔[1]

---

[1] ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین شاہ محمد معصوم فاروقی ص : ۸۲ تا ۸۳

اوصاف واخلاق

آپ حلیم الطبع تھے کسی سے خواہ کیسی ہی تقصیر وخطا صادر ہو کبھی آپ نے سختی کے ساتھ بلکہ نرمی سے بھی غصہ نہیں کیا۔ مواخذہ تو بہت دور کی بات ہے گفتگو نرم، شیریں ودل پذیر فرماتے سننے والا فریفتہ ہو جاتا۔ ٹھہر کر اور آہستگی سے کلام فرماتے شاہ محمد معصوم لکھتے ہیں کسی ایک سے نہیں بلکہ سارے احباب سے سُنا کہ اہل واولاد کی نسبت مریدین، محبین ومخلصین کے ساتھ محبت، شفقت اور عنایت ایسی تھی کہ ہر شخص کو یقین ہوتا میری طرح کسی پر مہربان نہیں۔

سخاوت اس درجہ کی تھی دوسروں کیلئے بہتر اور اپنے لئے بدتر اختیار فرماتے بلکہ عُسر میں بھی دوسروں کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھتے۔

زہد وورع ضربُ المثل تھا استقامت ایسی کہ پہاڑ ہل جائے لیکن آپ کو جنبش نہ ہو، توکل آپ ہی کا حصہ تھا سو سے زائد آدمی ہمیشہ آپ کی خانقاہ میں رہتے ان کی ساری ضروریات کے آپ متکفل تھے اور ایک پیسہ کی آمدنی کسی جانب سے مقرر نہ تھی۔

شاہ محمد معصوم فرماتے ہیں: فقیر قسمیہ طور پر کہتا ہے کہ آپ سے کبھی کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی ظاہری وباطنی تلامذہ کے علاوہ سینکڑوں محتاجوں، مریضوں کی ضروریات وحاجات پوری کرتے۔ صبح کے حلقہ کے بعد بہت سے ضرورت مند مردوزن اپنی حاجات برآری کیلئے حاضر ہوتے کوئی پانی دم کراتا، کوئی تعویذ لکھواتا، کوئی تشتریاں لکھواتا، کوئی دم کرواتا، کوئی حصولِ مراد کی دعا کرواتا، آپ سب کی حاجت روائی کرتے وہ اپنی مرادیں آپ کے توسط سے پاتے۔

اگر اہلِ دنیا حاضر ہوتے تو ان سے ایسے مکارمِ اخلاق سے پیش آتے کہ وہ حیران رہ جاتے، فرمایا کرتے کہ حضرت پیرومرشد (شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ) اکثر دنیاداروں کو اپنی مجلس میں نہ آنے دیتے مگر ہم اپنے اخلاق کے باعث انہیں کچھ کہہ نہیں سکتے۔

انتہائی رقیق القلب تھے ایسے اخلاق کے باوجود ظاہری ہیبت کا یہ عالم تھا کوئی کتنا ہی پرجلال وحشمت ہو کسی کو آپ کے سامنے دم مارنے کی مجال نہ ہوتی ۔

ہیبتِ حق است ایں از خلق نیست　　　ہیبت ایں مردِ صاحب دلق نیست

ترجمہ: ''یہ حق تعالیٰ کی ہیبت ہے یہ مخلوق کی ہیبت نہیں، اور نہ ہی یہ گوڈری پوش آدمی کی ہیبت ہے''۔

مرتبہ حضور اور یادِ باری تعالیٰ اس قدر تھی کہ کسی وقت غفلت نہ ہوتی تھی۔

ازدروں شو آشنا و زبروں بے گانہ وش　　　ایں چنیں زیباروش کم بود اندر جہاں

...... باطن کے لحاظ سے آشنا اور ظاہر کے اعتبار سے بے گانوں کی مانند رہو۔ ایسی خوبصورت روش دنیا میں بہت کم ہوتی ہے۔

خلقِ خدا پر رحمت ومہربانی آپ کا پسندیدہ شیوہ تھا، انتہائی متواضع تھے آپ جامعِ کمالاتِ ظاہری وباطنی تھے لیکن کبھی کسی نے آپ کی زبان سے یہ نہیں سُنا کہ ہم کو یہ کمال حاصل ہے ایک ادنیٰ خادم سے بھی خود کو کمتر سمجھتے تھے۔ اہلِ فضل وکمال سے تکریم وتعظیم سے پیش آتے۔ خصوصاً علماء ومشائخ کا سروقد احترام کرتے، نصیحت کے وقت کوتاہی نہ فرماتے۔ حیاء ایسی تھی کہ کسی کی طرف غور سے نہ دیکھتے۔ قناعت ایسی تھی جو موجود ہوتا اسی سے خوش رہتے۔ کھانے پینے میں کچھ قید نہ تھی جو کچھ میسر ہوتا خواہ اچھا ہو یا برا نوش کرتے۔ گفتگو بہت کم کرتے۔ کھانا کم کھاتے شب و روز چار چھٹانک سے کم تناول کرتے۔ بہت کم سوتے سفر وحضر میں تہجد قضا نہ ہوئی۔ قرآنِ کریم ایسی خوبصورت آواز اور تجوید سے پڑھتے کہ اس کی کیفیت سماع پر موقوف تھی خصوصاً تراویح میں سینکڑوں آدمی دور ونزدیک سے آپ کی قراءت سُننے کیلئے حاضر ہوتے اور متاثر ہوتے صاحبِ نسبت اور اربابِ وجدان کا حال دیدنی ہوتا، سامعین پر قراءتِ حقیقی کا پرتو پڑتا، فیضانِ قرأت شریف شجرِ موسوی کا نمونہ تھا کوئی پردہ حائل نہ رہتا۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز　　　ورنہ در صحبتِ رنداں خبرے نیست کہ نیست

ترجمہ: ''راز کے بے پردہ ہونے میں مصلحت نہیں ہے ورنہ رندوں کی مجلس میں ہر خبر موجود ہوتی''۔

نمازِ پنجگانہ، جمعہ، عیدین کی امامت دہلی میں خود فرماتے تھے مگر غدر کے وقت معذوری کی بنا

پر اپنے بڑے فرزند حضرت شاہ عبدالرشید قدس سرہٗ کو اپنا قائم مقام بنا دیا۔

سلامتِ عقل، استقامتِ ذہن، اصابتِ فکر اور حسنِ رائے حد درجہ تھی، بڑے بڑے ذہین و فطین لوگ بھی اپنے مشکل امور کے تصفیہ میں عاجز آتے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حل پاتے۔

پاک دامن تھے، انتہا درجہ کے پرہیزگار تھے۔ شہوات و صفاتِ رذیلہ آپ پر غالب نہ ہوتیں۔ پہلے سلام فرماتے۔ غریبوں کی دعوت پر تشریف لے جاتے یتیموں کی امداد فرماتے۔ کریم النفس، رقیق القلب، شدید الخشیہ اور کثیر الہیبہ تھے کسی کو آپ کے سامنے دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ ہمیشہ ذکر و فکر میں ہوتے، قوی الحضور تھے خصوصاً نماز میں حضور کی شان نرالی ہوتی۔ شاہ محمد مظہر فاروقی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: فقیر نے آپ کی طرح حضوری اور مشاہدہ والی نماز کسی کو پڑھتے نہیں دیکھا، اس دنیا سے قطع تعلق کر لیتے، قرآنِ کریم کی تلاوت کے وقت حجاب اُٹھ جاتے اور حضرت کی زبان شجرۂ موسوی کی طرح ہو جاتی۔ آپ کی قراءت بالخصوص فرائض اور تراویح سننے سے ایسے عالی شان احوال و اسرار ظاہر ہوتے جن کو الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا۔ سینکڑوں لوگ قرآنِ کریم سننے کیلئے دور و نزدیک سے حاضر ہوتے اور سارے متاثر ہوتے سالکین و مریدین کو ذوق حاصل ہوتا اور حضرت احوالِ عالیہ میں سرشار ہوتے۔ حضرت شاہ محمد مظہر فاروقی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ یہ کم ترین فناء کی معراج کو پہنچا ہوا تھا۔ آپ سے قرآنِ مجید کی سماعت کی برکت سے وجود اور بقا کے شرف سے مشرف ہوا۔ آپ کی قراءت کی سماعت سے گویا دیدارِ حق کی کیفیت جلوہ گر ہو جاتی۔ ختم قرآن مجید کی رات اس کیفیت کا مشاہدہ ہوا کرتا تھا۔ آپ کے خشوع و خضوع کا عکس تمام حاضرین پر طاری ہو جاتا۔ ذات باری کی تجلی کا فیضان ہوتا۔ وجد اور حال کے غلبہ کے باعث یوں محسوس ہوتا کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہیں۔

حضرت صفاتِ الٰہیہ سے موصوف اور اخلاقِ نبویہ کے ساتھ مزین تھے (اس وقت) آپ سے زیادہ فضیلت اور اخلاق والا نہ دیکھا گیا۔

جس دینی مسئلہ میں مناظرہ کرتے غالب آتے، اپنے وقت کے ایسے بڑے زیرک و عقل

مند لوگ جن سے لوگ صلاحِ امور کیلئے مشورے کرتے وہ مشورہ کی خاطر آپ کی طرف رجوع کرتے۔ ایک دفعہ دو دنیا دار افراد کے درمیان کسی معاملہ میں جھگڑا ہو گیا دونوں چرب زبانی مکرو فریب اور حیلہ سازی میں یکتا تھے۔ کئی سال یہ جھگڑا رہا حتیٰ کہ حاکمِ وقت ان کے فیصلہ سے عاجز آ گیا آخر آپ کو حَکَم بنایا گیا' حضرت نے دونوں کی گفتگو سُنی ایک گھڑی میں ان کے درمیان خصومت ختم ہوگئی حاکم و رعایا نے بڑا تعجب کیا۔ حاکم نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ اگر اجازت ہو تو مشکل امور میں آپ کی طرف رجوع کیا کریں آپ نے فرمایا:

فرصتِ ایں کار ہانیست مرا معذور دارند ''ان کاموں کی فرصت نہیں مجھے معذور جانیں''۔

صلہ رحمی بہت کرتے کوئی ادنیٰ رشتہ دار جو حضرت امام ربانی رحمہ اللہ کی اولاد سے ہوتا کمالِ تعظیم و توقیر اور خدمت کرتے فرماتے کہ یہ صاحب زادے اور ہمارے پیر زادے ہیں ان کے ساتھ مساوات کیا معنیٰ رکھتی ہے' میں ان کا خادم ہوں۔ اہل و نا اہل کے ساتھ احسان آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا جتنا کوئی ان سے بُرا سلوک کرتا آپ اس کا بدلہ بڑے احسان کے ساتھ کرتے۔ فرماتے جو کوئی ہمیں رنج پہنچائے اس کیلئے راحت بہت ہے۔ امین تھے کثیر و قلیل میں مالک کی اجازت کے بغیر تصرف نہ کرتے مگر کبھی اپنے کسی مریدِ صادق کے مال میں حسبِ ضرورت تصرف کرتے کیونکہ اس کا مال بلکہ اس کی جان آپ پر فدا ہوتی۔

اہلِ دنیا کے ساتھ اتنی نرمی اور پیار و محبت سے پیش آتے۔ ان کا دل آپ طرف سے سرد ہو جاتا وہ خیال کرتے کہ حضرت ہماری طرح ہیں ان میں درویشی کا کوئی اثر نہیں حضرت شاہ محمد مظہر فاروقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ آپ کا سترِ احوال تھا اور اپنے آپ کو اغیار کی نظروں سے پوشیدہ رکھنے کیلئے تھا۔ الفت و محبت بلکہ خدمت و ایثار میں فریدِ وقت تھے۔ ہمیشہ قلیل و حقیر چیز اپنے نفس کیلئے اور جمیل و نفیس دوسروں کیلئے اختیار فرماتے۔ جود و کرم' مروّت اور سخاوت میں مستثنائے روزگار تھے۔[۱]

---

[۱] دیکھئے مناقب و مقامات احمدیہ سعیدیہ شاہ محمد مظہر فاروقی ص : ۱۵۴ تا ۱۵۹
ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین شاہ محمد معصوم فاروقی ص : ۷۹ تا ۸۲

اعمال وتعویذات

حاجات برآری کیلئے:

(۱)...... حاجات برآری کیلئے اس طریقہ پر سورۂ یٰسین پڑھنا مفید ہے۔ پہلے تین بار درود شریف پڑھ کر لفظ یٰسین کا تین بار تکرار کرے ہر مبین پر پہنچے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، نَسْتَعِیْن تک پڑھے اور انگشتِ شہادت اُٹھا کر کلماتِ اذان کہے جب سَلَامٌ قَوْلاً مِنْ رَّبٍ رَحِیْمٍ پر پہنچے تو سات بار پڑھے۔ اس کے بعد یا سلام یا رب یا رحیم تینوں اسماء کو سات بار پڑھے۔ جب ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْم پہنچے تو اس آیت کا سات بار تکرار کر کے یَا قَدِیْرُ یَا عَزِیْزُ یَا عَلِیْمُ سات بار کہے۔ جب مثلھم پر پہنچے تو تین بار یہ کلمہ کہے سورۃ مکمل کر کے سورۂ فاتحہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن تک پڑھ کر انگشتِ شہادت سے اشارہ سے اذان پڑھ کر سورۂ فاتحہ پوری کرے۔ درود شریف، لاحول، یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام، یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ سو سو بار پڑھ کر تین بار درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب جناب امامِ ربانی مجدد الفِ ثانی رضی اللہ عنہٗ کو بخش کر اپنی حاجت اس سورہ کے واسطہ سے بارگاہِ الٰہی میں پیش کرے، اگر درمیان میں کام ہو جائے تو بہتر ورنہ چالیس دنوں تک پڑھے۔

(۲)...... سورۂ مزمل اس ترتیب سے پڑھے: یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ زَمِّلْنِیْ زَمِّلْنِیْ زَمِّلْنِیْ بِقُدْرَتِکَ الْخَفِیِّ وَأَدْرِکْنِیْ فِیْ قَضَآءِ حَاجَتِیْ یَا أَحْمَدُ اکتالیس مرتبہ، نمازِ فجر کے بعد یا عصر و مغرب کے درمیان یا بین العشائین (مغرب وعشاء) کے درمیان تکرار کرے۔ اگر ساری سورۃ کا عمل کرے تو تمام موکل جو لکھے ہیں پڑھے۔ آغاز میں یَا اللّٰہُ اِسْرَافِیْلُ یَا سَمُوْطِیْنَا بِحَقِ یَا اللّٰہُ یَا بَدُوْحُ یَا جِبْرَائِیْلُ کہے قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِصْفَہٗ آخر تک جب رب المشرق والمغرب پر پہنچے۔ اس کلمہ کا گیارہ بار تکرار

کرے۔ جب کلمہ سَبِیْلًا پر پہنچے تو یَاعَزِیْزَ الْوَهَّابِ پانچ سو بار پڑھے۔ اول وآخر درود شریف ۴۷ بار پڑھے۔ اسی انداز پر چالیس بار پڑھے۔

درد سر کیلئے:

درد سر کیلئے زیادہ مفید یہ ہے اپنا ہاتھ درد والے کے سر پر رکھ کر یہ کہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ خَیْرَ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ اِسْمُهٗ بَرَکَةٌ وَّشِفَاءٌ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ بِیَدِهِ الشِّفَاءُ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

تین بار یا سات بار اس کے تکرار سے تسکین ہو جائے گی۔

دفع جن کے لئے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ هٰذَا کِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اِلٰی مِنْ طَرَقَ الدَّارَ مِنَ الْعُمَّارِ وَالزُّوَّارِ وَالسَّائِحِیْنَ اِلَّا طَارِقًا یَطْرُقُ بِخَیْرٍ یَا رَحْمٰنُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْحَقِ تستعةً فَاِنْ تَکُ عَاشِقًا مُوْلِعًا اَوْفَاجِرًا مُقْتَحِمًا اَوْ رَاعِیًا حَقًّا مُبْطِلًا هٰذَا کِتَابُ اللّٰهِ یَنْطِقُ عَلَیْنَا وَعَلَیْکُمْ بِالْحَقِ اِنَّا کُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَرُسُلُنَا یَکْتُبُوْنَ مَا تَمْکِرُوْنَ اُتْرُکُوْا صَاحِبَ کِتَابِیْ هٰذَا وَانْطَلِقُوْا اِلٰی عَبَدَةِ الْاَصْنَامِ وَاِلٰی مَنْ یَزْعَمُ اِنَّ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُکْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ تُقْلَبُوْنَ۔ حٰمٓ لَا تُنْصَرُوْنَ حٰمٓ عٓسٓقٓ تَفَرَّقَ اَعْدَاءُ اللّٰهِ وَبَلَغَتْ حُجَّةُ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

یہ مکتوب لکھ کر مریض کی گردن میں لٹکائے حق سبحانہٗ وتعالیٰ اس کو شفا دے گا۔

پیشاب اور پاخانہ کی بندش کیلئے:

یہ لکھ کر مریض کو پلائے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ وَ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۔

سلسل بول، پیشاب نہ رُکنے، خون بہنے، کثرت حیض اور دائمی نکسیر کیلئے

لکھ کر مریض کو پلائے بہتر ہو جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ قِيْلَ يَا اَرْضُ ابْلَعِيْ مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَاءُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَاءٍ مَّعِيْنٍ ۔

بچوں کی بُری عادات کیلئے:

گردن میں لٹکائے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۔ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۔

نظر بد کیلئے:

ہلدی کی چند گنڈھیوں پر تین تین مرتبہ اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَالْكُفْرُ بَاطِلٌ پڑھ کر آگ میں ڈال کر اس کا دھواں مریض کو پہنچائے۔

برائے دردِ سر:

مریض کے سر پر يَا بَاسِطُ لکھے مرض دور ہو جائے گا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ۔

عداوت ختم کرنے کیلئے:

اگر کوئی آدمی کسی سے ناراض ہو جائے اور چاہے کہ راضی ہو جائے تو اسم مبارک يَا وَدُوْدُ ہر روز ہزار ہزار بار پڑھے اس کے اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ بفضلِ الٰہی

راضی ہو جائے گا۔

حاجت برآری۔ غائب کے حاضر کرنے اور مریض کی شفا کیلئے:

اکتالیس مرتبہ سورۂ فاتحہ فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان پڑھی جائے۔

برائے باولے کتے کے کاٹنے:

خطرہ ہو کہ انسان کو بھی جنون ہو جائے گا

تو چالیس روٹی کے ٹکڑوں پر یہ آیت مبارکہ لکھ کلب گزیدہ کو ہر روز ایک ایک کر کے کھلائے۔

إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا وَأَكِيدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا۔

برائے حفاظت طفل از جمیع آفات:

یہ دعا لکھ کر گردن میں لٹکائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَعَيْنٍ لَامَّةٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ أَلْفِ أَلْفِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

حکمران سے خوف کیلئے:

جو شخص بادشاہ سے ڈرتا ہو تو کٓھٰیٰعٓصٓ کُفِیْتُ پڑھے اور ہر حرف کے ساتھ دائیں ہاتھ کی انگلیاں بند کرتا جائے اور حٰمٓعٓسٓقٓ حُمِیْتُ بائیں ہاتھ کی انگلیاں ہر حرف سے بند کرتا جائے۔ جب اس شخص کے سامنے جائے جس سے ڈرتا ہو تو دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں کھول دے۔

برائے جملہ امراض:

یہ چھ آیاتِ مبارکہ جو آیاتِ شفا کے نام سے موسوم ہیں چینی کے برتن میں لکھ کر پانی میں دھو کر مریض کو پلائے۔ تین روز یا سات روز میں شفا ہو جائے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ (۱) وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ۔
(۲) وَشِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ۔ (۳) یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ۔
فِیْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ۔ (۴) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔
(۵) وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ۔ (٦) قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی وَّشِفَاءٌ۔

سی وسہ آیاتِ قرآنی:

جادو، شیاطین اور چوروں، درندوں سے حفاظت کیلئے اور مسحور کو لکھ کر پلائے یا پڑھ کر مریض کو دم کرے۔ یا مریض کو پڑھنے کا حکم دے۔ حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ فرمایا کرتے: جو شخص یہ آیات صبح و شام ایک ایک بار پڑھے امانِ الٰہی میں رہے گا کوئی رجعت اس پر اثر نہیں کرے گا۔ شیطان اور بدخواہوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔

آیاتِ مبارکہ یہ ہیں: سورۂ بقرہ کی پہلی چار آیات۔ آیۃ الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیات خالدون تک۔ سورۂ بقرۃ کی آخری تین آیات۔ (للّٰہ ما فی السمٰوات الخ) سورۂ اعراف کی تین آیات إن ربکم اللّٰہ...... محسنین تک۔ سورۃ بنی اسرائیل کے آخر قل ادعوا اللہ أو ادعوا الرحمن الخ۔ سورۃ الصافات کی پہلی دس آیات، سورۂ الرحمٰن کی دو آیت یامعشر کی پہلی آیتیں الجن سے تنتصران تک۔ سورۃ الحشر آخری آیت لو أنزلنا سے آخر تک۔ سورۃ الجن وَاَنَّهٗ تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا سے شَطَطًا تک۔ یہ تینتیس آیات ہیں اور بعض سورۂ فاتحہ، چار قل سورہ جن کے اول سے لے کر شططا تک کا اضافہ کرتے ہیں۔

فوائد اسمائے اصحاب کہف:

یہ اسمائے مبارکہ غرق ہونے، جلنے، چوری، تباہی وغیرہ اور امراض و حاجات کیلئے لکھے اور اسماء مبارہ کو مکان، کشتی یا سامان میں رکھے تو امانِ الٰہی میں رہے گا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اِلٰهی بِحُرْمَتِ یَمْلِیْخَا مَکْسَلْمِیْنَا کَشْفُوْطَطْ تَبْیُوْنَسْ اٰذَرْ فَطْیُوْنُسْ کَشَافَطْیُوْنَسْ یُوَانِسْ بُوْسْ وَکَلْبُهُمْ

قِطْمِيرٌ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ۔

دفعِ حاجت:

يَا بَدِيْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ يَا بَدِيْعُ

(۱۲۰۰) بارہ سو بار بارہ دن پڑھے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے حاجت پوری فرمادے گا۔

ایضاً

حاجت کے باعث غم زیادہ ہو تو چار رکعت نماز اس طریقہ سے ادا کرے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ سو مرتبہ پڑھے۔ دوسری رکعت میں رَبِّ إِنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ سو مرتبہ پڑھے، تیسری رکعت میں وَأُفَوِّضُ أَمْرِيْ إِلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ سو مرتبہ پڑھے اور چوتھے رکعت میں قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ سو بار پڑھے، پھر سلام کے بعد سو مرتبہ یہ کہے۔ رَبِّ إِنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ۔

گھر میں نزول شیاطین اور سنگ باری کیلئے:

آیت مبارکہ إِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّأَكِيْدُ كَيْدًا رُوَيْدًا تک چار لوہے کی میخیں لے کر پچیس مرتبہ ہر ایک میخ پڑھ کر ہر ایک کو گھر کے چاروں کونوں میں دفن کرے۔

ایضاً:

اسماءِ اصحابِ کہف کو لکھ کر گھر کے چاروں کونوں میں چپکائے۔

اولادِ نرینہ کیلئے:

آیت کریمہ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالُ۔ يَا زَكَرِيَّا إِنَّا

نُبَشِّرُكَ بِغُلَامِ نِ اسْمُهُ يَحْيٰ لَمْ نَجْعَلْ لَهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًا۔ بِحَقِ مَرْيَمْ وَ عِيْسٰى اِبْنًا صَالِحًا طَوِيْلَ الْعُمْرِ وَبِحَقِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَسَلَّمَ۔

یہ لکھ کر کمر میں باندھے۔اللہ اس کو فرزندِ نرینہ عطافرمائے گا۔

امراض کیلئے آپ کے دیگر معمولات کی تفصیل دیکھئے۔مناقب ومقاماتِ احمدیہ سعیدیہ۔شاہ محمد مظہر فاروقی ص ۱۰۷۔۱۱۳

کرامات

سب سے بڑی کرامت محبانِ خدا کے نزدیک محبتِ خدا اور سُنّتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع ہے، علاوہ ازیں مریدین کا تصفیۂ قلوب و تزکیۂ نفوس، مردہ دلوں کا زندہ کرنا، گرفتاریٔ ماسوا سے نجات، ہدایتِ خلق، دوامِ حضور و آگاہی، حل مشکلات اور قضائے حاجات بھی کرامات سے ہیں یہ سارے اوصاف و کمالات آپ کی ذات میں بدیہی طور موجود تھے مگر عوام تصرفات اور خرقِ عادات کو کرامات جانتے ہیں وہ بھی بہت ظاہر ہوئی ہیں۔ چند تحریر کی جاتی ہیں:

کرامت : آپ کے فرزندِ ارجمند حضرت شاہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ دورانِ سفر راستہ بھول گیا نہایت پریشان تھا کہ اچانک آپ ظاہر ہوئے اور گھوڑے کی لگام پکڑ کر سیدھے راستہ پر لے آئے چند بار ایسا ہی ہوا پھر پورے اطمینان سے گھوڑے کی لگام چھوڑ کر سفر طے کیا۔ نیند بھی کی، اس قطب زمان کی نگہبانی کے باعث کبھی رستہ نہ بھولا۔ باوجودیکہ راستے میں پہاڑ وغیرہ بھی تھے۔

کرامت : حضرت شاہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ کے عقدِ نکاح کو تقریباً دس برس گزر گئے، لاعلاج امراض کے سبب اولاد نہ ہوئی آپ کی والدہ مرحومہ ہمیشہ اس بارے میں فرمایا کرتیں زوجہ محترمہ کے عزیز و اقارب بھی شک میں مبتلا تھے۔ آپ کے دوسرے فرزند لکھتے ہیں کہ میں نے کمالِ تضرع سے التجا کی کہ اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام کو بارگاہِ ایزدی سے بڑی قدرتیں حاصل ہوتی ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قادر ہے اگر بچہ کی پیدائش قسمت میں لکھی ہوئی نہ بھی ہو تب بھی تغیر و تبدل اسی کے دستِ قدرت میں ہے اس پر یقین رکھنا چاہئے۔ ان شاء اللہ فرزند پیدا ہوگا آپ کی بشارت کے مطابق فرزند پیدا ہوا بلکہ اس کے بعد دو فرزند اور بھی پیدا ہوئے۔

کرامت : حضرت شاہ محمد مظہر علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں: میں حج کے ارادہ سے بمبئی

بندرگاہ پہنچا عربوں اور ترکوں کی آپس میں جنگ کی وجہ سے جہاز رکے ہوئے تھے دو ماہ تک رستہ کھلنے کا انتظار کیا کوئی جہاز میسر نہ آیا پریشان ہو کر اس غوثِ زمان کی بارگاہ میں التجا کی مکاشفہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت دریا کے کنارہ پر عصا ہاتھ میں لیئے کھڑے ہیں اور مالکانِ جہاز کے نام لیکر فرما رہے ہیں کہ اے فلاں! اے فلاں! تم کہاں چلے گئے ہو۔ میرے فرزند کو اتنے دِن انتظار میں گزرے ہیں اور تم نے اسے اب تک سوار نہیں کیا جلدی سوار کرو دو تین دِن گزرے تھے کہ جہاز سوات کی بندرگاہ سے سواری کیلئے آ گیا۔ کرایہ کا سامان بھی غیب سے پیدا ہو گیا میری کوڑی بھی خرچ نہ ہوئی۔ سوار ہو کر روانہ ہوئے تو بندرگاہ حُدَیْدَہ سے آگے گزرے تو مغرب کے وقت شدید طوفان آ گیا۔ سمندر میں سخت طغیانی پیدا ہوئی، پردے پھٹ گئے، اوپر والی لکڑی بھی ٹوٹ گئی یہ حالت دیکھ کر تمام حاجی، ملّاح اور معلّمین مایوس ہو گئے، اس وقت میں نے آپ کی بارگاہ سے مدد طلب کی، دیکھتا ہوں کہ آپ ظاہر ہوئے جہاز کو پشت پر اُٹھا کر اس عظیم طوفان و طغیانی سے نکال دیا۔ ہوا رک گئی سمندر ساکن ہو گیا۔ ہم نے نماز عشاء ادا کی جہاز اور اہلِ جہاز محفوظ و سلامت رہے۔

کرامت : ملا حسن بخاری خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہما (جو بڑے قوی نسبت و کشفِ جلی والے بزرگ تھے) بیان کرتے ہیں کہ ایک روز صبح کے حلقہ میں آپ کی خدمت میں مراقب تھا حالتِ غیبت میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ آپ کی دائیں طرف کتاب ہاتھ لئے بیٹھے ہیں میں نے دریافت کیا کہ یہ کتاب کیسی ہے؟ اُنہوں نے فرمایا، وہ کتاب ہے کہ اس میں متقدمین و متاخرین اولیاء کے اسمائے گرامی لکھتا ہوں، اور میں اس کام پر مامور ہوں، مَیں نے عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی لکھا ہے فرمایا ہاں لکھا ہے تصحیح کیلئے لایا ہوں۔

شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ حالت مکاشفہ میں مَیں نے کتاب دیکھی جس میں گروہ اولیاء کے نام مراتب قرب کے اعتبار سے لکھے ہوئے ہیں اور آپ کا نام حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی، حضرت معروف کرخی، حضرت داؤد طائی، حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہم جیسے اولیاء کرام میں لکھا دیکھا۔ اس سے آپ کے مقام کی رفعت معلوم ہوتی ہے۔ زمانہ کی تقدیم و تاخیر پر نظر نہیں کرنی چاہیے اور اس امر پر یہ حدیث مبارکہ مشاہد عادل ہے۔ مثل أمتی مِثْلُ الْمَطَرِ

لَا یُدْرٰی اَوَّلُہٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُہٗ۔ (رواہ الترمذی)

کرامت : شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار آپ ایک مریض کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے، میں بھی آپ کے ہمراہ تھا ایک انتہائی حسین لڑکا نزع کی حالت اور سکرات موت میں گرفتار بے حس و بے حرکت پڑا تھا موت کے غرغرہ کے سوا اس کے کسی عضو میں حرکت باقی نہ تھی۔ اقرباء روئی سے اس کے منہ میں پانی ٹپکا رہے تھے۔ قریب تھا کہ اس کی جان نکل جائے اس کی ماں آپ کی مریدہ تھی، اس نے لڑکے کو آپ کے قدموں میں ڈالا اور بڑی عجز و زاری سے عرض کرنے لگی یہ میرا ایک ہی لڑکا رہ گیا ہے۔ اس کے بھی آخری سانس ہیں بڑی بے قراری و زاری کی یہاں تک کہ آپ بھی آب دیدہ ہو گئے، دریائے رحمت جوش میں آیا آپ نے اس کی طرف بکمالِ محبت توجہ فرمائی اور پھر انتہائی تضرع سے دیر تک دعا کی اور اس کی ماں کو فرمایا، بلا ٹل گئی ہے تیرا لڑکا انشاء اللہ زندہ رہے گا۔ اسی وقت اس نے حرکت کی آنکھیں کھولیں اور کھانا مانگا حضرت نے چند لقمے اپنے دست مبارک سے کھلائے۔ آپ کی توجہ اور برکت سے لڑکا تندرست ہو گیا۔

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید دیگراں ہم بکنند آں چہ مسیحا می کرد

...... روح القدس کا فیض اگر دوبارہ مدد کرے تو دوسرے بھی وہی کچھ کرنے لگیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا کرتے تھے۔

کرامت : نواب علاؤ الدین احمد خان رئیس لوھارونی نے ایک شخص کے توسط سے عرض کی کہ میری اہلیہ حاملہ ہے مجھے تردد ہے کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی، مہربانی فرما کر مجھے مطمئن فرما دیں۔ فرمایا خاطر جمع رکھو اچھے نصیبوں والا لڑکا ہوگا چنانچہ آپ کے فرمان مطابق لڑکا پیدا ہوا۔

کرامت : آپ کے خادم میاں عبداللہ شاہ مرحوم بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مجھے اپنے وطن کا شوق غالب آیا آپ نے اجازت نہ دی، میں نے فرار کا ارادہ کیا کہ حضرت سے خواجہ رحمہ اللہ کی زیارت کی اجازت طلب کی (جو دہلی سے سات کوس ہے اور ارادہ کر لیا کہ وہاں سے وطن چلا جاؤں گا)۔ حضرت نے اجازت دے دی اور حضرت جو بھی زیارتِ خواجہ صاحب کیلئے کہتا تو

اس سے آپ کی مراد خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ ہوتے جن کا مزار دہلی میں لاہوری دروازے سے باہر ہے، جب میں خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے روانہ ہوا راستہ میں میرے پاؤں اُلٹے پڑنے لگے جتنی کوشش کرتا اس طرف جاؤں ممکن نہ ہوتا بلکہ دیکھنے والے حیرت سے دیکھتے کہ یہ شخص کیسے دیوانہ ہوگیا پشت کی جانب اُلٹا چلتا ہے اس وقت سمجھا یہ حضرت کا تصرف ہے بالآخر عاجز آ کر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کی زیارت کی جانب چلا زیارت شریف پر حاضر ہوکر بڑا نادم ہوا، بڑی عجز وزاری سے رویا اور مراقب ہوکر بیٹھا اچانک غیبت طاری ہوئی اسی حالت میں دیکھتا ہوں کہ شہر کا دروازہ بند ہے میں اس کو کھول کر باہر نکل آیا، سپاہی گرفتاری کیلئے میرے پیچھے دوڑتے ہیں میں بھاگتا ہوں لیکن مجھے گرفتار کرکے حاکم کے پاس لائے، حاکم نے بِلا اجازت شہر دروازہ کیوں کھولا اور کیوں بھاگا؟ سپاہیوں کو حکم دیا کہ اسے مارو، اُنہوں نے اتنا سخت زدوکوب کیا کہ قابلِ بیان نہیں، جتنا چیخا چلایا کسی نے نہ سُنا۔ اس وقت مجھے ہوش آیا دیکھتا ہوں، مزار مبارک حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ کی بائیں جانب پڑا ہوں، آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اعضائے بدن زدوکوب کی وجہ سے درد کر رہے تھے۔ بصدقِ دل توبہ کی اور اگلے سفر کا ارادہ ملتوی کر دیا پھر حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا، عتاب کی نگاہ سے آپ نے مجھے دیکھا اور فرمایا، حضرت خواجہ کی زیارت کر آئے ہو میں نے خجالت کے ساتھ واقعہ عرض کیا، آپ نے تبسم فرما کر سکوت اختیار کیا۔[1]

ان کرامات کے علاوہ اور بہت سی کرامات ہیں انہیں چند پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اب چند مکاشفات ہدیۂ شائقین کیے جاتے ہیں۔

---

[1] ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین شاہ محمد معصوم فاروقی ص : ۸۷ تا ۹۱

مکاشفات

فرمایا: میں بارہا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواب' بیداری اور مراقبہ میں زیارت سے شرف یاب ہوا' آپ نے قسم قسم کی عنایات اور گوناگوں بشارات سے ممتاز فرمایا۔ چونکہ فقیر محمدی المشرب ہے لہٰذا عنایاتِ خاص خصوصاً جب کسی مصیبت اور بیماری میں مبتلا ہوا' امراض کے وقت حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح پرفتوح ظاہر ہوتی اور مدد فرماتی اور بیمار پرسی کرتی رہی جس کا مجھے مشاہدہ ہوتا رہا۔ کیونکہ محمدی المشرب اس اصل الاصول اور کل الکل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معنوی مخصوص جزو ہوتا ہے اور یہ امر عیاں ہے کہ اصل کا فرع کی جانب جو میلان اور انجذاب ہوتا ہے وہ فرع کا اصل کی طرف نہیں ہوتا۔ اگرچہ فرع کی احتیاج اس کے عکس کا تقاضا کرتی ہے۔ ایسے مکاشفات کی تفصیل بہت طویل ہے۔

مکاشفہ : ایک بار ماہِ رمضان المبارک جبکہ حضرت والد ماجد حج کو تشریف لے گئے تھے۔ خانقاہ کے اندر نمازِ تراویح میں مشغول تھا اس وقت مشاہدہ ہوا کہ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بعض صحابہ کبار کے ہمراہ نزولِ اجلال فرمایا اور نماز اس عاصی کی اقتداء فرمائی تمام مسجد خوشبو سے معطر ہوگئی۔ صاحبِ ادراک احباب مدہوش ہوگئے اور اربابِ کشف احباب نے مشاہدۂ جمال رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشرف ہوکر سعادتِ دارین حاصل کی دو رکعت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اقتداء فرمائی۔ گویا اس بندہ ضعیف کا قرآن کریم سننے کیلئے تشریف فرما ہوئے ساعت کے بعد آپ نے اپنے غلام کی قراءت کی تحسین فرمائی۔

مکاشفہ : ایک بار تسبیح خانہ میں مراقب تھا مشاہدہ ہوا کہ حضرت محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لاکر آسمان وزمین کے درمیان جلوہ افروز ہیں اس کمینہ پر توجہ فرمانا شروع کی' اس توجہ عالی سے ایسے مقاماتِ عالیہ اور حالاتِ سامیہ حاصل ہوئے کہ تحریر وتقریر سے خارج

ہیں یہ ایسی توجہ خاص تھی کہ افرادِ امت سے کم ہی کسی کو ایسی توجہ کا اعزاز بخشا ہو۔

مکاشفہ : ایک بار دیکھا کہ ایک شخص گھوڑا لے کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ گھوڑا تمہاری سواری کیلئے بھیجا ہے اور تمہارا انتظار کر رہے ہیں جلد سوار ہو کر خدمت عالیہ میں حاضر ہو جاؤ' میں نے اپنے دل میں کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے پر سوار ہونا بے ادبی ہے اس پر کس طرح سوار ہو سکتا ہوں۔ اس شخص سے کہا جگہ قریب ہے میں پیدل حاضر ہوتا ہوں تم گھوڑا لے آؤ۔ انتہائی جلدی میں دوڑتا ہوا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' دیکھتا ہوں کہ حضرت محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور لوگوں کی بہت بڑی جماعت حاضرِ خدمت ہے اور ایک جنازہ رکھا ہوا ہے گویا میری امامت کے منتظر ہیں' میں نے آگے بڑھ کر جنازہ پڑھایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین کے ہمراہ میری اقتداء کی۔ آپ کے فرزند حضرت شاہ مظہر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے اس مکاشفہ کو بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ اس کی تعبیر میں مجھے تردد ہے۔ تم اس بارے میں کیا کہتے ہو' میں نے عرض کی اس کی تعبیر ظاہر ہے کہ جس طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندہ لوگوں کی چاہت اور رہنمائی کیلئے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ اسی طرح اب گھوڑا ارسال فرما کر مردوں کی فیض رسانی کیلئے ایک نئی نسبت سے سرفراز فرمایا ہے۔ آپ کا نماز جنازہ پڑھانا۔ اس امر کی علامت ہے کہ آپ کو اپنا خلیفہ اور نائب بنا دیا ہے۔ آپ نے فدوی کی یہ تعبیر پسند فرمائی۔

مکاشفہ : ایک بار دیکھا کہ حضرت سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہ کمینۂ خلائق ایک محفل میں شریکِ طعام ہیں بلکہ ایک برتن سے کھا رہے ہیں ۔

ازاں طرف نہ پذیرد کمال او نقصان

وزیں طرف شرفِ روزگارِ من باشد

ترجمہ: ''اس طرف کے کمال میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا' لیکن ادھر مجھے عمر بھر کیلئے شرف نصیب ہو جاتا ہے''۔

مکاشفہ : ایک بار دیکھا کہ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عاصی

کیلئے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے ہاتھ کھانا بھیجا اور فرمایا یہ کھانا خاص سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے لئے بھیجا ہے۔

مکاشفہ : فرماتے ہیں کہ احباب طریقت میں سے ایک شخص نے فقیر سے نسبتِ قادریہ کی توجہ کی التماس کی، فقیر فاتحہ پڑھ کر حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ کی روح کی طرف متوجہ ہوا دیکھتا ہوں کہ حضرت موصوف آ کر فقیر کی گردن پر تشریف فرما ہوئے اور تاج مرصع سر مبارک سے اُتار کر فقیر کے سر پر رکھا اور نسبتِ خاصہ سے سرفراز کیا۔ چند دِنوں تک آپ کی نسبت سے مغلوب رہا اس کا ذوق تو اب تک باقی ہے حضرتِ ممدوح کی نسبت خاصہ کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی۔

مکاشفہ : انہارِ اربعہ رسالہ کے تالیف کے دوران یہ مشاہدہ ہوا کہ ایک بزرگ میرے سامنے آئے اور فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تجھ سے ملال ہے اس سامنے کے مکان میں تشریف فرما ہیں، میں نے ملال کی وجہ دریافت کی تو بتایا کہ حضرت فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے میرا ذکر اپنے رسالہ میں نہیں کیا، میں نے عرض کیا یہ ملال ہزار انعام و اجلال سے بہتر ہے لہٰذا نہرِ رابع حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ شریفہ کی اصطلاحات اور آپ کے طریقہ ذکر سے خاص منسوب کیا اور اشغال طریقہ سہروریہ جو میرے دل میں پوشیدہ تھے فقیر ان کو معرض تحریر میں لانے سے معذور رہا۔

مکاشفہ : ایک روز حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوا، حضرت خواجہ قبر شریف سے نکل کر چند قدم آئے، استقبال کر کے معانقہ فرمایا اور نسبتِ خاصہ القاء فرما کر سرفراز فرمایا۔

مکاشفہ : پھر ایک مرتبہ حاضر ہوا۔ حضرت خواجہ نے ایک شیشی عطر عنایت فرمائی اس کی خوشبو دنیا کی خوشبو سے مناسبت نہ رکھتی تھی۔ اس عطر کے استعمال سے نسبتِ چشتیہ کی کامل قوت حاصل ہوئی۔

مکاشفہ : ایک مرتبہ حضرت خواجہ مذکور کی زیارت کیلئے روانہ ہوا میں نے دیکھا کہ

حضرت خواجہ تشریف لائے اور فقیر کی جانب متوجہ ہو کر یہ شعر پڑھتے تھے۔

عشق آں خانماں خرابے ہست که ترا آورد بخانۂ ما

ترجمہ: ''عشق وہ تباہ و برباد امر ہے جو تجھے ہمارے گھر میں لے آیا ہے''۔

نہایت مہربانی و اظہار مسرت فرماتے ہیں باوجودیکہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ اپنے استغراق کے سبب زائرین کی طرف کم ہی متوجہ ہوتے ہیں۔

مکاشفہ : فرمایا : محبوبِ الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ زائرین کی جانب مکمل توجہ فرماتے ہیں۔ آپ فقیر کے ساتھ کمال درجے کا خصوصی تعلق رکھتے ہیں۔ آپ اور یہ فقیر ہم مشرب یعنی محمدی المشرب ہیں، لہٰذا انتہائی مہربانی سے اس فقیر کی جانب توجہ فرماتے ہیں۔ جس وقت فقیر حاضر ہوتا ہے اور حاضرین سے اعراض کر کے فقیر کی جانب توجہ فرماتے، کثرتِ محبت کے سبب اپنی محبوبیت کا کوئی دقیقہ ایسا باقی نہ رکھا جو فقیر کو عطا نہ فرمایا ہو اور ہمارے آپس میں ایسے ایسے معاملات گزرے ہیں جن کی تفصیل طوالت کا سبب ہے۔

مکاشفہ : فرمایا: مَیں سرہند شریف حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ کی زیارت کیلئے حاضر ہوا، حضرت امام کے مزار پرانوار کو ایسا منبع فیوضاتِ الٰہیہ اور مصدرِ برکاتِ لامتناہیہ پایا کہ ایسا کوئی مزار نظر سے نہیں گزرا، گویا ولی نہیں بلکہ نبی کا مزار ہو۔

نبی نیست اما بشکلِ نبی بخیزد ز کویش ہزاراں ولی

ترجمہ: ''نبی تو نہیں لیکن نبی کی سی شکل و صورت میں جلوہ گر ہیں۔ آپ کی گلی سے ہزاروں لوگ ولی بنتے ہیں''۔

اور حضرت نے کمالِ شفقت و عنایت فرمائی اور اپنے مقامات میں خاص توجہ فرمائی جو آپ پر منکشف ہوئے تھے ممتاز کیا اور خلعتِ خلافت عنایت فرمائی۔

مکاشفہ : قیومیت کا خاص منصب حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی کو عطا ہوا اور اس کے آثار و برکات اب تک آپ کے مزار پرانوار سے ظاہر و باہر ہیں، بندہ جب آپ کے مزار پر حاضر ہوا تو ایسا ظاہر ہوا کہ ایک بادشاہ والا جاہ تختِ سلطنت پر جلوہ افروز ہے اور اس کے اردگرد وزراء، حکام اور منشی حاضرِ دربار ہیں آپ کے حکم کے مطابق روئے زمین میں احکام

جاری کرتے ہیں، اس بندہ پر کمالِ الطافِ خسروانہ سے اپنی خاص نسبت سے سربلندی بخشی۔

مکاشفہ : ایک بار اپنی خانقاہ میں دیکھا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار سے برآمد ہوئے اور فقیر کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: جس طرح مریدین کو دفعِ خطرات کیلئے توجہ دیتے ہو۔ ایسے ہی توجہ حُبِ علمی کے قطعی کرنے کیلئے بھی دیا کرو وہ بھی سدِ راہ ہے۔[۱]

ایسے مکاشفات و کرامات بہت ہیں طوالت کے پیش نظر مشتے نمونہ خروارے چند مشہور مکاشفات و کرامات پر اختصار کیا جاتا ہے[۲] آپ کا وجود تو سراپا کرامت تھا آپ کے ظاہری و باطنی، صوری و معنوی کمالات جو آپ کی ذات مستجمع البرکات میں جمع تھے۔ آپ کا کوئی خلیفہ و مرید ایسا نہ ہوگا جو کشف و کرامت، کشفِ قبور اور اسرارِ غیب بیان نہ کرتا ہو۔

اولیائے عزلت، اقطاب اور اہلِ خدمت رات آپ کے حلقۂ توجہ میں حاضر ہو کر مستفید ہوتے تھے اور فراغت سے قبل ہی اُٹھ جاتے ایک بار مفتی محمد صدر الدین خان صدر صدور دہلی مرحوم۔ (جو علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر تھے) نے پوچھا کہ اب دہلی میں قطب کون ہے؟ محل سکونت کہاں ہے؟ آپ نے لکھا تم چاہتے ہو کہ اسرارِ مخفی ظاہر ہو جائیں، اولیائے عزلت کو مخفی ہونا واجب ہے ان کے اظہار کا فقیر کو اذن نہیں ہے۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بیروں افتد راز
ورنہ در محفلِ رنداں خبرے نیست کہ نیست

ترجمہ: ''راز سے پردہ اُٹھنے میں مصلحت نہیں ہے ورنہ قلندروں کی محفل میں ہر خبر موجود ہے''۔

۱۔ ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین شاہ محمد معصوم فاروقی ص: ۹۱ تا ۹۳۔

۲۔ آپ کے فرزند شاہ محمد مظہر فاروقی مجددی رحمہ اللہ نے آپ کی چالیس کرامات و مکاشفات درج کئے ہیں ملاحظہ ہو مناقب و مقامات احمدیہ سعیدیہ ص: ۱۵۹ تا ۱۷۳

تالیفات

آپ کی تالیفات کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ سَعِیْدُ الْبَیَانِ فِیْ مَوْلِدِ سَیِّدِالْاِنْسِ وَالْجَان (اردو)

اس میں حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ، معراجِ عالی، شمائلِ منیفہ اور آپ کے معجزات و وصال کا بیان ہے یہ رسالہ مبارکہ آپ گیارہ ربیع الاول ہر سال مجمعِ عام میں پڑھا کرتے تھے۔

۲۔ اَلذِّکْرُ الشَّرِیْفُ فِیْ اِثْبَاتِ الْمَوْلِدِ الْمَنِیْفِ (فارسی)

اس رسالہ میں محفل میلاد شریف کے استحسان کو دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ محفلِ مولد شریف میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیث مبارکہ جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلالت و منزلت، ولادت مبارکہ کے احوال، آپ کے معجزات اور وصال شریف کے واقعات ہیں بیان کی جاتی ہیں۔ اور ان کے بیان کرنے میں کیا حرج ہے۔ تمہارا انکار عدمِ سماع کی وجہ سے ہے ہماری محفل میں آ کر تو دیکھو۔ الغرض آپ نے عالمانہ و محققانہ انداز میں منکرینِ مولود کو دعوتِ فکر دی ہے۔

۳۔ اَلْفَوَائِدُ الضَّابطة فِیْ اِثْبَاتِ الرَّابِطَۃِ۔ (فارسی)

یہ رسالہ رابطہ شیخ کے اثبات میں تحریر فرمایا اس کا عربی ترجمہ آپ کے پوتے حضرت شاہ محمد معصوم بن شاہ عبدالرشید نے کیا ہے۔

۴۔ الانہار الاربعہ (فارسی)

سلاسلِ اربعہ کے سلوک کے متعلق تحریر فرمایا، آپ کے فرزند حضرت شاہ محمد مظہر علیہ الرحمۃ اس رسالہ کی نہر اولی کو اپنی کتاب مناقب احمدیہ مقاماتِ سعیدیہ (فارسی) کے ص ۱۷۳ تا ۱۸۹

تک اوراس کے عربی ترجمہ کواسی کتاب کے عربی ایڈیشن کے صفحہ ۱۹۳ تا ۲۲۰ تک میں نقل فرمایا اور ساتھ بعض مشکل مقامات پر اس کی شرح کی ہے۔

۵۔ تحقیق الحق المبین فی اجوبة المسائل الاربعین (فارسی)

یہ کتاب آپ نے "مسائلِ اربعین فی بیان سنة سیّدالمرسلین" کے ردّ میں لکھی جو ابو محمد جالیسری کی مرتب کردہ ہے لیکن شاہ محمد اسحاق کی طرف منسوب کر دی گئی ہے۔ ابو محمد جالیسری نے اس کا دیباچہ لکھا اور نام رکھا بلکہ بعض مسائل کا اضافہ کیا ان امور کا اقراری بیان دیباچہ میں موجود ہے اگر اس کے مؤلف شاہ محمد اسحاق دہلوی ہوتے تو اسے خود مرتب کرتے' اس کا مقدمہ تحریر کرتے اور خود اس کا نام تجویز کرتے' مولانا ابو محمد جالیسری اہلِ حدیث مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ فقیر کے برادرِ عزیز مولانا محمد ضیاء الاسلام صدیقی مجددی زید شرفہ نے کیا اور خانقاہِ سلطانیہ سے شائع ہو چکا ہے۔

۶۔ اثبات المولد والقیام:

میلاد مبارک اور قیام کے بارے میں عربی تحریر ہے اور اس کے اثبات میں قوی دلائل دیئے اور یہ رسالہ مولوی محبوب علی جعفری[۱] کے رد میں لکھا جو مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے ہم خیال و ہم مشرب تھے' مولوی محبوب علی نے جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کو انگریزوں کے خلاف جہاد کو ناجائز قرار دیا تھا۔[۲] جبکہ حضرت شاہ احمد سعید مؤلف کتابِ ہذا نے اسے جنگِ آزادی بلکہ جہاد کا درجہ دیا' گویا دونوں کے درمیان عقائد اور سیاست خاصا بعد تھا۔

اس کا قلمی عکس حضرت مؤلف شاہ احمد سعید علیہ الرحمۃ کے دست مبارک کا لکھا ہوا پروفیسر محمد اقبال مجددی دار المؤرخین لاہور کے مقدمہ اور کوشش سے طبع ہو چکا ہے۔ اس رسالہ مبارکہ کا عکس فارسی مقدمہ کے ساتھ مکتبہ ایشیق استنبول ترکیہ سے بھی شائع ہوا ہے۔ اب ''مظہر علم'' سے اس کا اردو میں مفتی محمد رشید مجددی کا ترجمہ اور اصل عربی کتاب علامہ مفتی محمد علیم الدین مجددی زید مجدہٗ کے مقدمہ کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

---

۱ حالات کے لئے دیکھئے نزہۃ الخواطر ۷/ ۴۰۶

۲ علم وعلم۔ عبدالقادر رام پوری ج ۱۔ ص ۲۵۴۔ ۲۵۵

۷۔ مکتوبات:

یہ ۱۳۷ خطوط کا مجموعہ ہے جسے آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا ہے۔ ۹۶/ مکاتیب حضرت حاجی دوست محمد قدس سرہٗ کے نام اور ۴۱/ اوروں کے نام ہیں اس مجموعہ کو ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے ''تحفہ زوّاریہ'' کے نام سے ۱۳۷۳ھ میں کراچی سے شائع کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ کے خطوط ہیں آپ کے فرزند حضرت شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف میں اپنے والد گرامی کے مکاتیب جمع کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا لیکن معلوم نہیں آپ کا یہ ارادہ تکمیل پذیر ہوا یا نہیں۔[۱]

آپ فتویٰ بھی دیا کرتے تھے لیکن کسی نے آپ کے فتاوی کو جمع نہیں کیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف فتویٰ کا متن اور اسے جاری کرنے والے مفتیان کرام اور علمائے اعلام کے اسماء گرامی درج کئے گئے ان کل تعداد ۳۴ ہے ان میں گیارھویں نمبر پر آپ کا نام ہے اور تیرھویں نمبر پر ان کے برادر محترم حضرت شاہ عبدالغنی مجددی کا نام درج ہے۔[۲]

حضرت شیخ محمد چشتی کے رسالہ ''اثبات ذکرِ جہر بعد الصلوات'' پر آپ نے عربی میں تقریظ لکھی، آپ کے ہاتھ کی تحریر کتب خانہ ''خانقاہ شاہ ابوالخیر'' دہلی میں موجود ہے۔[۳]

۱۔ دیکھیئے مناقب و مقامات احمدیہ سعیدیہ ص: ۱۷۳ حضرت شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب (بزبان فارسی) میں پانچ مکتوبات درج کئے ہیں۔

۲۔ ملاحظہ ہو فقہائے پاک و ہند مولانا محمد اسحاق بھٹی (تیرھویں صدی ہجری) ج ۱۔ ص: ۱۵

۳۔ دیکھیئے مقاماتِ خیر شاہ ابوالحسن زید فاروقی

اولادِ امجاد

آپ کے چار صاجزادے اور ایک صاجزادی تھی۔ (۱) شاہ عبدالرشید۔ (۲) شاہ عبدالحمید۔ (۳) شاہ محمد عمر۔ (۴) شاہ محمد مظہر۔ شاہ عبدالحمید اور صاجزادی روشن آراء کا بچپن میں انتقال ہوا۔ صاحب زادگان سارے علم وعمل اور فضل وعرفان کے پیکر تھے۔ تینوں بھائیوں میں بے مثل انس ومحبت اور یگانت تھی، ان حضرات میں سے کسی ایک کا مرید دوسرے کے پاس جانا چاہتا تو وہ اپنے بھائی کے نام خط لکھ کر اس کے ہاتھ ارسال کرتے تھے کہ یہ شخص اس مقام پر پہنچا ہوا ہے آئندہ تسلیک میں اس کی مدد فرمائیں۔ ان کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

حضرت شاہ عبدالرشید مجددی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمۃ کے فرزندِ اکبر ہیں۔ ۲/ جمادی الآخرہ ۱۲۳۷ھ لکھنو میں ولادت ہوئی تاریخی نام ''مظہرِ محمد'' ہے۔ آثارِ ولایت اور علاماتِ فضائل بچپن سے ہی آپ کی جبینِ نور آگین سے جلوہ گر تھے۔ اربابِ علم وعرفان اور اصحابِ زہد وتقویٰ میں تربیت پائی۔ پانچ برس کی عمر تھی کہ اپنے دادا حضرت شاہ ابوسعید کی صحبت اختیار کی، اور دادا آپ پر بڑی شفقت محبت اور توجہات فرماتے ہر وقت ان کے ساتھ رہتے حتیٰ کہ رات بھی انہیں کے ساتھ استراحت فرماتے جس وقت وہ تہجد کیلئے اُٹھتے آپ بھی ساتھ اُٹھتے اور شریکِ تہجد ہوتے اس وقت بعض احبابِ خاص کو توجہ دیتے تو آپ بھی شریکِ صحبت ہوتے فیوضاتِ خاص سے بہرہٗ کامل حاصل کرتے سات سال کی عمر میں اپنے جدِ امجد شاہ ابوسعید فاروقی سے اپنے چچا شاہ عبدالغنی کے ہمراہ بیعت ہوئے ابھی دس برس کے نہیں ہوئے تھے کہ حفظِ قرآنِ کریم مکمل کیا۔ صرف ونحو مولوی حبیب اللہ ملتانی سے پڑھیں، کتبِ معقول مولوی فیض احمد دہلوی سے فقہ، اصول فقہ، تفسیر، حدیث

اور تصوف وغیرہ اپنے والد گرامی سے پڑھا۔ کتبِ احادیث مولوی مخصوص اللہ فرزندِ اکبر شاہ رفیع الدین اور مولنا محمد اسحاق سے پڑھ کر جمیع مرویات کی سندِ اجازت حاصل کی۔

بیس برس کی عمر میں سلوک طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ بکمالِ ہمت وتوجہ اپنے والدِ گرامی سے مکمل کیا اور اجازت وخلافت پائی ۱۲۵۶ھ میں حجازِ مقدس کا سفر کیا حج وزیارت کی دولت سے شرف یاب ہوئے۔ ۱۲۶۴ھ میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ ہجرت فرمائی اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد ان کی مسند پر بیٹھے آپ کا حلقہ حرمِ نبوی میں ہوتا منارہ مجیدیہ کے قریب نشست گاہ تھی۔ حجاز، روم، شام، بخارا، قزان، خراسان اور ہندوستان کے لوگوں نے آپ کی طرف رجوع کیا اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی نسبت حاصل کی سینکڑوں لوگ اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے گیارہ ربیع الاول محفلِ مولود شریف منعقد کرتے کبھی نہایت عمدہ ولذیذ کھانے اور کبھی شیرینی کا اہتمام فرماتے۔ اپنے والد ماجد تصنیف کی کتاب ''سعید البیان'' خود پڑھتے۔ کبھی عربی مولد شریف سُنتے ازاں بعد موئے مبارک حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضرین کو زیارت کرائی جاتی۔

سال میں درج ذیل مشائخ کرام کے عرس کا اہتمام ان کے تواریخ وصال پر کرتے۔

حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری

غوث الثقلین حضرت سید عبد القادر جیلانی

حضرت امام ربانی مجددِ الفِ ثانی

عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم

حضرت مرزا مظہرِ جانِ جاناں

حضرت شاہ غلام علی مجددی

حضرت شاہ ابوسعید

حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہم

مدینہ منورہ میں سید الشہد حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک پر کبھی تشریف

لے جاتے۔

وصال سے پہلے پانچ / چھ سال مسلسل حج کیلئے جاتے رہے آخر پچاس برس کی عمر میں بکمالِ اہتمام حج کیا اور یہیں مرضِ وصال شروع ہوا' دو روز بیمار رہ کر پیر' ظہر و عصر کے درمیان ۱۶ ذی الحج ۱۲۸۷ھ اس دارِ پُرملال سے انتقال فرمایا۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ)

اعیانِ مکہ معظمہ اور علماء و سادات حاضر ہوئے حرمِ مکی میں نماز مغرب کے بعد مکبر نے اعلان کیا کہ ''اَلصَّلَاةُ عَلٰی جَنَازَةِ الشَّیْخ عبدالرشید شیخ الطریقة النقشبندیة ''

چونکہ مرض کا دورانیہ دو دن تھا اور کسی کو مرض کی خبر بھی نہ تھی ناگاہ یہ خبر سن کر حرم میں غلغلہ برپا ہو گیا نماز جنازہ آپ کے برادرِ اصغر حضرت شاہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی لاکھوں حجاجِ کرام نے نماز جنازہ ادا کی' جنازہ مقبرہ شریفہ لے جاتے ہوئے اہلِ مکہ ان الفاظ میں اظہارِ عقیدت کر رہے تھے۔ هٰذَا مِنَ الصَّالِحِیْنَ ۔ هٰذَا مِنَ الْأَوْلِیَاءِ ۔ مَدَدْ یَا شَیْخَ الطَّرِیْقَة ۔

جنۃ المعلیٰ شریف میں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضے اللہ عنہا کے روضہ کے قریب پائیں جانب دفن کیا گیا۔ مدینہ منورہ خبر پہنچی تو وہاں نماز جمعہ کے بعد حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق بکثرت لوگوں نے غائبانہ نماز جنازہ ادا کی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

آپ کے برادر حضرت شاہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخِ وصال یہ کہی

عبدالرشید شیخِ وقت سوئے جناں تشریفش برد
گفت عمر سالِ ترحیل شیخِ زمانہ ہے ہے مرد

آپ کے چھ بیٹے تھے۔

۱۔ بدر الصیام ۲۔ محمد معصوم ۳۔ محمد بشیر ۴۔ محمد وحید ۵۔ محمد نذیر ۶۔ محمد سعید

اور چھ بیٹیاں تھیں۔

صاحبزادوں میں **شاہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ** کے سوا سب خورد سالی میں وفات پا گئے۔ ان کے مختصر حالات پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۰/ شعبان ۱۲۳۶ھ دہلی خانقاہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۲۷۴ھ میں والد ماجد کے ہمراہ حجاز

مقدس گئے، قرآن کریم حفظ کر چکے تھے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر اپنے جدِ امجد قدس سرہٗ کو تراویح میں سُنایا۔ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، تصوف معقول اور دوسرے علوم اپنے عمِ اصغر شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے۔ بیعت اپنے دادا سے کی سلوکِ مجددیہ کی تکمیل اپنے والد سے کی والد ماجد کے وصال کے بعد مدینہ منورہ میں ان کی جگہ مسندِ ارشاد پر بیٹھے۔

۱۲۹۱ھ میں رام پور تشریف لائے اور یہاں ''خانقاہ معصومی'' بنائی، تئیس برس یہاں قیام کیا پھر ۱۳۲۳ھ مدینہ طیبہ واپسی ہوئی، پہلی جنگ عظیم کے دوران مدینہ منورہ میں اسبابِ خوردونوش کی قلت ہوئی تو حکومتِ ترکیہ نے وہاں کے رہنے والوں کو ترکیہ، شام اور فلسطین بھیجا۔ آپ ۱۰/ شعبان ۱۳۳۵ھ شام گئے اور حمص ۲/ سال قیام کیا۔ اور دمشق میں سات آٹھ ماہ قیام کیا۔ جنگِ عظیم ختم ہونے پر ۱۳۳۸ھ میں مکہ مکرمہ تشریف لائے وہاں دس شعبان ۱۳۴۱ھ میں وصال ہوا اور جنۃ المعلیٰ میں مدفون ہوئے رحمہ اللہ ۱۸/ خلفاء کے نام آپ نے خود لکھے اور آپ کا حلقہ ارشاد ترکی، روس اور چین میں خوب پھیلا۔ آپ کا علمی پایہ بہت بلند تھا درج ذیل تالیفات آپ کی یادگار ہیں۔

(۱) وضوح المعانی تفسیر الکلام الربانی (تفسیر سورۂ مائدہ) غیر مطبوع۔ (۲) ریاض الحکم فی معارف القدم (عربی۔تصوف) غیر مطبوع۔ (۳) الأدعیۃ الماثورۃ المعصومیۃ مطبوع۔ (۴) اجازۃ الارشاد عربی یہ رسالہ شیخ خالد مجددی شامی کے پوتے شیخ اسعد کو لکھ کر دیا۔ (۵) افصح البیان فی مکائد الشیطان (اردو مطبوع) (۶) شمائل العارفین فی سیرہ المجددین (عربی غیر مطبوع) یہ رسالہ علامہ عبدالحی لکھنوی کی خواہش پر تالیف کیا۔ (۷) کشف الخطاعن أھل الخطا (اردو مطبوع) (۸) السبع السرار فی مدارج الأخیار (اردو مطبوع) (۹) ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین (اردو مطبوع) (۱۰) أحسن الکلام فی اثبات المولد والقیام (اردو مطبوع) (۱۱) سعید البیان فی مولد سید الانس والجان کی تہذیب (اردو مطبوع) (۱۲) الفوائد الضابطہ عربی میں ترجمہ کر کے شائع کیا۔

۱؎ مفصل احوال کیلئے دیکھئے ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین ص تا

آپ کوشعر وسخن کا ذوق تھا تخلص معصوم تھا۔ عربی قصائد کا ایک مجموعہ ترکی میں طبع ہوا اور کچھ درج ذیل ناموں پر آپ کے اشعار طبع ہو چکے ہیں۔

قصائدِ معصومی

المثنوی الفاصل بین الحق والباطل

انتخابِ معصوم فارسی کلام

کلامِ معصوم اردو کلام

آپ کے چھ صاحبزادے:

(۱) صبغۃ اللہ۔ (۲) ابوالطاہر سیف الدین۔ (۳) ابوالطیب مجدالدین۔

(۴) ابوالشرف عبدالقادر۔ (۵) ابوالفیض عبدالرحمٰن۔ (۶) محمد ابوسعید اور چار صاحبزادیاں، تین ازواج سے ہوئیں۔ [۱]

---

[۱] تفصیل کیلئے دیکھئے مقاماتِ خیر ص ۹۵ تا ۱۰۳

حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ احمد سعید کے دوسرے فرزند ہیں ولادت باسعادت شوال ۱۲۴۴ ہجری دہلی خانقاہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ میں ہوئی۔ پانچ برس کی عمر میں اپنے جدِ امجد کو دیکھا اور ان کے منظورِ نظر رہے۔

قرآنِ کریم حفظ کر کے تحصیل علوم میں مشغول ہوئے' ابتدائی علوم مولوی حبیب اللہ مرحوم سے اور حدیث شریف عمِ اکبر حضرت شاہ عبدالغنی محدثِ دارالہجرۃ سے پڑھی۔ اکثر علومِ دینیہ و تصوف اپنے والد ماجد سے قراءت وسماعت سے پڑھے۔ بیعتِ طریقت اپنے والد گرامی کے ہاتھ کی اور نقشبندیہ مجددیہ سلوک میں مصروف ہوئے مدارجِ احمدیہ کی انتہاء اور مقاماتِ عالیہ پر پہنچ کر اجازت وخلافتِ مطلقہ سے مشرف فرمایا۔

ایامِ غدر میں اپنے والد ماجد کی معیت میں حرمین شریفین ہجرت فرمائی۔ والد گرامی کے انتقال تک مدینہ طیبہ مقیم رہے اور حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی الطافِ عالیہ اور انظارِ قدسیہ سے بے شمار ترقیات حاصل کیں۔ والد ماجد کی رحلت کے بعد حرمِ مکہ معظّمہ میں سکونت اختیار کی۔ تجلیاتِ الٰہیہ' فیوضاتِ ذاتیہ سے شرف یاب ہوئے۔ یہاں مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے' باب العمرہ کے قریب آپ کی نشست تھی۔

آپ کی طرح ریاضت ومجاہدات شاید ہی کسی نے کیے ہوں' طالبانِ حق کے مرجع بنے۔ اپنے حوصلہ و استعداد کے مطابق طالبان آپ کی توجہاتِ عالیہ سے ترقیات حاصل کر کے اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے اور طریقہ شریفہ کی اشاعت کی۔

آپ کی ذات میں استقامتِ شریعت وطریقت کما حقہ موجود تھی جو صفات مسندِ ارشاد پر بیٹھنے والے کیلئے ضروری ہیں' مثلاً زہد' ورع' تقویٰ اور توکل وغیرہ میں آپ ثابت قدم تھے۔ دنیا

اور اہلِ دنیا سے نفرت تھی۔ اتباعِ سُنّتِ سنیہ اور اجتناب بِدعتِ سیئہ کی طرف راغب تھے، اخلاقِ حسنہ عاداتِ شریفہ کے حامل تھے تواضع کا یہ عالم تھا کہ اپنے آپ کو خادم سے بھی کم تر جانتے تھے۔ سترِ کمالات ضروری سمجھتے شہرت ناپسند تھی۔ آپ کی طبیعت میں انکساری بہ درجہ اتم تھی۔ انساب الطاہرین میں اپنا ذکر ان الفاظ سے کیا ''محمد عمر فرزند سوم حضرت سراج الاولیاء کی تاریخ ولادت ''احقر البشر محمد عمر'' سے نکلتی ہے۔

نرم کلام اور شیریں گفتار تھے جو سنتا فریفتہ ہو جاتا۔ موزونی طبع، جودتِ فکر حد درجہ آپ کو حاصل تھی۔ فارسی و ہندی اشعار کبھی کبھی نظم فرماتے جو قبولِ خاص و عام ہوتے۔ شب و روز اذکار و اشغال طاعت و عبادت، نشرِ طریقت افادۂ سلوک طریقت کے سوا کوئی کام نہ تھا۔ باوجودیکہ ایسے سخت امراض لاحق تھے کہ نشست و برخاست کی طاقت بھی کم ہو چکی تھی مگر جو اشغال و اوراد اور توجہ و حلقہ معمول تھا اس میں ہرگز فتور نہ تھا یہی وہ استقامت ہے جو صوفیہ کے نزدیک بالائے کرامت ہے۔

امراض اور کثرتِ ضعف کے باوجود آخری عمر میں اپنے فرزند حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ رحمہ اللہ کے حضرت شاہ محمد معصوم کی لختِ جگر کے ساتھ نکاح کی نیت سے ہندوستان کا سفر اختیار فرمایا، رام پور کو اپنے قدموں سے روشن کیا۔ نواب کلب علی خان صاحب مرحوم بکمالِ تعظیم و تکریم پیش آئے۔ یہاں بہت لوگ آپ کی توجہات سے مستفید ہوئے نسبتِ طریقت حاصل کی خلاصہ یہ کہ آپ کی ذات اس آخر زمانہ میں نہایت غنیمت تھی۔ رام پور چند ماہ بقیدِ حیات رہ کر ۲/محرم الحرام ۱۲۹۸ھجری میں سفرِ آخرت فرمایا۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّـا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت حافظ جمال اللہ نقشبندی مجددی رحمہ اللہ کے گنبد کے باہر بجانبِ قبلہ مدفون ہوئے۔ مادہ تاریخ عربی شاہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ نے اس طرح کہی۔ رضی اللہ الوکیل عنہ۔۱۲۹۸۔ فارسی تاریخ ''افسوس فتاد برجِ عرفان'' ہے۔

تالیفات:

۱۔ **الجدول المنتخبة من النهر الماد من الأنهار الأربعة** یہ فارسی میں اپنے والد ماجد

کے رسالہ ''اربعہ انہار'' میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے اذکار و مراقبات کو مختصر رسالہ کی شکل میں بیان فرمایا۔

۲۔ وظائف و مراقبات یہ عربی مختصر رسالہ ہے۔

۳۔ کنز المصلی رسالہ کو اردو میں نظم کیا۔ شیخ الدلائل مولانا عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی خلیفہ شاہ عبدالغنی نے اردو میں اس کی شرح بیت اللہ شریف کے سامنے بیٹھ کر لکھی۔ اس کا نام الکنز الاکبر شرح الفقہ الاصغر۔

۴۔ انساب الطاہرین حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ کی اولاد در اولاد کے بیان میں اردو تالیف ہے۔

آپ خورد سالی سے شعری ذوق رکھتے تھے حکیم مومن خان مؤمن کو اپنا کلام دکھاتے تھے۔ قیامِ حرم کے دوران ایک مناجات نظم کی اس میں فرماتے ہیں۔

مدینے میں مدفن ہو میرا الٰہی　　مجھے پاس رکھ لے میرے پیشوا کے

الٰہی تو جنت دے سب مومنوں کو　　پڑھا جس نے کلمہ ہو تصدیق لا کے

مجھے کافرستان سے تو نے نکالا　　رکھا پھر حرم میں عنایت سے لا کے

اب امید یہ ہے کہ فردوس میں بھی　　عمر زیرِ سایہ رہے مصطفا کے

آپ کے ایک ہی فرزند حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے جو اپنے وقت کے بلند پایہ عالمِ ربانی عارفِ حقانی اور بے مثل شیخِ طریقت تھے لاتعداد مخلوق نے ظاہری و باطنی علوم آپ سے حاصل کئے آپ کے مختصر مبارک احوال حصولِ برکت کیلئے پیش کئے جاتے ہیں۔

حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷/ ربیع الآخر ۱۲۷۲ھ الموافق ۶/ جنوری ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ خانقاہ شاہ غلام علی دہلی میں ولادت ہوئی۔ آپ کے والدِ گرامی حضرت شاہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ نے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ، کے فرزندِ جلیل کے نام پر اپنے محبوب پسر کا عبداللہ نام اور کنیت ابوالخیر رکھی۔ والدہ ماجدہ حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھیں۔ آپ کی عمر پونے دو سال تھی کہ دہلی پر انگریزوں کا تصرف ہوا اور اواخرِ محرم ۱۲۷۴ھ میں اپنے والد محترم' اپنے عمین محترمین' جدامجد شاہ احمد سعید قدس اسرارھم اور اہل خاندان کے ہمراہ دہلی سے حجازِ ہجرت فرمائی۔ ۴/ سال کی عمر میں اپنے جدامجد حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمۃ کے دستِ اقدس پر حرمِ نبوی میں دورانِ حلقہ بیعت ہوئے اور دیر تک دعا فرماتے رہے اور اہلِ حلقہ آمین کہتے رہے۔ نو سال کی عمر میں قرآنِ کریم حفظ کیا۔ تحصیلِ علوم علمائے زمانہ' حافظ عبداللہ العزیز' قطبِ مکہ سید احمد دھان' شیخ الاسلام سید احمد دحلان مفتی شافعیہ پایۂ حرمین مولنا رحمت اللہ کیرانوی مؤسس مدرسہ صولتیہ' مولانا سید حبیب الرحمٰن ردولوی' عم اصغر حضرت شاہ محمد مظہر فاروقی۔ مولانا محمد نواب وغیرہ سے کیا اور حدیث شریف اپنے والد کے چچا حضرت شیخ عبدالغنی محدث دارالہجرۃ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی' سارے علوم میں کامل استعداد حاصل کی۔

۲۶/ جمادی الآخرہ ۱۲۸۳ھ میں گیارہ برس دو ماہ کی عمر میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ سلوک اپنے والد ماجد سے بڑی سرعت سے طے فرمایا پہلے دن ہی آپ کو لطائفِ خمسہ عالمِ امر قلب' روح' سر' خفی' اخفیٰ اور لطیفۂ نفس کی تعلیم دی اور ساتھ ہی مراقبہ احدیت کرنے کو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولیائے کبار کی صحبت عنایت کی۔

۱۲۹۷ھ میں عقدِ ازدواج کیلئے ہندوستان رام پور اپنے والد ماجد کے ہمراہ آئے۔ ۲/محرم ۱۲۹۸ھ آپ کے والد گرامی کا وصال ہوگیا۔ شادی کے بعد دوبارہ حجاز مقدس واپس

آئے۔ ۱۳۰۵ھ میں بارگاہِ نبوی سے حکم ملا کہ ''ہندوستان جاؤ'' چنانچہ ۱۳۰۵ھ کا حج کر کے آپ نے رختِ سفر باندھا اور ہند کو روانہ ہوئے۔ اور دہلی خانقاہ شاہ غلام علی میں آئے اور مُلّا عثمان جو اس وقت خانقاہ کے متولی تھے حاضرین کی موجودگی میں مزاراتِ شریفہ پر فاتحہ خوانی کے بعد کہا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے جدِ امجد نے یہ خانقاہ اپنے خلیفہ حاجی دوست محمد صاحب کو دی اور اُنہوں نے میرے سپرد کی اور آج یہ خانقاہ حضرت صاحبزادہ صاحب کو دیتا ہوں''۔

آپ اہل وعیال اور ایک خادم کو لے کر حجازِ مقدس سے دلّی آئے بمبئی اُترے تو لوگوں کے دل خود بخود آپ کی طرف مائل ہوئے۔ محبوبیت کے آثار پوری طرح آپ پر ظاہر تھے خانقاہ میں مکہ مکرمہ' مدینہ منورہ' شام' برما' بنگال' بہار' ریاست حیدر آباد' یوپی' بمبئی' گجرات' پنجاب' بلوچستان اور افغانستان کے لوگ بکثرت آئے اور فیوضاتِ مجددیہ سے سیراب ہوئے۔ آپ نے پوری خانقاہ شریف' مجرہ شریف اور تسبیح خانہ مکمل طور پر از سرِ نو بنایا اور مسجد شریف کے مشرق کی جانب کتب خانہ بنوایا۔

آپ کو دنیا اور اہلِ دنیا سے سخت نفرت تھی۔ آپ ہدیہ قبول کرنے میں نہایت احتیاط کرتے جو بھی ہدیہ آتا تھا وہ آپ کی رہائش گاہ کے صحن میں دیوار کے پاس رکھ دیا جاتا تھا۔ اگر آپ کی حلاوتِ باطنی میں کچھ فرق آجاتا تو دوسرے دن آپ دربان سے کہہ دیتے اس شخص کا ہدیہ واپس کر دو۔ اس احتیاطِ تام کی بدولت یہ بھی ہوتا کہ گھر کے خرچہ کے واسطے کچھ نہ رہتا اس صورت میں آپ اپنی کوئی کتاب یا دوسری چیز فروخت کروا کر خرچہ چلاتے تھے۔ آپ اتباعِ شریعت کا بہت خیال رکھتے لوگ آپ کی نورانی شکل دیکھ کر گرویدہ ہو جاتے۔ آپ بہت کم لوگوں سے ملتے۔ چلتے وقت نظر برقدم رہتی' عموماً منہ ڈھانپ کر بھی رکھتے تھے۔ مریدین ومخلصین کے ساتھ آپ کا برتاؤ ایک مشفق ومہربان باپ جیسا تھا اپنی اولاد کی طرح مخلصین کو جھڑکتے تھے' تنبیہہ کرتے تھے گھر سے نکالتے تھے تاکہ اخلاقِ رذیلہ کو چھوڑیں اور ان باتوں کو اختیار کریں جن سے اللہ جلّ شانہٗ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

راضی ہوں، یہی وجہ تھی کہ آپ کے مخلصین میں انانیت کا مرض نام کو نہیں تھا۔ آپ کے معمولات نہایت منضبط اور باقاعدہ تھے۔ سفر و حضر میں فرق نہ آتا۔ آپ کا معمول تھا کہ ہر کام سے پہلے بسم اللہ پڑھتے تھے اور مخلصین کو ہدایت تھی جب بھی کوئی کام کریں بسم اللہ پڑھ کر کریں جب بھی آپ کے پاس آئیں بسم اللہ پڑھتے ہوئے آئیں، جو بھی آپ کے پاس آتا بسم اللہ پڑھتا آتا تھا اور اس دوران وہ اپنے قلب کی طرف متوجہ رہتا۔ جہاں بھی آپ ہوتے بسم اللہ مبارک کی صدا آتی رہتی تھی۔ اس کی برکت سے اہلِ غفلت کی غفلت کا ازالہ ہوا کرتا تھا۔

معمولی کتب و رسائل سے آپ کو دلچسپی نہ تھی قرآنِ کریم اور حدیث مبارک میں خوب دل لگتا معمولات سے فراغت پر مسند امام احمد کا مطالعہ فرماتے ایک دفعہ فرمایا کہ مسند امام احمد کا مطالعہ از اول تا آخر پانچ مرتبہ کیا۔ فرماتے: ''اس سے نسبتِ شریفہ میں بہت زیادہ ترقی ہوتی ہے''۔ طبقات ابن سعد یورپ سے منگوائی اور فرمایا کہ ''جو اجزاء ہمارے پاس آئے ہم سات مرتبہ ان کا مطالعہ کر چکے ہیں اور امام بخاری کی صحیح بارہ (۱۲) مرتبہ مطالعہ کر چکے ہیں''۔ اوراد کی کتب میں حصنِ حصین، حزبِ اعظم سے خاص لگاؤ تھا۔ مسبعات عشر کا روزانہ وِرد کرتے، اپنے مخلصین کو بھی بڑی شفقت سے پڑھاتے۔ حضرت شاہ رفیع الدین اور حضرت شاہ عبدالقادر رحمہما اللہ کے تراجم آپ کو پسند تھے۔ آپ صبح کے حلقہ میں اصحابِ نسبت علماء کو صحیح بخاری یا صحیح مسلم کا درس دیتے۔ پڑھنے والے علماء اگلی صف میں ہوتے تھے پیچھے سالکانِ طریقت آنکھیں بند کئے، سر جھکائے ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ رات کا حلقہ عشاء کی نماز کے کچھ دیر بعد شروع ہوتا تھا۔ آپ کا معمول تھا کہ پہلے حلقہ میں شریک ہونے والوں کے احوال دیکھتے فرماتے ''جب تم آتے ہو تو ہماری نظر تمہارے قلب پر ہوتی ہے۔ اگر قلب کو اچھے حال میں پاتا ہوں تو دل خوش ہوتا ہے اگر اس میں خرابی نظر آتی تو غصہ آتا ہے، ہم کیا کریں تمہاری بھلائی کے واسطے سب کچھ کرنا پڑتا ہے''۔

آپ کا معمول تھا کہ گیارہ ربیع الاوّل کی شب کو میلاد مبارک کا اہتمام کرتے اپنے

جدِ امجد حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمۃ کی کتاب ''سعید البیان'' عشاء کی نماز کے بعد پڑھتے۔ مخلصین کی جماعت آپ کے سامنے ہوتی۔ سب کی آنکھیں بند ہوتی تھیں اور متوجہ بہ قلب رہتے تھے آپ کیفیات سے معمور انداز میں ذکر شریف پڑھتے تھے انوار و برکات اور فیوضات کی اتنی کثرت ہوتی تھی ہر ایک مخمور نظر آتا تھا۔ اس میں تلاوتِ قرآن کریم اور قصائدِ مبارکہ بھی پڑھے جاتے۔ جو لوگ محفل میلاد کے انعقاد کو بُرا کہتے تھے۔ آپ ان لوگوں کو ''بدعقیدہ'' فرماتے تھے۔ میلاد مبارک کا بیان عشاء کے بعد ہوتا اور دوسرے دن دوپہر کو ولادتِ مبارکہ کی خوشی میں ۶۰۰ افراد کو پرتکلف کھانا کھلاتے۔

جناب مُلّا واحدی نے چشمِ دید حالات اس طرح قلمبند کئے ہیں:

''شاہ ابوالخیر جلالی درویش تھے، پٹھانوں کی عقیدت مندی نے اور بارعب بنایا دیا تھا، باہر نکلتے تو ساٹھ ستر پٹھان جلوس میں ضرور ہوتے۔ خانقاہ کے دروازے پر بھی پٹھانوں کا پہرہ رہتا تھا۔ دلّی والے شاہ ابوالخیر سے بڑا احسنِ ظن رکھتے تھے''۔

شعر گوئی میں کمال حاصل تھا، مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران نعتیہ مجالس میں شریک ہوتے اور کلام سے حاضرین کو محظوظ فرماتے ان مجالس میں حاجی امداد اللہ مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک ہوتے تھے آپ کے اشعار سن کر ان پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ آپ قیامِ رام پور کے دوران مشاعروں میں شرکت فرماتے، نواب مرزا داغ دہلوی اور منشی امیر احمد مینائی آپ کے اشعار پر خوب داد دیتے۔ مقاماتِ خیر میں آپ کا کلام موجود ہے۔

آپ کی نشست گاہ کے اوپر سر مبارک کے محاذ پر نقش نعل شریف آویزاں تھا اس کی وجہ بیان فرمائی کہ اس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا اظہار ہوتا رہتا ہے اور یہ شعر پڑھا۔

شراک از رشتہ جان ہائے ما کن ۔۔۔ ادیم طائفی نعلین پا کن

۲۹/ جمادی الآخرہ ۱۳۴۱ھ ۱۶ فروری ۱۹۲۳ء لیلۃ الجمعۃ خانقاہ شریف دہلی میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ایک دن آپ نے مخلصین سے فرمایا: ''یہ انحطاط کا زمانہ ہے فرضِ خدا پر قائم رہنا' حرامِ خدا سے بچنا اور خلقِ خدا کے ساتھ صحیح معاملہ رکھنا موجبِ نجات ہے''۔

آپ فرمایا کرتے تھے: ''اپنے بزرگوں کے مسلک سے سرِمو انحراف نہ کرو' فرائض پر مضبوطی سے قائم رہو' حرام سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ ان شاء اللہ تمہاری نجات ہوگی''۔

آپ نے دو عقد فرمائے زوجۂ اولیٰ کے بطن سے تین صاحبزادیاں ہوئیں سب خوردسالی میں فوت ہوئیں اور زوجۂ ثانیہ سے تین صاحبزادے اور آٹھ صاحبزادیاں ہوئیں۔[1] تینوں صاحبزادے علم وعرفان کے شمس وقمر تھے ان کا مختصر تعارف نذرِ قارئین ہے۔

---

[1] مأخوذ مقاماتِ خیر شاہ ابوالحسن زید فاروقی ط دہلی
سوانحِ حیات مولنا بخش اللہ مجددی ط دہلی
واقعاتِ دار الحکومت دہلی ۱۳۳۷ھ بشیر الدین احمد ص: ۱۵۴-۱۵۵ ط دہلی

حضرت شاہ ابوالفیض بلال فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت ۲۹/رجب ۱۳۱۸ھ بمطابق ۲۳/نومبر ۱۹۰۰ء بروز جمعۃ المبارک ہوئی۔ مؤذنِ رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہٗ کے مبارک نام پر آپ کا نام بلال رکھا۔ علومِ ظاہری مولانا سید عبدالجلیل، مولانا محمد اسحاق میرٹھی، مولانا امیر الدین خان، مولوی محبوب الٰہی، مولوی حکیم محمد مظہر اللہ، مولوی عبدالعلی، مولوی محمد شفیع، مولوی محمد عمر وغیرہ سے پڑھے۔ مخارجِ حروف کی اصلاح انطاکیہ کے قاری عبدالغنی صاحب سے کی، چار سال سکول کی تعلیم حاصل کی۔ قرأتِ سبعہ اور شاطبیہ قاری نیاز احمد سے حاصل کی۔ آپ امام ابوعمرو بصری کی قراءت بروایت دوری میں کلام پاک تلاوت فرماتے۔ رام پور سے آپ کے والد گرامی نے آپ کے برادرِ عزیز اور آپ کے نام تحریر فرمایا: ''قرآنِ مجید اور وظیفہ ترک نہ کریں۔ گناہ کی بات سے دور رہیں''۔

ایک دفعہ آپ حلقہ کے دوران پاس سے گزرے، حضرت کی نظر صاحبزادہ گرامی پر پڑی تو مخلصین سے فرمایا: ''تم لوگ اپنے دل کو اللہ کی طرف موڑتے ہو یعنی متوجہ کرتے ہو، دیکھو ہمارے بلال کے دل کو کہ وہ خود بخود اللہ کی طرف مڑا ہوا یعنی از خود متوجہ ہے''۔

۱۳۳۵ھ بمطابق ۱۹۱۷ء میں ۱۷/برس کی عمر میں خلافت کی نعمتِ عظمیٰ نصیب ہوئی۔ جون ۱۳۳۵ء میں نماز پڑھانے کی خدمت سپرد ہوئی۔ ۱۳۴۱ء کی محفل میلاد شریف میں کچھ بیان آپ سے پڑھوایا گیا۔ ۱۳۴۰ء میں عقدِ نکاح ہوا۔ ۱۳۴۶ء میں اہلیہ محترمہ کے ہمراہ حج کی سعادت حاصل کی۔ اس کے علاوہ غیر ایامِ حج میں بھی فرزندِ کلاں کے ہمراہ حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہوئی تو مواجہہ شریفہ کے سامنے مشائخِ کرام اساتذۂ حدیث اور ساداتِ عظام کا ذکر فرمایا اور آپ پر رقت طاری ہوئی تو وہاں کھڑے مطوع نے کچھ کہا تو حضرت نے فرمایا میں

نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرض کیا حضور یہ لوگ اطمینان سے ملنے نہیں دیتے' میں آخرت میں آپ سے ملاقات کی تمنا رکھتا ہوں اور اجازت لے کر واپس تشریف لائے۔

آپ کو دنیا اور اہلِ دنیا سے کچھ تعلق نہ تھا۔ کوئٹہ کے زلزلہ میں اہلیہ اور بچوں سمیت دب گئے تھے بعد میں مخلصین نے آپ کو نکالا آپ کے فرزندِ کلاں حضرت عبدالرحمٰن اور دو صاحبزادیاں اپنی دادی محترمہ کے ساتھ واصل بحق ہوئیں۔ اس عظیم سانحہ میں آپ مجسمۂ صبر بنے رہے اور آپ کے قلب پر گہرا اثر پڑا آپ نے مکمل گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ سردیوں میں کوئٹہ شہر سے شمال مغربی سمت پانچ میل کے فاصلہ پر اپنی زمین میں رہتے اور سردیوں میں سبّی کے قریب رندِ علی آبادی سے دور رہتے مطالعۂ کتب میں مصروف رہتے آپ کو تفسیر' حدیث اور قراءت کا بہت شوق تھا۔ صدہا کتب کا مطالعہ کیا جس کتاب کا مطالعہ کرتے از اول تا آخر کرتے جہاں کوئی علمی نکتہ نظر آتا اس کو اپنی بیاض میں نقل فرما لیتے۔ فقہ میں امام کاسانی رحمہ اللہ کی بدائع صنائع بہت پسند تھی۔ قدوری کو بہت اہمیت دیتے۔ تفاسیر میں کشاف اور صاوی کا بہت تحقیق سے مطالعہ کیا۔ طبقات ابنِ سعد کی نہایت عمدہ فہرست مرتب کی اور اسی طرح بخاری شریف و مسلم شریف کی فہرس بھی مرتب فرمائی' اور جامع ترمذی پر کام کر رہے تھے کہ رحلت فرمائی۔ آپ کی گفتگو ایسی پر اثر اور بانسبت ہوتی کہ سننے والا باطنی حلاوت محسوس کرتا' ائمہ کرام و مشائخِ عظام کا ذکر نہایت ادب سے کرتے۔ عشق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو ورثہ میں ملا تھا' جب قرآنِ کریم یا حدیث پڑھتے تو آنکھوں سے اشک رواں ہوتے۔

افغانستان میں آپ کا وسیع حلقہ تھا وہاں اپنی خاندانی روایت کے مطابق محفلِ میلاد مبارک کا اہتمام کرتے اپنے جدِ امجد حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمۃ کی کتاب ''سعید البیان فی مولد سید الانس والجان'' کا فارسی ترجمہ کیا وہ پڑھتے اس مبارک محفل میں میں قرآنِ کریم کی تلاوت اور ختم بخاری شریف بھی ہوتا۔ علماء کرام خطاب کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں عنایت کیں۔ دوسرے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن فاروقی ۱۸۹۵ء میں رحلت فرمائی' تیسرے صاحبزادے حضرت

عبداللہ فاروقی اور چوتھے صاحبزادے حضرت عبیداللہ فاروقی اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول اور سلسلہ عالیہ کی خدمت میں مصروف ہیں۔

۲۳/ ذی قعدہ ۱۳۹۸ھ ۲۶/اکتوبر ۱۹۷۸ء میں وصال ہوا۔ اپنی والدہ ماجدہ کے قدموں میں (کوئٹہ سرآب) محوِ استراحت ہیں۔[۱] رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَاسِعَةً

---

[۱] ماخوذ مقاماتِ خیر شاہ ابوالحسن زید مجددی
قلمی نوشت از شاہ عمر ابوحفص آغا مجددی

حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت ۲۵/ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ بمطابق ۱۳/نومبر ۱۹۰۶ء بروز منگل خانقاہ شریف دہلی میں ہوئی، والدِ گرامی نے ''زید'' نام رکھا۔ تاریخی نام ''محمد بشارت الرحمٰن'' ہے۔ آپ تینوں برادران کی تربیت افغانستان کے علماء وصلحاء نے کی۔ ساتویں جماعت تک سکول کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا محمد عمر اور مُلّا امان اللہ سے کافیہ تک پڑھا، نحومیر، کافیہ اور رقعاتِ عالمگیری کا کچھ حصہ اپنے والد ماجد سے پڑھا۔ مدرسہ عبدالرب میں مولانا عبدالوھاب، مولانا حکیم محمد مظہر اللہ، مولانا محبوبِ الٰہی سے متفرق کتب پڑھیں۔ دورہ حدیث شریف مولانا عبدالعلی اور مولانا محمد شفیع سے پڑھا۔ ۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۹۳۱ء کو مصر تعلیم کیلئے تشریف لے گئے۔ ۱۹۳۵ء میں واپس تشریف لائے۔ وہاں سے اجازاتِ حدیث شیخ محمد یوسف، علامہ شیخ محمد بخیت حنفی، شیخ محمد حبیب اللہ مالکی، محدثِ غرب سید محمد عبدالحی کتانی، شیخ بدرالدین شامی، شیخ ابوالفیض ابوالاسعاد عبدالقادر صدیقی، مجاہد کبیر سید احمد الشریف السنوسی سے حدیث الرحمۃ المسلسل بالاوّلیۃ حاصل کی۔ مصر سے واپسی پر بیت المقدس دمشق، بغداد کی زیارات کیں۔

۱۳۳۵ھ میں گیارہ برس کی عمر میں آپ برادرِ کلاں کے ہمراہ کوئٹہ جارہے تھے، ریل کے ڈبے میں بیٹھے آپ کے والد گرمی نے دروازے کے قریب کھڑے ہوکر الفاظِ بیعت پڑھائے اور ۱۳۴۰ھ میں کوئٹہ احباب کو سلسلہ شریفہ میں داخل کرنے کا حکم دیا۔ ۱۹۴۷ء میں اپنے برادرِ گرامی کے کوئٹہ تشریف لے جانے کے بعد خانقاہ شریف دہلی کے آپ سجادہ نشین بنے۔ اس خانقاہ شریف کی کئی نئی تعمیرات کرائیں اور قبورِ مبارکہ حضرات کرام پر قبہ بنوایا۔ کتب خانہ تعمیر کرایا۔ دلی کے عمائدین وعلماء کی خواہش پر شاہی عیدگاہ کی امامت آپ کراتے رہے۔ تین مرتبہ حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ اپنے اسلاف کے طریقہ پر سختی سے کاربند تھے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ اس پُرفتن دور میں اس عاجز کا مسلک اس حدیث مبارک کے موافق ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے فرمایا: تم کیا کرو گے جب ایسے بے خبر لوگوں میں رہ جاؤ گے کہ ان میں نہ ایفائے وعدہ ہوگا اور نہ امانت ان میں اختلافات ہوں گے اور وہ اپنے احوال کے اعتبار سے اس طرح ہوں گے اور آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسائیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے لئے آپ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: ''تم ان امور کے پابند رہو جن کو تم جانتے ہو اور جس کو نہیں جانتے اس کو چھوڑ دو تم صرف اپنے نفس کی فکر کرو' عوام الناس سے اپنی آپ کو بچاؤ''۔ اور ایک روایت میں ہے: تم اپنے گھر کے ہو رہو' اپنی زبان کو قابو میں رکھو' جو تم کو معلوم ہے اس کو لو اور جس کو نہیں جانتے اسے چھوڑ دو' تم اپنے نفس کی فکر کرو' عوام کو ان کے حال پر چھوڑ دو''۔

فقیر کے حضرت جدِ امجد قدس سرہٗ کے ساتھ آپ کے مخلصانہ تعلقات تھے دونوں حضرات کی آپس میں بڑی محبت وعقیدت تھی بسا اوقات آپ کی مبارک مجالس میں حضرت زید علیہ الرحمۃ کا ذکرِ خیر سُنا اور آپ کی دعوت پر پانچ مرتبہ خانقاہ سلطانیہ وخانقاہ فتحیہ رونق افروز ہوئے۔ حضرت جدی المکرم علیہ الرحمۃ آپ کے استقبال کے لئے لاہور جاتے آخری دو مرتبہ معذوری کے باعث کوٹلی سے آگے چند میل کے فاصلہ پر استقبال کیا۔ ایک دفعہ حضرت زید علیہ الرحمۃ نے فرمایا: مجھے نہ کسی مسجد سے کام ہے نہ کسی اور مُخلص سے ملاقات سے سروکار' میں تو صرف حضرت صاحب کے پاس جاؤں گا' انہیں مجھ سے محبت ہے اور مجھے ان سے محبت ہے اس لئے ان سے ملنے جاؤں گا''۔ حضرت زید علیہ الرحمۃ کیلئے یہاں کے مناظر تسکینِ خاطر کا باعث ہوتے۔ جس کا اظہار ایک مرتبہ ان الفاظ میں فرمایا: ''دہلی میں جب تالیف وتصنیف کے کام سے تھک جاتا ہوں یا اُکتا جاتا ہوں تو ان مقامات کا تصور کر کے دل کو بہلا لیتا ہوں۔ یہ مقامات میرے لئے تسکین کا باعث ہیں۔ میری تھکان دور ہو جاتی ہے''۔

۱۹۹۹ء میں خواجہ امان اللہ ڈائریکٹر داؤد کارپوریشن کے ہاں دعوت پر فرمایا:

کل ان شاء اللہ! ہم کوٹلی کیلئے روانہ ہوں گے' حضرت صاحب نے ڈیڑھ صد کے قریب مساجد تعمیر کر رکھی ہیں' مساجد آباد ہیں۔ ہزاروں بچے قرآنِ مجید کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

سینکڑوں حافظ ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ حفاظِ کرام کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اب انہیں بیرونِ ملک بھیجا جا رہا ہے۔ پیر صاحب نے فرمایا: ''امان اللہ! یہ مبالغہ نہیں کبھی خود جا کر دیکھو''۔

والد گرامی حضرت حاجی پیر صاحب دام ظلہ سے فرمایا: ''میری عمر اسّی سال ہونے کو ہے۔ ایک یا دو سال کم ہے۔ تمہارے والد صاحب کی محبت کھینچ لائی ہے۔ وعدہ کیا تھا سو آ گیا ہوں''۔

آپ کو کتب بینی کا شوق اور قدماء کی تالیفات سے دلچسپی تھی۔ مقاماتِ خیر میں اپنی تئیس (۲۳) تالیفات کا ذکر فرمایا ہے۔ ۲/ دسمبر ۱۹۹۳ء خانقاہ شاہ ابوالخیر دہلی میں وصال فرمایا۔

آپ کے تین صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادوں میں سے ابوتراب حامد اور ابوالخیر احمد خورد سالی میں اللہ کو پیارے ہوئے اور ابوالفضل محمد ۱۲/ شعبان ۱۳۵۵ھ بمطابق ۳۰/ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو خانقاہ شریف دلّی ولادت ہوئی۔ آپ نے علی گڑھ سے بی۔ ایس۔ سی اور سرینگر سے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کی ڈگری حاصل کی۔ چار سال سعودیہ مؤظف رہے۔ بلند اخلاق کے مالک تھے' کسبِ حلال پر گزر بسر کے عادی تھے۔ ۷/ شوال ۱۴۰۴ھ ۹ بمطابق ۱۷/ جولائی ۱۹۸۴ء' ۴۸ سال کی عمر میں وصال ہوا۔ خانقاہ شریف میں ولی کامل مولانا رحیم بخش رحمہ اللہ خلیفہ حاجی دوست قندھاری قدس سرہٗ کے قریب محو استراحت ہوئے۔ آپ کے ایک ہی فرزند مولانا شاہ ابوالنصر انس فاروقی مجددی زید فضلہ ہیں' ۲۷/ اگست ۱۹۷۱ء میں ولادت ہوئی۔ اب خانقاہ شریف کے متولّی وجانشین ہیں۔

شاہ ابوالسعد سالم فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت ۲/صفر ۱۳۲۶ھ بمطابق ۶/ مارچ ۱۹۰۸ء بروز جمعۃ المبارک خانقاہ شریف ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مولانا محمد عمر اعظم گڑھی، مُلّا امان اللہ اور پھر مدرسہ عبدالرب میں مولوی حکیم مظہر اللہ، مولوی محبوب الٰہی، مولوی محمد شفیع، مولوی عبدالعلی، مولانا محمد رفیع وغیرہ سے حاصل کی۔ جب مدرسہ سے فارغ ہوئے تو مزید شوق بڑھا تو مولانا محمد علی جوہر کے مشورہ سے اپنے برادرِ اکبر حضرت زید علیہ الرحمۃ کے ہمراہ ازہر تشریف لے گئے۔ وہاں سے سند "شہادہ" اھلیہ اور عالمیہ حاصل کیں۔ دورانِ قیام دونوں برادران نے شیخ محمد بخیت سے سندِ حدیث حاصل کی شیخ حبیب اللہ، شیخ عبدالحی فاسی مغربی سے مسلسل بالاولیہ کی سماعت کی اور سندِ حدیث حاصل کی۔ محدثِ شہیر شیخ بدرالدین دمشقی سے بھی سند حاصل کی۔

۱۳۵۰ھ بمطابق ۱۹۳۲ء میں پہلی مرتبہ مصر سے حجازِ مقدس فریضۂ حج کیلئے گئے۔ ازھر شریف سے دسمبر ۱۹۳۵ء کو فارغ ہوئے آپ کا ارادہ ازہر شریف میں تدریس کا پروگرام تھا اور تقرری کی بات بھی ہو چکی تھی لیکن کوئٹہ مین زلزلہ کا حادثہ پیش آیا جس میں آپ کی والدہ محترمہ بھتیجا، بھتیجیاں شہید ہوئیں اس لئے واپسی کا قصد کیا، اور مصر سے واپسی پر دونوں برادران مسجد اقصی شریف، شام، بغداد کی زیارات سے شرفیاب ہوئے۔ دہلی خانقاہ شریف آ کر طالبانِ علم کو درس دیتے رہے۔ ۱۹۴۰ء میں عقدِ ازدواج ہوا، کچھ عرصہ افغانستان میں قیام کیا، وہاں بکثرت افراد نے علومِ ظاہری و باطنی آپ سے حاصل کئے۔ قیامِ قندھار کے دوران محفلِ میلاد شریف منعقد کرتے رہے۔ ۱۹۴۸ء کے بعد کوئٹہ میں مستقل رہائش اختیار فرمائی۔

اپنے والد گرامی کے طریقہ پر سختی سے کاربند تھے، گھر میں رہنا زیادہ پسند کرتے "دَعْ أُمُوْرَ النَّاسِ وَعَلَيْكَ بِنَفْسِكَ" پر عامل تھے اور مخلصین کی تربیت فرماتے۔ آداب کا بہت

خیال رکھتے کلمہ طیبہ و کلمہ شہادت کے علاوہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ مبارک نہ لیتے، بلکہ کسی وصف کے ساتھ آپ کا ذکر شریف کرتے۔ اماکنِ مقدسہ کا ذکر نہایت ادب کے ساتھ کرتے۔ احباب کو سلوک طے کراتے جب تک مقام کے آثار ظاہر نہ ہوتے، آگے سبق کی تلقین نہ فرماتے۔ ختم خواجگانِ نقشبندیہ روزانہ کا معمول تھا۔ مشکل امور میں ختمِ بخاری کی تلقین فرماتے۔ گفتگو پر مغز اور بامعنیٰ ہوتی احباب کو بھی اسی کی تلقین فرماتے، ایک شخص نے طویل خط لکھا آپ نے اس کی پشت پر تحریر فرمایا ''در ہمہ وقت و ہمہ حال ذاکر، شاکر، صابر باشید''۔

آپ کے پاس نایاب کتب کا ذخیرہ تھا شب و روز اس کے مطالعہ میں مشغول رہتے، عربی، فارسی اور اردو میں آپ کی تحریرات ہیں ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں۔

قطف المسائل من الرسائل (عربی میں چیدہ چیدہ مسائل پر بحث ہے)

اپنے والد ماجد کے احوال

سی سبق (تصوف کے بارے میں فارسی تحریر ہے)۔

چار جلدوں میں حاصلِ مطالعہ قلمبند فرمائے۔

عمر کے آخری برسوں میں صاحبِ فراش رہتے تو صاحبِ نسبت علماء مقرر تھے وہ کتاب سناتے صبح ۸ بجے سے ساڑھے بارہ بجے تک پھر عصر سے مغرب اور مغرب سے نمازِ عشاء تک کتبِ مبارکہ بڑے غور و فکر سے سماعت فرماتے۔

یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ ۲۲/ دسمبر ۱۹۸۷ء کوئٹہ میں وصال ہوا۔ آپ کے برادرِ اکبر حضرت زید ابوالحسن قدس سرہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت سالم مبارک نامِ شاں　　رفت از دنیا سوئے دارِ جناں
سال وصل پاک مشرب شد رقم　　رحلت یک مرشد عالی ہمم

۱۴۰۸

آپ مزارِ عالی شان سنگِ مرمر کا تعمیر کیا گیا اور ساتھ ہی مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ اہلِ نسبت و اہلِ دل فیوضاتِ الٰہیہ سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ آپ کے مخلصین کثیر تعداد میں مختلف

مقامات پر ہیں۔ بعض افراد کو خلافت سے بھی نوازا۔ آپ کے چھ فرزند ہیں جن کے اسماء یہ ہیں:

حضرت ابوبکر مجددی، حضرت عمر ابوحفص مجددی، حضرت عاصم مجددی، حضرت جعفر مجددی، حضرت عبداللہ عامر مجددی، حضرت عبدالعزیز شیخِ دوراں مجددی۔ سلمہم اللہ

حضرت شاہ عمر آغا مجددی فاروقی حفظہ اللہ خانقاہ شاہ ابوالخیر کوئٹہ کے سجادہ نشین ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے برادرانِ گرامی کو سلامتی و عافیت سے رکھے تاکہ خلقِ خدا فیض یاب ہوتی رہے۔ [1]

---

[1] ماخوذ مقاماتِ خیر شاہ ابوالحسن زید فاروقی
قلمی احوال از شاہ عمر ابوحفص آغا فاروقی

حضرت شاہ محمد مظہر فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمۃ کے فرزندِ اصغر ہیں۔ ولادت ۳/ جمادی الاولی ۱۲۴۸ ہجری دہلی خانقاہ شاہ غلام علی میں ہوئی۔ ایک برس کی عمر میں اپنے جد امجد کو دیکھا تھا' فرماتے آپ کی صورت شریف فقیر کو ہنوز خوب یاد ہے' بچپن میں حفظِ قرآن مجد کر کے علوم نقلیہ وعقلیہ کی تحصیل میں مشغول ہوئے اسی دوران والد ماجد نے بیعت سے شرف یاب کیا اور ظاہر و باطن کی تربیت میں مصروف ہوئے۔ ابتدائی کتب مولوی حبیب اللہ مرحوم وغیرہ سے پڑھیں' اکثر کتب فقہ' تفسیر' حدیث اور تصوف وغیرہ بقراءت وسماعت اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ صحاحِ ستہ بالاستیعاب اپنے عمِ اکبر حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ سے تحقیق وتدقیق سے پڑھیں۔

سلوکِ نقشبندیہ مجددیہ ابتداء سے مقاماتِ احمدیہ ومدارجِ عالیہ تک اپنے والد ماجد سے طے فرمایا۔ بائیس برس کی عمر میں علومِ ظاہری اور کمالاتِ باطنی کی تحصیل سے فارغ ہو کر اجازت و خلافتِ مطلقہ سے مشرف ہوئے۔ آپ کو حج کا شوق غالب ہوا' والد ماجد سے اجازت طلب کی چونکہ فراق شاق تھا آپ اجازت نہ دیتے تھے بڑی سعی وکوشش کے بعد اجازت دی اور الوداع کرنے شہر کے دروازہ تک تشریف لائے' آپ کو رُخصت کیا اور دعا فرمائی۔ خط میں محبین کے نام تحریر فرمایا:

''علومِ اسرار میرے فرزند سے حاصل کرو' نسخۂ معارف فقیر سے ہے کئی سال وہ نسخہ صحیح کیا ہے اللہ تعالیٰ غایت منتہا کو پہنچائے''۔

آپ رفقاء کے ہمراہ حرمین شریفین روانہ ہوئے۔ والد گرامی دعا کی برکت سے جلد ہی بیت اللہ شریف اور روضۂ نبویہ کی زیارت سے شرف یاب ہو کر بحفظ وسلامتی وطن مراجعت فرمائی۔ واپسی پر آپ کے والد ماجد بہت مسرور ہوئے۔

پھر استقامت ظاہری و باطنی سے مریدین و طالبین کے افادہ میں مشغول ہوئے۔

والدِ گرامی کے ہمراہ حرمین شریفین ہجرت فرمائی۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاص عنایات پائیں۔ والد ماجد کی رحلت کے بعد آپ کی مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے لوگ ظاہری و باطنی منازل طے کرتے بہت سے مرتبۂ اجازت وخلافت کو پہنچے۔ شب و روز افادۂ طالبین اور حلقۂ مریدین کے سوا کوئی کام نہ تھا۔ حضرت زید فاروقی تحریر فرماتے ہیں: حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ کے بعد آپ سے طریقۂ شریفہ کی خوب رونق بڑھی۔ سمرقند، بخارا، قزان، ارضِ روم، افغانستان، ایران کے بعض اضلاع، سارا جزیرہ عرب اور شام وغیرہ فیض یاب ہوا۔ [1]

زہد و ورع میں آپ کو مرتبۂ کمال حاصل تھا۔ سخاوت اور غریبوں کی مدد جبلت میں داخل تھا مکارمِ اخلاق اور رحم وشفقت میں بہت بلند تھے جو ایک بار بھی حاضر ہوا ساری عمر حسنِ اخلاق کا مداح رہا "خِیَارُکُمْ أَحْسَنُکُمْ أَخْلَاقًا" کی عملی تصویر تھے۔

اپنے والد گرامی کے انتقال کے بعد آپ کے سوا حرمین شریفین کوئی نہ تھا۔ ۱۲۹۰ھ میں تین منزلہ خانقاہ مدینہ منورہ میں باب الجمعہ کی جانب بنوائی بہت سارے زائرین اس میں رہ کر راحت و آرام پایا کرتے تھے۔ آپ کی منجملہ باقیات صالحات کے ساتھ یہ عمدہ عمل قیامت تک باقی رہے گا۔ اس کے کتب خانہ میں نادر اور نایاب کتابیں جمع فرمائیں۔ جَزَاہُ اللّٰہُ عَنِ الْمُنْتَفِعِیْنَ خَیْرًا۔

آپ کے برادر حضرت شاہ محمد عمر قدس سرہٗ نے اس کی تاریخ اس طرح لکھی۔

چوں اخ کامل محمد مظہر عالی ہمم	ساخت خویش بنیاد زیبا خانقاہِ احمدی
سال تاریخش دعائیہ عمر گفت اے الہٰ	تا ابد آباد بادا خانقاہِ احمدی

یہ خانقاہ "رباطِ مظہر" کے نام سے مشہور تھی اور یہ دو طرف سے بڑی سڑکوں پر واقع تھی ایک طرف کی سڑک مسجد نبوی کے باب النساء کو جاتی ہے اور دوسری طرف کی سڑک جنت البقیع اور رباط کے درمیان واقع تھی۔ [2] اب موجود توسیع میں یہ منہدم ہوگئی اور نایاب کتب خانہ "مکتبہ عبدالعزیز" میں محفوظ ہے۔

۱؎ مقاماتِ خیر ابوالحسن زید فاروقی ص ۱۰۳، ۱۰۴

۲؎ مقاماتِ خیر ابوالحسن زید فاروقی ص ۱۰۴ بتصرف

حضرت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت اور بقیع شریف میں دفن ہونے کی تمنا کی وجہ سے مدینہ شریفہ سے باہر قدم نہ رکھا۔ یہاں تک کہ دلی آرزو کے مطابق ۱۱/محرم الحرام ۱۳۰۱ ہجری انتقال ہوا۔ ﴿ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ﴾ اور بقیع شریف میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قبر سے قبلہ کی طرف دیوار کے متصل والد ماجد کی قبر کے پہلو میں دفن ہوئے۔ شاہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ نے عربی مادۂ تاریخ اس طرح کہی ہے۔ وَھُوَ قَدْ تَشَرَّفَ بِلِقَاءِ اللّٰہِ۔

چو عمِ مہیں شاہ مظہر جناب — برفتہ زدنیا بسوئے جناں
دلم سال تاریخ معصوم گفت — بجنات باشد مقامش بداں

آپ کے دس صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ عبداللہ، مبشر، احمد، عبداللہ ثانی، احمد ثانی بہاؤالدین، محمد، محمود، عیسیٰ، موسیٰ، ابراہیم۔

آپ کی تالیفات میں درج ذیل کتب کے نام ملتے ہیں۔

۱۔ مناقب ومقاماتِ احمدیہ سعیدیہ۔ فارسی میں اپنے والد گرامی کے مفصل احوال لکھے۔ خواجہ دوست محمد قندھاری علیہ الرحمۃ نے ۱۸۴۷ء میں طبع کروائی۔

۲۔ المناقب الاحمدیہ عربی میں اپنے والد ماجد کے حالات لکھے، جو روس سے ۱۸۹۶ء میں طبع ہوئی۔

۳۔ الدار المنظم فی القیام تجاہ القبر المکرّم یہ مختصر عربی رسالہ ہے اور اس کی شرح آپ خلیفہ سید محمود مدراسی نے لکھی جس کا نام السلک المنظم ۳۲۴ھ میں یہ رسالہ مع شرح احسن المطابع مدراس سے چھپی۔

۴۔ رشحات عنبریہ۔ اپنے والدِ گرامی کی حیات پر مشتمل یہ مختصر رسالہ آپ نے مقفیٰ و مسجع عربی زبان میں علمائے حجاز کیلئے تحریر فرمایا۔ اس کا خطی نسخہ مکتبہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں محفوظ ہے جبکہ صاحبزادہ محمد سعد سراجی مدظلہ العالی کی خواہش پر میاں جمیل احمد شرق پوری زید مجدہٗ نے سن ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۹۷۹ء میں طبع فرمایا۔

خلفائے کرام

آپ کے خلفاء بکثرت ہوئے ہیں مناقبِ احمدیہ کی روایت کے مطابق آپ کے فرزندانِ عالی قدر کے علاوہ اسّی (۸۰) افراد آپ کے خلفاء میں شامل ہیں اور ''انسابُ الطاھرین'' میں ہے کہ سینکڑوں افراد اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے اور اپنی جگہ ہر کوئی صاحبِ ارشاد ہے اور خلقِ خدا ان سے مستفیض ہو رہی ہے''۔ چند خلفاء کا ذکر پیشِ خدمت ہے۔

حاجی دوست محمد قندھاری:

پہلے اور کامل ترین خلفاء سے ہیں، اپنا حال اپنے شیخ کے مکتوبات کے دیباچہ میں تحریر کیا ہے اختصار کے ساتھ نذرِ قارئین ہے۔

طالب علمی دور میں محبتِ خدا کے جذبہ میں سرشار ہو کر شیخِ کامل کی طلب میں دنیا کی سیر و سیاحت کی۔ مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا، تسکینِ قلب نہ ہوا وہی اضطراب تھا۔ استخارہ کے بعد دہلی کی جانب عزمِ صمیم کیا بمبئی بندرگاہ میں حضرت شاہ ابوسعید رحمہ اللہ کی قدم بوسی کی، آپ اس وقت حرمین شریفین کا ارادہ رکھتے تھے۔ آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی لیکن اضطراب کم نہ ہوا، بلکہ اور زیادہ ہوا۔ کیفیت حضرت سے عرض کی تو آپ نے فرمایا۔ میں حج کیلئے جا رہا ہوں، تم واپسی تک یہاں رہو یا دہلی جاؤ، وہاں میرے فرزند میاں احمد سعید ہیں۔ ان کی خدمت کی رہ کر توجہ لو۔ پھر دہلی کا ارادہ کیا راستہ میں حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ کو خواب میں دیکھا فرمایا: ''تم میرے خلیفہ ہو'' لہٰذا شوقِ دلی اور زیادہ ہوا، یہاں تک کہ قطبِ دوراں، غوثِ زماں شیخی وامامی واستادی حضرت شاہ احمد سعید قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس، قلبی وروحی فداہ کی قدم بوسی سے مشرف ہوا صرف زیارت سے ہی تسکین ہو گیا، الحمد للہ ازسرِنو بیعت کی۔

با کریماں کار ہا دشوار نیست

ایک سال دو ماہ پانچ روز خدمتِ عالیہ میں حاضر رہا' اس قلیل مدت میں اس نالائق لاشی ء کو اجازتِ طریقہ نقشبندیہ' قادریہ' چشتیہ عنایت فرمائی۔ اپنی دستار' قمیص اور کلاہ مرحمت کی اجازت لکھ کر ولایتِ خراسان کی طرف رُخصت فرمایا۔ اجازت نامہ میں آپ کے بارے میں یہ الفاظ تحریر فرمائے:

"فَصَارَ مَجْمَعَ الأَنْوَارِ مَعْدِنَ الْبِحَارِ فَأَجَزْتُهُ بِإِجَازَةٍ مُطْلَقَةٍ لِارْشَادِ الطُّلَّابِ وَالْقَاءِ السَّكِيْنَةِ فِيْ قُلُوْبِ الْاَحْبَابِ"۔

جب وطن پہنچے تو آپ سے ارشاد اور طریقہ شریفہ خوب پھیلا۔ سینکڑوں' ہزاروں مریدین' خلفاء بالواسطہ اور بلاواسطہ ان کی توجہات سے ظاہر ہوئے۔ کئی خانقاہیں ان کے ملک خراساں میں آباد ہوئیں۔ منبع فیوضات مصدرِ خوارق و کرامات تھے۔ حضرت فرماتے: جیسے مولانا خالد ہمارے پیرومرشد کے خلفاء میں ممتاز اور بکثرتِ ارشاد تھے ایسے ہی حاجی صاحب ہمارے خلفاء میں معزز بکثرتِ ارشاد ہیں۔

فنا فی الشیخ کا مرتبہ (جو وصول اِلی اللہ کا ذریعہ ہے) ان کو ایسا حاصل تھا کم ہی کسی کو حاصل ہوا ہوگا۔ حضرت کے دریائے محبت میں ایسے مستغرق تھے کہ حاضری سے بیہوشی طاری ہو جاتی تھی۔ کفش برادری کمالِ فخر و عزت جانتے بلکہ آپ کا بیت الخلاء اپنے ہاتھوں سے صاف کرتے' خدمت و محبت کے سبب کمالاتِ شیخ ان کی ذات میں بخوبی جلوہ گر تھے۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ترجمہ: "جس نے خدمت کی وہ مخدوم بن گیا"۔

آپ مخدومِ عالم و عالمیاں ہوئے۔ حضرت کو بھی ان کے ساتھ اس درجہ محبت تھی کہ کم کسی کے ساتھ ہوئی ہوگی۔ ان پر کمالِ عنایت و مہربانی فرماتے' یہاں تک کہ جب ہجرت فرمائی جتنے مریدانِ طریقت ہندوستان اور خراسان میں تھے ان کے سپرد کیئے' ایک تحریر میں نیابت مما لک مذکوران کے نام لکھی' چنانچہ وہ تحریر شاہ محمد مظہر علیہ الرحمہ مقاماتِ سعیدیہ میں نقل کی ہے۔ اس تحریر میں بہت بلند الفاظ لکھے بلکہ شاہ محمد مظہر نے اس کتاب میں حاجی صاحب اور ان کے خلفاء کے احوال میں ایک علیحدہ باب لکھا ہے' چونکہ حضرت نے فرزندوں کے ہمراہ ہجرت فرمائی تھی خانقاہ دہلی کی خدمت تولیت ان کو عطا کی۔ تسبیح خانہ اور مکانات خدمت کیلئے سپرد کئے اور اجازت دی کہ

خواہ وہ خود وہاں رہیں یا کسی خلیفہ کو مقرر کریں۔ چنانچہ آپ نے اپنے خلیفہ مولوی رحیم بخش مرحوم (جو صاحبِ نسبت، متقی، مرتاض اور متواضع تھے) کو اپنی جانب سے مقرر کر کے بھیجا تھا۔ خانقاہِ عالم پناہ کی جو خدمت مولوی صاحب نے کی شاید ہی کسی نے کی ہوگی۔ خدماتِ لائقہ حسبِ حال کرتے۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

حاجی صاحب لقاءِ الٰہی سے مشرف ہوئے تو موسیٰ زئی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان اپنی خانقاہ میں مدفون ہوئے، علیہ الرحمۃ والرضوان۔ آپ کے جانشین حسبِ وصیت ملا محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ مقرر ہوئے۔ مرجع و پناہ گاہِ طالبان تھے۔ صاحبِ زہد و ورع و تقویٰ اور جامع کمالاتِ ظاہر و باطن تھے ان کا وجود وہاں غنیمت تھا۔

نواب مصطفیٰ خان دہلوی:

شیفتہ و حسرتی آپ کا تخلص تھا جہانگیر آباد کے رئیس تھے اور آپ کے ممتاز خلفاء میں اخلاقِ حمیدہ و صفاتِ جمیلہ سے موصوف تھے، نسبتِ باطن خوب حاصل کی ادراکِ وجدان بہت اچھا تھا صاحبِ نسبت کو بجز دیکھنے کے جس مقام تک نسبت حاصل ہوتی، بتا دیتے۔ دنیوی معاملات میں مشغول ہونے کے باوجود اس حال کو پہنچنا نہایت عجیب ہے۔ علمِ ظاہر کی استعداد خوب تھی مولوی کرم اللہ محدث علیہ الرحمۃ خلیفہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ سے استفادہ کیا۔ فارسی اور اردو نظم و نثر میں کامل اور صاحبِ دیوان تھے۔ آپ کے فارسی اور اردو اشعار مشہور و مقبول ہیں۔

میاں احمد جان دہلوی:

نسبتِ طریقہ شریفہ حاصل کر کے مشرف بہ اجازت ہوئے باطنی کیفیت اچھی رکھتے تھے۔ شاہ عبدالرشید علیہ الرحمہ سے بھی کچھ توجہات لیں موصوف اخلاقِ حمید کے مالک اور بزرگوں کے احوال کے شوقین تھے۔

مولوی ولی النبی مجددی رام پوری:

حضرت شاہ احمد سعید رحمہ اللہ کے چیدہ و عمدہ خلفاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے، آپ کا سلسلہ

نسب حضرت خواجہ محمد سعید کے واسطہ سے حضرت مجدد قدس سرہما تک پہنچتا ہے۔ حافظ، عالم اور منقول و معقول کے فاضل ہے۔ ظاہری و باطنی استفادہ کی نیت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر طریقہ مجددیہ کی بیعت کی، چند سال خدمت میں رہ کر سلوکِ طریقت طے کیا اور اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے نسبتِ باطن خوب حاصل کی بعض دینی کتب کا بھی استفادہ کیا۔ شاہ عبدالرشید رحمہ اللہ سے بھی ظاہری استفادہ اور باطنی توجہات لیں۔ موصوف تواضع و مسکنت صبر اور حسن اخلاق کا پیکر تھے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اسم با مسمّٰی ہیں اس سے زیادہ کیا بشارت ہوگی۔ مولوی رحیم بخش مرحوم کے انتقال کے بعد متفقہ مشورہ سے خانقاہ دہلی آپ کو تفویض ہوئی، مریدین کے افادہ اور طالبین کے درس میں مشغول رہے۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

مولوی ارشاد حسین مجددی رامپوری:

حضرت کے اعظم خلفا سے ہیں، نسب حضرت شیخ محمد یحییٰ کے واسطہ سے حضرت مجدد قدس سرہما کو پہنچتا ہے۔ حافظ، عالم، فاضل اجل، معقول و منقول، واعظِ شیریں بیان تھے۔

محمد نواب صاحب کی ہدایت پر حاضرِ خدمت ہو کر دستِ مبارک پر بیعت کی، چند سال عتبۂ عالیہ پر رہ کر مقاماتِ مجددیہ کا سلوک آخر تک طے کیا اور اجازت و خلافت سے ممتاز ہوئے، دو مرتبہ حج و زیارتِ روضۂ اقدس سے اعزاز پایا۔ حضرت کی آپ پر خاص عنایت تھی، آپ مرجعِ طالبین ظاہر او باطن تھے۔

شاہ عبدالوحید مجددی تاشقرغندی:

آپ کے قدیم اصحاب اور کبار خلفاء سے ہیں، نسب میں حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ تک پہنچتے ہیں۔ طلبِ خدا میں وطن سے نکل کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تمام نسبت طریقہ شریفہ حاصل کر کے شرفِ حج و زیارتِ مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے۔ اجازت و خلافت کے اعزاز سے وطن مراجعت فرمائی، ریاضات اور ترکِ مالوفات کے التزام سے طالبین کے مرجع بنے حلقہ و مراقبہ آپ کی خانقاہ میں بجمعیتِ تمام ہوتا تھا۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

شیخ خورشید احمد مجددی:

آپ کے قدیم احباب سے تھے‘ نسب میں حضرت شیخ محمد یحییٰ کے واسطہ سے حضرت مجدد علیہ الرحمہ تک پہنچتے ہیں۔ پہلے اپنے چچازاد حضرت شاہ رؤف احمد سے بیعت کی اس کے بعد خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر صحبتِ حلقہ اختیار کی‘ حضرت نے اجازتِ طریقہ عنایت فرمائی۔

موزونی طبع اور مناسبتِ شعر حاصل تھی۔ صاحبِ دیوان فارسی و اردو مرزا غالب اور مومن خان مرحوم سے اصلاح لیتے تھے۔ غدر کے بعد اہل و عیال کے ہمراہ کابل سکونت اختیار کی۔ امیر کابل آپ کی بہت عزت کرتا تھا۔ آخری عمر میں تنہا حرمین شریفین ہجرت کی‘ کچھ عرصہ بقیدِ حیات رہ کر مکہ معظّمہ میں سفرِ آخرت اختیار کیا۔ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

مولوی حبیب اللہ ملتانی:

آپ کے قدیم احباب اور جیّد خلفاء سے تھے علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر تھے۔ حضرات شاہ عبد الرشید‘ حضرت شاہ عبد الغنی‘ شاہ عبد المغنی‘ شاہ محمد مظہر اور شاہ محمد عمر کے استاذ تھے۔ حضرت شاہ ابو سعید قدس سرہٗ کی معیت میں حج کیا۔

مقاماتِ مجددیہ کا سلوک حضرت شاہ احمد سعید کی توجہات سے حاصل کیا اور اجازت و خلافت سے امتیاز بخشا۔ حضرات کے استاذ ہونے کی وجہ سے ان کی کمالِ تعظیم فرماتے۔ اکثر علوم میں ملکہ حاصل تھا۔

اخونزادہ مولوی حسین علی باجوڑی:

قدیم اصحاب اور اعظم خلفاء سے ہیں‘ حضرت شاہ ابو سعید علیہ الرحمہ کے زمانہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کر کے چند روز فیض صحبت حاصل کیا‘ پھر مراجعتِ وطن کی۔ آپ کی رحلت کے بعد پھر حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تجدیدِ بیعت کی صحبتِ شریفہ اختیار کی اور آپ کی بارگاہ میں بارہ یا تیرہ سال تک خدمت میں مصروف رہے۔ مقاماتِ احمدیہ مجددیہ آخر تک طے کئے۔ حضرت کی ان پر کمالِ

عنایت تھی اور یہ بھی فناءِ محبت میں حضرت اور آپ کے فرزندوں کے ساتھ خادموں کی طرح تھے۔ صفاتِ حمیدہ تواضع وشکست، مسکنت، صبر توکل، تحمل اور حسنِ اخلاق کے پیکر تھے، قوی النسبۃ تھے، اجازت وخلافتِ مطلقہ حاصل کی۔ شاہ احمد سعید علیہ الرحمہ کی رحلت کے بعد آپ کے فرزند حضرت شاہ عبدالرشید علیہ الرحمۃ کی صحبت اختیار کی اور ان سے سارے مقامات کی توجہات لیں۔ پھر آپ کے صاحبزادے شاہ محمد معصوم فاروقی علیہ الرحمۃ کے حلقہ میں بڑی محبت سے شریک ہوتے اور توجہ لیتے۔ حصولِ خلافت کے بعد کچھ عرصہ ہندوستان میں لوگوں کو فیض یاب کیا۔ پھر حضرت کی اجازت سے حرمین شریفین ہجرت کر کے مدینہ منورہ وطن اختیار کیا۔ اپنے شیخ کی مدینہ منورہ آمد تک افادۂ مریدین میں مشغول رہے، آپ کی تشریف آوری کے بعد ترکِ افادہ کر کے استفادہ کیلئے آپ کی خدمت میں رجوع کیا۔ ان کے بارے میں آپ نے فرمایا: ''اپنے مقصود کو پہنچے ہیں''۔ بقیع شریف حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمہ کے مزار کے قریب مدفون ہوئے۔ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

قربان بخاری:

قدیم خلفاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے، چند سال خدمتِ عالی میں رہ کر سلوکِ طریقت مکمل کیا اجازت وخلافت سے امتیاز پایا۔ حضرت فرماتے: کہ صاحبِ نسبتِ قویہ اور مقامات کا کشف رکھتے تھے اپنے وطن میں افادۂ طالبین میں سرگرم تھے۔ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

مُلّا یوسف ارگنجی:

آپ کے قدیم خلفاء سے تھے، چند سال خدمت عالیہ رہ کر سلوکِ باطن انتہا تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ اپنے وطن مالوف میں ہدایتِ طالبین میں مشغول رہے۔ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

حاجی مُلّا عبدالکریم کولابی:

قدیم خلفاء سے تھے، کسب سلوکِ طریقت انتہا کے قریب طے کر کے خلافت پائی اور اپنے وطن مراجعت فرمائی۔ بہت سے وطن کے لوگ مستفید ہوئے۔ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

مُلّا حسام الدین باجوڑی:

کچھ عرصہ صحبت شریف میں حاضر رہ کر خاندان کی نسبت حاصل کی اور اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔

مُلّا تاج محمد قندھاری:

آپ کے اُکمل خلفاء سے تھے۔علوم معقول ومنقول کے فاضلِ اجل، کثیر الذکر، متواضع متقی، متورع صاحبِ احوال ومقاماتِ عالی تھے چند سال صحبت شریف میں رہ کر جملہ مقاماتِ مجددیہ کی نسبت حاصل کی شرفِ اجازت وخلافت سے بہرہ یاب ہوئے ایک بار حج وزیارت سے مشرف ہوکر دوبارہ بقصدِ حج روانہ ہوئے اور راستہ میں انتقال ہوا۔ خَصَّہٗ بِرَحْمَتِہٖ ۔

مُلّا سفر درّوازی:

پرانے خلفاء سے تھے حضرت شاہ ابوسعید قدس سرہٗ کی خدمت میں رہے، ان کی معیّت میں حج وزیارت سے بہرہ یاب ہوئے آپ کے وصال کے بعد کئی سال حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمہ کی صحبت میں رہے سلوک مکمل کر کے خلافت سے نوازے گئے اور وطن واپس آکر افادۂ طالبین میں مشغول رہے۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

مُلّا پیر محمد قندھاری:

قدیم اصحاب اور اکمل خلفاء سے تھے، حضرت شاہ صاحب ان کی بہت تعریف کرتے۔ صدقِ طلب اور ارادۂ صادقۂ حق جس طرح ان میں تھا کم ہی کسی میں ہوگا۔عزلت وتجرید میں یکتا تھے۔صائم النہار قائم اللیل تھے، چند روز صحبت میں رہ کر وہ حاصل کیا جو سالوں میں حاصل کیا جاتا ہے۔اجازت وخلافت دے کر رخصت کیا۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

مُلّا محمد یوسف کولابی:

اولاً مرزا عبدالغفور خرجوی سے استفادہ کیا، بعدہٗ حضرت کی خدمتِ اقدس میں چند سال صحبت میں رہے سلوکِ باطن مکمل کر کے اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے اپنے وطن جا کر

خانقاہ میں مرجعِ خلائق ظاہر و باطن تھے۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

مُلّا نور محمد کولابی:

عمدہ خلفاء سے تھے۔ جامعِ کمالاتِ ظاہر و باطن تھے کئی سال خدمتِ عالی میں استفادۂ توجہات و مقاماتِ سلوک کیا' التزامِ اشغال واذکار کیا۔ اجازت وخلافت سے مشرف ہوکر وطن مراجعت کی۔ ارشادِ طالبین میں مصروف ہوئے ان کے استاد جو مشائخ قادریہ سے تھے معترفِ کمالات ہوکر اپنے سارے مریدین سے کہا کہ ان سے استفادہ کریں کیونکہ ان کا مقام عرش پر اور میرا فرش پر ہے بکثرت مرجعِ خلائق ہوئے۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

مُلّا سکندر بخاری:

عمدہ خلفاء سے تھے۔ دہلی میں آ کر بارادۂ صادقہ التزامِ صحبت شریف کی' عزلت' اذکار واشغال کا اہتمام کیا۔ دس بارہ سال توجہات وفیوضات سے مستفید ہوئے۔ سلوکِ باطن اور نسبتِ طریقت آخر تک حاصل کی اجازت وخلافت کے اعزاز سے بہرہ یاب ہوئے آپ کے فرزندِ اکبر شاہ عبدالرشید سے بھی استفادہ کیا' حضرت کی معیت میں زیارتِ حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ صاحبِ احوالِ عجیبہ اور وارداتِ غریبہ تھے۔ ولایتِ خاصہ محمدیہ سے اپنی مناسبت بیان کرتے تھے۔ مدینہ منورہ انتقال ہوا بقیع شریف میں اپنے شیخ کے مزار کے قریب مدفن بنا۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

مُلّا فیض احمد غزنوی:

شاہ گل محمد خلیفہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ کے فرزند تھے۔ حضرت کی ان پر عنایت خاص تھوڑا عرصہ میں جمیع مقاتِ احمدی سے فیضیاب ہوئے اجازت وخلافت عطا فرما کر وطن رخصت فرمایا تا کہ لوگوں کو ارشاد کریں عالمِ شباب میں سفرِ آخرت کیا۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

مُلّا شرف الدین غزنوی:

آپ کے کامل ترین خلفاء سے تھے۔ بارہ برس خدمت میں حاضر رہے۔ مقاماتِ احمدیہ کے آخر تک سلوک طے کیا۔ صاحب حالات' مصدرِ واردات اور مہذب الاخلاق

تھے۔ حضرت کی ان پر شفقت و عنایت خاص تھی بعض مخصوص خدمات ان کے سپرد تھیں حضرت کے تاحیات اور بعد وفات آپ کے فرزند شاہ عبدالرشید علیہ الرحمۃ سے استفادہ کیا۔ حضرت کی معیت میں ہجرت کی' طائف میں انتقال ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے روضہ کے قریب قبر بنی۔ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

مُلّا فیض احمد قندھاری:

عمدہ خلفاء سے ہیں تھے۔ سال خدمت شریف میں حاضر رہے۔ نسبتِ خاندان سے بہرہ یاب ہوئے۔ حضرت نے ایک مکتوب میں لکھا ہے: نسبتِ خاندان عالی شان مُلّا فیض احمد سے ظاہر و باہر ہے۔ کلاہ و عمامہ از سر نو عطا کیا۔ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

محمد جان قندھاری عرف ولایتی شاہ:

اجل خلفاء سے تھے۔ کئی سال خدمت میں حاضر رہے' سلوک مکمل کیا۔ اجازت و خلافت سے سربلندی حاصل کی۔ خانقاہ میں آپ جیسا مرتاض زاہد' عابد' ذاکر' شاغل اور مراقب شاید کوئی ہوا ہو۔ قَلِیْلُ الْکَلَام قَلِیْلُ الْمَنَام اور قَلِیْلُ الطَّعَام تھے شب و روز میں ایک پیالہ چائے پر اکتفا کرتے۔ حضرت نے بسبب کثرتِ التزام مراقبہ آپ کے بارے میں فرمایا: ''قطب از جانمی جنبد'' یہ لفظ بشارت کیلئے کافی ہیں۔ اجازت کے بعد بنارس رُخصت فرمایا اور وہاں طالبین کی رشد و ہدایت میں مشغول ہوئے۔ اہلِ بنارس اور دیگر بلادِ ہندوستان آپ کے معتقد تھے' بشارت کے مطابق اپنے علاقہ کے قطب تھے۔ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ[1]

---

[1] آپ کے خلفاء کے تفصیلی احوال کیلئے دیکھئے ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین مؤلفہ شاہ محمد معصوم فاروقی مجددی ص:۳۱ تا ۵۹ مناقب و مقاماتِ احمدیہ سعیدیہ (فارسی) تالیف شاہ محمد مظہر فاروقی ص ۲۱۴ تا ۲۴۲

برادرانِ گرامی

حضرت شاہ عبدالغنی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت مغل پورہ قریب سبزی منڈی دہلی شہر سے دو میل کے فاصلہ پر ۲۵/شعبان ۱۲۳۵ھ میں ہوئی۔ صلاح وتقویٰ کے آثار زمانۂ طفولیت سے آپ کی ذات میں موجود تھے' بچپن میں مٹھاس و کڑواہٹ میں فرق نہ کرتے تھے۔ نیم کے پتے کھا لیا کرتے تھے جو سخت کڑوے ہوتے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ کے والد نے فرمایا کہ ''یہ فرزند درویش ہوگا''۔ خود فرماتے ہیں چار سال کی عمر میں حضرت والد مجھے اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ کی خدمت میں لے گئے اب تک حضرت شاہ علیہ الرحمۃ کی صورت اچھی طرح یاد ہے' برکاتِ صحبت سے اب تک بہرہ یاب ہوں۔

اسی عمر میں طالبان آپ کے گرد بیٹھتے' عرض کرتے' ہمیں توجہ دیں آپ کی توجہ سے ان کو تاثیر ہوتی تھی۔ صغرسنی سے طبیعت علومِ دینیہ کی طرف راغب تھی' حفظِ قرآنِ کریم کے بعد ابتدائی تعلیم مولانا حبیب اللہ مرحوم سے کی۔ پندرہ برس کی عمر میں والد گرامی آپ کو حرمین شریفین لے گئے' حج وزیارت سے شرف یاب ہوئے' علامہ شیخ محمد عابد انصاری سندھی مدنی جو بڑے محدث و فقیہ تھے علمِ حدیث کی سند حاصل کی' حدیث مسلسل بالاولیۃ بلکہ جمیع مرویاتِ شیخ کی اجازت جو کتاب ''حصر الشارد'' میں ہیں آپ کو دی' واپسی پر آپ کے والد ماجد ٹونک کے مقام پر انتقال فرما گئے' آخری وقت آپ کو وصیت کی کہ ''اتباعِ سنت کرنا' دنیا واہل دنیا سے اجتناب کرنا اور فرمایا اگر ان کے دروازہ پر جاؤ گے ذلیل ہوگے ورنہ تمہارے دروازے پر کتوں کی طرح حاضر ہوں گے''۔ ساتھ اوراد واشغال کی اجازت عنایت کی اور فرمایا: سلوکِ طریقہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ

کے خلفاء سے کرنا۔ بیعت صغرسنی میں ہی اپنے والد ماجد کے دست اقدس پر کی تھی۔ شاہ عبدالرشید علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے۔ مجھے اور آپ کو ایک ہی وقت میں طلب فرما کر بیعت سے مشرف فرمایا تھا۔

چنانچہ آپ نے وصیت کے مطابق عمل کیا' کچھ عرصہ برادرِ کلاں حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمۃ سے استفادۂ سلوک کیا' ولایتِ کبریٰ تک آپ سے توجہات لیں اس کے بعد حضرت مرزا عبدالغفور بیگ خرجوی سے سلوک مکمل کیا۔ حرمین شریفین سے واپسی پر علمِ حدیث کی تکمیل مولوی محمد اسحاق علیہ الرحمۃ نبیرہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے کی۔

علومِ دینیہ خصوصاً علم حدیث شریف کی ترویج خوب فرمائی' دہلی میں بہت سے لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ فیضِ باطنی سے بھی بہت سے لوگ مستفید ہوئے۔ آپ کی باطنی نسبت علم حدیث میں کثرت کے ساتھ مشغولیت کے باعث نہایت لطیف اور بے رنگ تھی' ہر کسی کے ادراک میں نہیں آتی تھی۔ علومِ حدیث مثلاً اختلافِ روایات کتب' اسماء الرجال اور تاریخ وغیرہ میں بڑا ملکہ تھا اگر اس علم میں آپ کو یکتائے زمانہ کہا جائے تو بجا ہے اور کیوں نہ ہوتے' ساری عمر اسی علم کی ترویج میں صرف کی۔ سنن ابنِ ماجہ پر انجاح الحاجہ نامی حاشیہ نہایت ہی مفید تحریر فرمایا۔ جو طبع ہو چکا ہے۔ تبریز المکنونات فی تخریج احادیثِ المکتوبات اس میں حضرت امام مجدد قدس سرہٗ کے مکتوبات میں موجود احادیث کی تخریج فرمائی ہے۔

تکمہ مقاماتِ مظہری: اس میں حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ اور آپ کے خلفاء کے احوال تحریر کئے۔

ہجرت:

غدر کے بعد حرمین شریفین ہجرت فرما کر مدینہ منورہ سکونت اختیار فرمائی۔ وہاں بھی بہت سے لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حدیث پڑھی۔ جیّد علماء نے آپ سے اس علم میں کمال حاصل کیا اور اجازتِ اسانید حاصل کیں۔ شاہ محمد عمر' شاہ محمد مظہر اور شاہ محمد معصوم نے بعض کتبِ صحاح ستہ آپ سے پڑھی ہیں' شفقت و محبت سے پڑھاتے۔ علمِ حدیث میں بہت

سے لوگوں نے آپ سے نفع اُٹھایا۔ علمِ حدیث میں مشغول ہونے کے باوجود مذہب حنفی کے مقلّد تھے۔ کمالِ استقامت آپ کو حاصل تھی جو فوقِ کرامت ہے۔ اتباعِ سُنّت اجتنابِ بدعت' عزیمت پر عمل اور ورع وتقویٰ جو آپ کی ذات میں تھا کم ہی کسی میں ہوگا۔

وصال:

۷/محرم الحرام ۱۲۹۶ھ مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ بقیع شریف میں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قبر کے قریب اپنے برادرِ کلاں کے بائیں طرف مدفون ہوئے۔ نَوَّرَ اللّٰہُ ضَرِیْحَہ۔ [۱]

---

[۱] ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین شاہ محمد معصوم فاروقی ص : ۳۳ تا ۳۵

حضرت شاہ عبدالمغنی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۱۷/ ربیع الآخر ۱۲۳۹ھ ہجری میں ہوئی۔ دس/ گیارہ برس کی عمر میں والد ماجد کا انتقال ہوا۔ حضرت کے بعض خلفاء سے منقول ہے کہ بچپن میں چند اشخاص نے آپ سے کہا ہمیں توجہ دیں، آپ نے تسبیح ہاتھ میں لے کر لفظ ''ہو'' شدت سے کہا، سب حاضرین پر اثر ہوا۔

آپ کے والد کو آپ سے بڑی محبت تھی، حفظِ قرآن کریم کے بعد علمِ حدیث وفقہ حاصل کی۔ اساتذہ میں مولوی حبیب اللہ مغفور، اپنے برادرِ حقیقی حضرت شاہ عبدالغنی اور مولوی عبدالقیوم مرحوم شامل ہیں۔ بیعت طریقہ اپنے برادرِ کلاں حضرت شاہ احمد سعید رحمہ اللہ کے دست مبارک پر کی۔ اور توجہاتِ مخصوصہ سے سرفراز ہوئے۔ حضرت شاہ خطیب احمد بن شاہ رؤف احمد سے بھی استفادہ کیا۔ آپ کے والد نے بوقتِ رخصت آپؒ کو اجازت اشغال واوراد عنایت کی تھی۔

آپ کی ذات مصدرِ اوصافِ جمیلہ اور اخلاقِ حسنہ کی جامع تھی مثلاً تواضع وشکست و مسکنت، تحمل اور دید قصور۔ سیرت صالحہ آبائے کرام ومشائخ عظام پر مستقیم تھی۔

غدر کے کئی سال بعد اہل وعیال کے ہمراہ حرمین شریفین ہجرت فرمائی۔ شاہ محمد معصوم بن شاہ عبدالرشید سے فرمایا کہ ایک بار خواب مین حضرت حق جل وعلا کے مشاہدہ سے شرف یاب ہوا، بکمالِ تمنا عرض کی مدینہ منورہ سکونت اور بلدہ طیبہ میں ہی موت کا مشتاق ہوں، ارشاد ہوا تمہاری دعا قبول کی چنانچہ اثرِ قبولیت ظاہر ہوا اہل وعیال کے ہمراہ تا آخرِ حیات روضۂ مقدسہ کے جوار میں مقیم رہے۔

۱۲/ ربیع الاوّل ۱۲۹۲ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قبہ کے قریب قبلہ کی طرف حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمۃ برادرِ گرامی کے مزار کی بائیں طرف مدفون ہوئے۔ ''أَبْرَدَ اللّٰهُ قَبْرَهُ وَثَرَاهُ'' تاریخ رحلت ہے۔[1]

---

[1] ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین شاہ محمد معصوم فاروقی ص : ۳۵ تا ۳۶

"یہ حمائل شریف بیشک لاثانی اور بے عدیل ہے"

خانقاہ شریف مجددی دہلی کے سجادہ نشین جناب مولانا حاجی عبد اللہ شاہ ابی الخیر صاحب فاروقی فرماتے ہیں:

کلام الٰہی وہ بحر زخار ہے کہ جس کے صنائع و بدائع کی نہ انتہا ہے نہ شمار ہے غواصان بحر لطائف نے بہت کچھ غوطے لگائے۔ مگر ہر غوطے میں ایک نیا اور انمول موتی لائے۔ ہر صنعت اس کی انوکھی اور ایسا دُر یکتا ہے کہ جس کی چمک دمک سے ہر مخالف کو سکتہ ہے یا ہر صنعت بجائے خود ایک ہیرا ہے کہ جس کی آب و تاب سے چشم بصیرت بھی خیرہ ہے۔ ہر صنعت اس کے معجز ہونے کی برہان ہے لاریب کہ صرف قرآن مجید ہی کی یہ شان ہے حال میں جو صنعت حمائل شریف اعجاز صنعت میں دیکھی واقعی اعجاز قرآن کی موجودہ دلیل ہے۔ اور یہ حمائل شریف بیشک لاثانی اور بے عدیل ہے۔

مولوی صاحب نے اپنے اشتہار میں جو کچھ حمائل شریف کی صفت و ثنا کی ہے وہ سب کچھ درست و بجا ہے۔ حکیم مولوی غلام محی الدین صاحب کی محنت و کوشش کی جہاں تک داد دی جائے۔ اندک اور قلیل ہے

ایک حمائل پر شاہ ابوالخیر مجددی علیہ الرحمہ کا تبصرہ

فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔ (نحل: ۴۳)

فتاویٰ خیریہ

حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین فاروقی مجددی

تحقیق و تخریج

صاحبزادہ قاضی حافظ محمد عبدالسلام نقشبندی مجددی

تقدیم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارۂ مسعودیہ

۶/۲، ۵۔ ای، ناظم آباد، کراچی سندھ، اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸ء

والصلوة والسلام على الروح المحمدي والسراج الاحمدي سلطان ممالك الرسالة وخيرة الله من خير سلالة صاحب قاب قوسين او ادنى مالك ازمة الشرف الاسنى شمس الضحى بدر الدجى سراج بلاد الله وخير عباده ومصطفاه سيدنا محمد رسول الله صلى الله عليه وعلى آله واصحابه اجمعين وازواجه الطاهرات امهات المؤمنين وسائر من تبعهم الى يوم يبعث الابدان الف الف صلوة وسلام مع تحيات زاكيات على الدوام اما بعد فيقول العبد اللاشي الشيخ الذي ما لم يخف من لم يزل نضيحة للفقراء بما فيه من النقص والرياء احمد سعيد المجددي نسبا وطريقة كان الله له عوض كل شيء عوضا والبسه من عنده ديباج المحبة وتاج الرضى انه قد التمس مني حاج الحرمين الشريفين مقبول رب المشرقين والمغربين علاء الدين المحل ان اكتب له من المراقبات والاشتغال ما جرت عليه الاعمال عند السادة العلية والقادة الجلية المنتمين الى القيوم الرباني مجدد الالف الثاني امام مثلنا حضرة الشيخ احمد الفاروقي السرهندي رضي الله عنه فاجبته الى ما سال مني ودام مع عدم لياقتي لا تصافي في ذلك المقام ورقمت هذه الرسالة المختصرة في اشغال السلاسل الاربع المشتهرة ملتقطا من كلمات الائمة الاعلام عليهم رضوان الملك العلام ولهذا سميتها الانهار الاربعة طالبا التوفيق من انشا الخلق فابدعه وجعلت الروضة الناعمة على اربعة انهار وخاتمة النهر الاول في اشغال الاكابر المجددية النهر الثاني في اشغال المشائخ الجيلانية النهر الثالث في اشغال الحضرات الچشتية النهر الرابع في كلمات المصطلح عليها في الطريقة النقشبندية الخاتمة في السلاسل العلية النهر الاول في الاشغال والاذكار والمراقبات التي في الطريقة الشريفة المجددية قدس الله تعالى اسرار اهاليها اعلم ان الانسان عند حضرة القيوم الرباني مجدد الالف الثاني

عکس عربی ترجمہ انہار اربعہ

الحمد لله والمنة والصلوة والسلام على ... محمد واله واصحابه وبعد فقد طالع الفقير عبد الله المعروف بغلام علي عفي عنه هذه الرسالة المحظوظ بها فحاجة ودعا لصاحبها دعاء كثيرا ويدعو جعله الله سبحانه بواسطة المشائخ الكبار رحمة الله عليهم وسيلة لشيوع الطريقة الاحمدية واوصل تعالى المستفيدين منه الى ما كتب في هذه الرسالة من المقامات العلية وكما جعل الله تعالى بآثار الكرام رحمهم الله تعالى مهتدين ومحبين لهذه الطريقة العلية تكن لك جعل المذكور

صالحا امين ط والذي حرره في هذه الرسالة من علوم حضرة المجدد ومعارفه رضي الله تعالى عنه الهم زد فزد وذكر هذا العبد في هذه الرسالة ليس بضروري نعم اظهار النعمة شكر النعمه وذكر بواسطة ذلك المنعم ثم الحمد لله والصلوة والبركات والتسليمات على سيدنا محمد واله واصحابه اجمعين

اللهم اغفر لكاتبه محمد عيسى عفي عنه بحق حضرات الصوفية الكرام وكتبت هذا الكتاب بامر الذي لا بد لي من امتثال امره اعني شيخنا وامامنا وهادينا الى الرشاد لطريق المشائخ حضرت جان بخش خدمت مولانا مولوي رحيم بخش المجددي زاد وجده

سعید البیان فی مولد سید الانس والجان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمیع محامد ازل سی تا ابد ثابت ہین اوس ذات پاک کو کہ کوی شریک نہین
اوسکا نہین اور صلوٰۃ کاملہ نازل ہوجیو اوپر رسول مقبول ہمارے کی
کہ اسم شریف اونکا محمد ہی اور آل اور اصحاب اور ازواج اور اتباع اونکی
الہی و مولائی لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی
نفسک ... مقدور ہین کب نثری و منظومکی رقم کا ... حقا کہ خداوند
ہی تو لوح وقلم کا ... اور ایسی ہی تعریف حبیب تیری کی ہم سی نہین ہوسکتی
جیسی آپ نی تعریف فرمائی ہی بیچ کلام مبارک اپنی کی سد محمد نبی ہے
ممدوح ذات کبریا یکتا ... گری بندہ اگر اوسکی مدح دعوی ہی خدائی کا

عکس سعید البیان فی مولد سید الانس والجان

۶۲

چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نی قرآن شریف مین لقد جاءکم رسول من انفسکم
عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم بتا دیا اللہ تعالی نی کہ
... سچا رسول ... اونکی مرتبہ کو کہ سچا اور امین
ہے بہتر اور برتر ... اور دو نام اپنی نام سی دئی ایک رؤف
دوسرا رحیم کہ کسی اور کو نہین دئی اور فرمایا لقد منّ اللہ علی المؤمنین اذ بعث
فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا
من قبل لفی ضلال مبین اور فرمایا کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم آیاتنا
ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون حضرت علی مرتضی کرم اللہ
وجہہ سی تفسیر من انفسکم مین منقول ہی کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام سی
آبا ہماری مین نکاح کی سنت جاری ہی اور سفاح نہین ہوا الخ
لی گئی ... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ سو ماؤن ... نہین پائی
... بالمعیت کی ابن عباس کی روایت ہی تفسیر وتقلبک
فی الساجدین مین ایک نبی سی دوسری نبی تک یہانتک کہ نکالا تمکو
... حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نی فرمایا کہ جانا اللہ تعالی نی عاجز
ہونا خلق کا فرمانبرداری اپنی سی اسواسطی مقرر کیا رسول بشر اونکی جنس کی
بیچ انکا

۶۳

پہنایا اوسکو اوصاف اپنی سی خلعت رأفت اور رحمت کی اور کیا ...
اپنی چنانچہ فرمایا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور فرمایا وما ارسلناک
الا رحمۃ للعالمین کہا ابوبکر ابن طاہر نی مزین کیا اللہ تعالی نی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو ساتھ زینت رحمت کی پس ہوا وجود اور صفات اونکی رحمت واسطی خلق کی
مسلمان کو ہدایت حاصل ہوئی منافق کو امن قتل سی کافر کو تاخیر عذاب کی
حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نی جبرئیل سی پوچھا کہ تمکو بھی کچھ
پہنچا میری رحمت سی عرض کیا ہاں یا رسول اللہ مین متردد تہا اپنی عاقبت سی
پس امن مین ہوگیا آپ کی سبب سی تعریف کی اللہ تعالی نی میری ساتھ قول
اپنی کی ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین اور نام رکھا حضور
کا اللہ تعالی نی بہت جای نور اور سراج منیر چنانچہ فرمایا قد جاءکم من اللہ
نور اور فرمایا یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا وداعیا
الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا الم نشرح مین کمال تعریف حضرت کی
فرمائی اسطرح کی کھول دیا دل تمہارا واسطی ایمان اور ہدایت کی
اور وسیع کردیا واسطی اوٹھانی ... اور حکمت کی اور دور کردیا بوجھ
... جاہلیت کا اور پاک کردیا ... اور انکا ساتھ نام اپنی کی

عکس سعید البیان فی مولد سید الانس والجان

آخری صفحہ سعید البیان فی مولد سید الانس والجان

رسالہ

الذکر الشریف فی اثبات المولد المنیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عکس رسالہ الذکر الشریف فی اثبات المولد المنیف

الفوائد الضابطہ فی اثبات الرابطہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ العلی الاعلی والصلوۃ والسلام علی رسولہ وحبیبہ سید الوری وعلی آلہ واصحابہ البررۃ التقی میگوید احقر عباد اللہ المجید احمد سعید المجددی کان اللہ لہ عوضا عن کلشئ کہ چون درین زمان پر فساد وافتنان مذکور مسئلہ رابطہ معمولہ حضرات صوفیہ صافیہ رحمۃ اللہ علیہم فیما بین آمد وبعضے ابنای زمان انرا از بدعات دانستہ موافق فہم خود چیزی نوشتہ نزد فقیر فرستادند ناچار در جواب آن با وجود عدم فرصت سطری چند مرقوم ساخت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب قال الحمد للہ کہ اہل سنت وجماعۃ خصوصا علماء حنفیہ با وفاء صوفیہ علیہ باصفا کہ حضرت امام ربانی

عکس الفوائد الضابطہ فی اثبات الرابطہ

۱

هو الرشید

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم السعید من وعظ بغیرہ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المعصوم من عصمہ اللہ

ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدائے جل وعلا اور درود بر روح سید انبیا حضرت محمد مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ اتقی وانقی کہتا ہے روسیاہ ناچیز بلا اشتباہ خاک پائے درویشان محمد معصوم نقشبندی مجددی کان اللہ لہ وعفا عنہ کہ برادر عزیز حافظ محمد یعقوب مجددی نے اس فقیر سے کہا کہ کتاب مسمی سعید البیان فی مولد سید الانس والجان مصنفہ شمس سماء طریقت بدر فلک حقیقت قطب ارشاد غوث ابدال واوتاد عالم علامہ فاضل فہامہ محبوب رب حمید جدی امجدی جناب حضرت شاہ احمد سعید نقشبندی مجددی دہلوی ثم المدنی رضی اللہ تعالی عنہ نے جو ذکر ولادت شریفہ و معراج عالی و شمائل منیفہ و معجزات و وفات حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم مین بروایات صحیحہ زبان اردو مین تصنیف فرمائی ہے اور بذات شریف خود یازدہم ربیع الاول کو ہر سال مجمع عام مین پڑہتے تہے نقل کراکے بہیجدے اور حال مختصر حضرت مصنف قدس سرہ کا بہی لکھدے لہذا یہہ ہیچمدان حال مختصر اپنے جد امجد یعنی حضرت مصنف رضی اللہ تعالی عنہ کا بزبان اردو قلمبند کرتا ہے اور تحریر کیا

عکس ذکر السعیدین

﴿ المناقب الاحمدية والمقامات السعيدية ﴾

جامع من جيب ملا احمد صفا الحاج بن عباس الطاشبلكى

بو كتاب ننك باصمه سنه رخصت ويرلدى سانكت پتربورغده
٢٠ نچى مايده ١٨٩٦ نچى يلده *

اوشبو كتاب قزان اونيوريسيتيتى ننك طبع خانه سنده باصمه
اولنمشدر ١٨٩٦ نچى سنه ده

Дозволено цензурою. С.-Петербургъ, 20 мая 1896 г.

КАЗАНЬ.
Типо-литографія Императорскаго Университета
1896 г.

عكس المناقب الاحمدية والمقامات السعيدية

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

باعانت ذات احدیت تبارکت اسماؤہ و تنزہت صفاتہ کتاب مستطاب مشعر مختصر حالات و

مقامات قدوۃ اہل تجرید و سالکان الی اللہ حمید حضرت مولینا شاہ احمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طریقہ انیقہ صوفیہ خصوصاً نقشبندیہ مجددیہ قدس اسرارہم کہ لب شریعت نبویہ است

مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ

عالم عامل عارف کامل مولوی حاجی

بامر مؤلف مدظلہ و ایمای فیض انتما ہادی رہنما خلیفہ جلیل مولینا ممدوح

ہدایت شمس اوج ولایت مرشد مجد مقبول اللہ الصمد حضرت حاجی دوست محمد قندہاری

دام فیضہ مخلصین اہل عرفان محبین باتقان حکیم محمد سراج الدین خان و محمد سرفراز خان سلمہما الرحمان

عکس مناقب احمدیہ سعیدیہ

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند

کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را